نقوشِ سیرت

سرورِ انبیاء ﷺ

مؤلف: نصرت علی اثیر

ترتیب وتزئین: محمد اشرف چوہدری

Marfat.com

DATA ENTERED

نقوشِ سیرت

سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

نصرت علی اثیر

ترتیب و تزئین: محمد اشرف چوہدری

تخلیقات

علی پلازہ، 3- مزنگ روڈ لاہور، فون: 7238014

Web Site: http://www.takhleeqat.com

E-mail: takhleeqat@yahoo.com

Marfat.com

297.9921
ق ۱۲۸ م
۹۲۵۹ ک
ا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : نقوشِ سیرت سرور انبیاء ﷺ

ناشر: تخلیقات' لاہور

اہتمام : لیاقت علی

تاریخ اشاعت : مارچ 2004ء

ٹائٹل : ریاظ

پرنٹر: ندیم یونس پرنٹر' لاہور

کمپوزنگ : آزاد کمپوزنگ سنٹر' لاہور

صفحات : 304 صفحات

قیمت : 150 روپے

Marfat.com

فہرست

- پیش لفظ 7
- بعثت نبوی ﷺ 9
  - ☆... پرورش و پرداخت 12
  - ☆... شادی خانہ آبادی 17
  - ☆... منصب نبوت 23
- دعوت و تبلیغ 33
  - ☆... اہل خانہ و رشتہ داروں کو دعوت حق 34
  - ☆... کوہ صفاء پر اعلانیہ دعوت حق 36
  - ☆... وفد قریش اور حضرت ابو طالب 38
  - ☆... قریش کا حملہ اور حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام 44
  - ☆... عتبہ بن ربیعہ کی ملاقات 49
  - ☆... سرداران قریش کی گفتگو 51
  - ☆... ابو جہل کی دہشت زدگی 55
  - ☆... علمائے یہود کے سوالات 57
  - ☆... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام 58
- ہجرت حبشہ 63
  - ☆... حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہجرت 68
  - ☆... سماجی مقاطعہ اور شعب ابی طالب 69

Marfat.com

☆ ... وفد قریش اور حضرت ابو طالب کی وفات 71
☆ ... طفیل بن عمرالدوسی کا قبول اسلام 75
☆ ... سوید بن صامت کا قبول اسلام 77
☆ ... ضماد جادوگر کا قبول اسلام 78

--- سفر طائف 80

☆ ... رکانہ بن عبد کے ساتھ کشتی 84

--- نصرانیوں کا قبول اسلام 86

☆ ... بیعت عقبہ اول 87
☆ ... مدینہ میں تبلیغ 88
☆ ... بیعت عقبہ ثانی 90

--- ہجرت مدینہ 97

☆ ... سراقہ بن جعشم کا تعاقب 98
☆ ... ام معبد کے خیمہ میں 99
☆ ... غار ثور کا قیام 101
☆ ... مدینہ میں آمد 102

--- نقوش عزیمت 104

--- سیادت و حکومت 119

☆ ... مواخات 119
☆ ... مسجد نبوی کی تعمیر 120
☆ ... میثاق مدینہ 120
☆ ... خبر رسانی و دفاعی حکمت عملی 125

--- غزوات و مہمات 128

☆ ... معرکہ بدر 129

Marfat.com

☆ ... مدینہ واپسی 137
☆ ... عمر بن وہب کا قبولِ اسلام 138
☆ ... بنی قینقاع کا محاصرہ 140
☆ ... غزوۂ سوق 141
☆ ... کعب بن اشرف کا قتل 142
☆ ... سریہ زید بن حارثہؓ 144
☆ ... میدانِ بدر میں 144
☆ ... غزوۂ بنی نضیر 158
☆ ... غزوۂ بدر دوم 160
☆ ... غزوۂ خندق 163

--- صلح حدیبیہ 175

--- سلاطینِ عالم کے نام خطوط 184

--- غزوۂ خیبر 194

☆ ... فدک کی فتح 199
☆ ... وادی القریٰ 199
☆ ... وادی تیما 200
☆ ... غزوہ ذات الرقاع 200
☆ ... عمرہ قضا 201
☆ ... غزوہ موتہ 202
☆ ... معرکہ ذات السلاسل 204

--- فتح مکہ 206

☆ ... غزوۂ حنین 217
☆ ... بنو تمیم کی سرکوبی 222
☆ ... بنو طے کے بت خانے کا انہدام 223
☆ ... معرکہ تبوک 224

Marfat.com

◐--- وفود عرب اور تبلیغ اسلام 229
☆... بنو اسد بن خزیمہ کا وفد 232
☆... وفد نجران 232
☆... وفد بنو عامر بن صعصعہ 234
☆... نجیب کا وفد 235

◐--- حجتہ الوداع 237

◐--- ملا رفیق الاعلیٰ 244
☆... مملوکات و تروکات نبوی 252

◐--- اسوۂ حسنہ ﷺ 257
☆... بشارات کتب مقدسہ 257

◐--- انبیائے کرام سے اطاعت محمدی کا عہد 265

◐--- در حدیث دیگراں 282

❖❖❖

Marfat.com

پیش لفظ

دنیائے انسانیت جب ظلم و جبر' ظلمت و تاریکی میں ڈوب رہی تھی تو اس وقت رب کائنات نے اپنی سب سے زیادہ محبوب ہستی کو مبعوث کیا جس کے لبوں پر خدا کا قرآن تھا اور جس کے شب و روز کی گزران سے گلشن انسانیت میں احترام' اخوت اور آداب زندگی کے لازوال نقوش ابھرے۔ مساوات انسانیت کی داغ بیل پڑی اور نفرت و دشمنی کے بڑھتے گھمبیر سائے محبت و اخوت کے سائبان بن گئے۔ آقا و مولیٰ میں ادب و شفقت کے قرینوں کو رواج ملا۔ غلامی کی لعنت سے آزادی ملی۔ انسانی جان کا احترام اور اکرام دوسرے انسان پر لازم کر دیا گیا۔ معیشت و معاشرت کے لیے پیانوں سے آشنائی ہوئی۔ سود حرام کر دیا گیا۔ قرض حسنہ اور احسان کو فوز و فلاح کا سامان بنایا گیا۔ دکھیاروں' معذوروں اور غریبوں کی دادرسی کو انسانیت کی معراج کا درجہ ملا۔ زر پرستی اور جاہ پرستی کو زوال آدمیت قرار دیا گیا۔ خیرات و صدقات اور زکوٰۃ کا نظام قائم کیا تاکہ رب کائنات کی مخلوق میں مالی کفالت کا ایسا سامان کیا جائے جس سے غریب کی مدد بھی ہو اور اس کی انا و خودداری بھی مجروح نہ ہو۔ بھائی کی مدد سے راحت و خوشی کا سامان ملے اور باہمی احسان و شکرگزاری کو رواج ملے۔

چودہ سو سال قبل یہ نظام کامیابی سے چلا اور سینکڑوں سال تک اس کے مظاہر مادہ پرست ذہنیت کے اندر اٹھنے والے ہیجانوں اور الجھنوں کا جواب بنے۔ آج بھی انسانیت کو اسی حیات نو سے آشنا کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیائے انسانیت آج پھر

Marfat.com

سامراج و شیطانی چیلوں کے ہاتھوں رنگ نسل' زبان اور علاقائی تفریق سے نفرت' دشمنی اور قتل و غارت کے دبیز سایوں میں الجھ گئی ہے۔ آج پھر سرور انسانیت حضرت محمد ﷺ کی روشن اور تابان سیرت سے اپنے گردوپیش کو روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ سیرت سرور انبیاء ﷺ کی تالیف اسی جذبہ کی تسکین ہے۔ مواد کی ترتیب اور انداز کو زیادہ سے زیادہ اسی ماحول سے رنگ آشنا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم اس سلسلہ میں کوئی کمی نظر آئے تو آپ کا آگاہ کرنا اخلاقی فرض ہے۔ ہم آپ کی مشاورت اور راہنمائی کے منتظر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے ہم سب کی ہدایت اور بخشش کا سامان بنائے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وسلم۔

احقر
نصرت علی اثیر

Marfat.com

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عرب کی قدیم روایات اور دستور کے مطابق نومولود بچوں کو گود لینے کے لیے دیہاتوں سے دائیوں کا قافلہ مکہ کی طرف محو سفر تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ بھی اس قافلے میں شامل تھیں۔ ان کی سواری انتہائی لاغر اور کمزور تھی جس کی وجہ سے وہ اکثر قافلے سے پیچھے رہ جاتیں۔ گھریلو حالات بھی انتہائی کمزور تھے۔ بھوک اور فاقوں کی کیفیت تھی۔ امید بندھی تھی کہ اگر کسی دولت مند گھرانے کا کوئی بچہ گود لینے کو مل گیا تو نصیب پھر جائیں گے۔ بنو سعد بن مکرم کی خواتین جلد ہی مکہ پہنچ گئیں اور انہوں نے امیر گھرانوں سے ان کے بچے حاصل کر لیے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کی سواری کی کمزوری نے ان کو تاخیر کر دی۔ جب وہ مکہ پہنچیں تو پتہ چلا کہ صرف بنو ہاشم کے گھر ایک نومولود باقی ہے۔ جس کے والد فوت ہو چکے ہیں۔ چونکہ بچے کے باپ سے دائی کو زر کثیر ملنے کی توقع ہوتی ہے۔ اس لیے یتیم بچے کا سن کر بڑی پریشان نظر آنے لگیں۔ لیکن پھر سوچا کہ خالی ہاتھ جانے کی بجائے اسی بچے کو ہی لے آؤں۔ فوراً حضرت آمنہ کے گھر پہنچی، نومولود کو دیکھا تو دل کو بڑا بھلا لگا۔ حضرت آمنہ بنت وہب نے دائیہ سے نام و پتہ پوچھا تو بچہ گود دینے پر راضی ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ حلیمہ یہ بچہ بڑا نیک بخت ہے۔ اس کی پیدائش کے ساتھ مجھے ایک روشنی کا نور بھی نظر آیا تھا جس سے مجھے قیصر و کسریٰ کے محل دکھائی دیئے تھے اور یہ بچہ جب پیٹ میں تھا تو بھی مجھے عجیب عجیب خواب اور آوازیں ملتی تھیں۔ اس لیے اس کی یتیمی پر افسردہ نہ ہونا۔

حضرت حلیمہ نے نومولود کو گود میں لیا تو دل میں ایک طمانیت اور سکون سا پیدا ہو

Marfat.com

گیا۔ صبح قافلہ روانہ ہوا اور لاغر اونٹنی پر سوار ہو کر چلنے لگیں تو وہی اونٹنی تیز تر ہو کر چلنے لگی۔ قافلے والیاں حیران ہوئیں تو پوچھنے لگیں۔

"ارے حلیمہ' حیرت ہے یہ تمہاری اونٹنی پہلے تو چلتی نہیں تھی اب بڑی تیز ہے۔"

"واقعی' اس بچے کی برکت ہے۔ میں خود حیران ہوں کہ پہلے میرا دودھ میرے بچے کے لیے بھی تھوڑا ہوتا تھا اب گود لیتے ہی میرا اتنا دودھ ہوگیا ہے کہ اس بچے اور میرے بچے نے جی بھر کر پیا ہے اور پھر بھی دودھ ختم نہیں ہوا۔ یہ خدا کی رحمت ہے اور اس بچے کا فیض ہے۔" حلیمہ بولیں۔

قافلہ گاؤں پہنچا۔ حضرت حلیمہ اور ان کے خاوند ابو شیما اس صورتحال پر حیران تھے۔ دوسرے دن ابو شیما بکریاں دوہنے گئے تو دودھ بہت زیادہ ملا۔ بولے۔

"ام شیما! دیکھو آج بکری نے اتنا دودھ دیا ہے۔ واقعی یہ بچہ بڑا ہی برکت والا ہے۔"

حلیمہ سعدیہ: ہاں! میں جو کچھ دیکھ رہی ہوں وہ آپ کو ابھی بتا نہیں سکتی' تو دیکھے گا ہماری بنجر زمین آباد ہو جائے گی اور اس گھر میں رزق کی فراوانی ہو جائے گی۔

دن گزرتے رہے' خدا نے اس گھر کے دن پھیر دیئے۔ رحمت خداوندی کا ان لوگوں پر خاص سایہ تھا۔ بچہ پلتا رہا اور اس دوران عجیب عجیب واقعات دیکھنے کو آئے۔ بچہ چار برس کا ہوگیا۔ دونوں رضاعی بھائی گھر سے باہر پہاڑ پر بکریوں کو چرا رہے تھے کہ ایک اور واقعہ ہوگیا۔

اچانک سفید لباس میں دو آدمی آئے اور انہوں نے محمد (ﷺ) کو پکڑ کر اس کا سینہ چاک کیا اور دل نکال لیا۔ دوسرا بچہ گھبرا کر دوڑ کر اپنے والدین کے پاس روتا ہوا آگیا اور انہیں آگاہ کیا۔ وہ دونوں دوڑے دوڑے وہاں پہنچے تو آپ صحیح باصحت و سلامت کھڑے تھے۔ فرط محبت سے انہوں نے گلے لگایا اور پوچھا۔

ابو شیما: "بیٹا! آپ کے بھائی کیا کہہ رہے ہیں۔ ابھی کون لوگ آئے تھے۔"

محمد (ﷺ): "(رک رک کر) جی ہاں ابھی یہاں دو سفید پوش آدمی آئے تھے انہوں نے مجھے یہاں لٹا کر میرا سینہ چاک کیا اور پھر مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے کیا کیا

Marfat.com

اب وہ غائب ہو گئے ہیں اور میں باصحت و سلامت کھڑا ہوں۔"

ابو شیما : "ام شیما! اسے ابھی گھر لے جاؤ اور اس کی ماں کے حوالہ کر آؤ۔ کیا معلوم کل کلاں کوئی واقعہ ایسا ہو جائے کہ ہم بے بس ہو جائیں۔"

حلیمہ : "ابو شیما! آپ کو تو پتہ ہے کہ یہ بیٹا مجھے بڑا ہی عزیز ہے اور اس کی آمد سے ہمارے گھر پر رحمتوں کی بارش ہو گئی ہے میں تو اسے بھیج کر خوش نہیں رہ سکتی۔"

ابو شیما : "میں بھی جانتا ہوں۔ اس کی جدائی میرے لیے بھی اتنی ہی پریشان کن ہے لیکن آپ جانتی ہیں کہ یہ بچہ خاص قسم کا لگتا ہے۔ اس لیے اس کی والدہ کو دے آؤ ہم بھی وہیں جا کر بیٹے سے ملتے رہیں گے۔"

حضرت حلیمہ سعدیہ دوسرے روز مکہ کو روانہ ہوئیں۔ حضرت آمنہ کے ہاں پہنچیں اور گلوگیر آواز میں کہنے لگیں۔

ام محمد (ﷺ) : "آپ حیران ہوں گی کہ میں بیٹے کو لے کر کیوں آ گئی۔ یہ بیٹا ہمارے لیے شادمانی و فرحت کا خزانہ تھا۔ لیکن چونکہ امانت تھا' اس لیے لوٹانے آ گئی۔"

حضرت آمنہؓ : "آپ تو پہلے بضد تھیں کہ آپ اسے اپنے پاس زیادہ دن رکھنا چاہیں گی۔

حلیمہ سعدیہؓ : "کیا بتاؤں' ایک عجیب واقعہ پیش آ گیا تھا جس کی وجہ سے میں پریشان ہو گئی۔"

حضرت آمنہؓ : "کیا واقعہ؟ ہمیں بھی بتاؤ۔"

حلیمہ سعدیہ : "دونوں بھائی پہاڑ پر بکریاں چرا رہے تھے کہ دو سفید پوش آدمی آئے اور انہوں نے ان کو پکڑ کر ان کا سینہ چاک کیا اور دل نکال لیا۔ میرے بچے نے ہمیں بتایا تو ہم بھاگ کر گئے تو یہ صحیح سلامت کھڑے تھے۔"

حضرت آمنہؓ : "اچھا تو آپ اس وجہ سے پریشان ہو گئیں۔ میرے لخت جگر پر کوئی شیطانی حملہ نہیں ہو سکتا۔ یہ بڑا مرتبے والا ہے۔"

حلیمہ سعدیہؓ : "ان کے مبارک ہونے کا ہمیں تو خود یقین ہے۔ مگر کیا کروں' آپ کی امانت تھی اور میرا دل ایسے کسی واقعہ سے پریشان تھا۔"

Marfat.com

حضرت آمنہؓ : "حلیمہ! آپ اطمینان رکھیں اور یہ آپ کا اپنا بیٹا ہے جب دل میں آئے یہاں آکر مل لینا۔ آپ نے جوان کی خدمت کی اللہ آپ کو اس کا اجر دے گا۔"

حضرت محمد ﷺ اب گھر پر پلنے لگے۔ حضرت آمنہؓ کے گھر میں رونق آگئی۔ سوچا کہ عزیز و اقارب کے پاس مدینہ چلی جاؤں تاکہ وہاں بچے کی تربیت ذرا بہتر طور پر کرسکوں۔ مکہ میں تو حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد معاشی تنگی اور تنہائی دونوں اب بہت زیادہ تلخ ہو گئی تھیں۔ چنانچہ مدینہ چلی گئیں۔ جہاں قریب ہی "بوا" بستی میں ان کے والدین مقیم تھے۔ ننھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ننھیال آکر بڑے خوش تھے۔ لیکن شاید قدرت اپنی ربوبیت کی کوئی نئی شان دکھانا چاہتی تھی کہ ایک دن حضرت آمنہ بنت وہب بیمار پڑ گئیں۔ حالت دن بدن خراب ہوتی گئی۔ رواج کے مطابق نزاع کی حالت دیکھ کر نزدیکی رشتہ دار ان کے گرداگرد جمع ہو کر تلقین کرنے لگے۔ اس دوران کبھی کبھار حضرت آمنہؓ بھی زیر لب بات کر لیتیں۔ ننھے محمد بھی ماں کی یہ حالت دیکھ کر پریشان خاطر تھے۔ وہ بھی آس پاس چکر لگا رہے تھے جب دیکھا کہ والدہ محترمہ لوگوں کے بلانے کے باوجود اب نہیں بول رہیں تو فوراً اپنا سر ماں کے سینے پر رکھ کر ماں ماں پکارنے لگے۔ لیکن جواب کیا ملتا۔ اس وقت تک ان کی مبارک روح تو قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔

پرورش و پرداخت:

یہ ایک انوکھا تجربہ تھا۔ ماں کی ممتا سے اب محروم ہو گئے تھے۔ اب سارا سارا دن گوشہ نشینی میں گزار دیتے۔ آخر ننھیال کے لوگوں نے محسوس کیا کہ بچہ کا اب یہاں رہنا مشکل بن گیا ہے اسے فوراً اس کے دادا کے پاس پہنچایا جائے۔ حضرت عبدالمطلب ایک سو آٹھ برس کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ دادا کو بڑھاپے کا ایک ننھا ساتھی مل گیا۔ الندوہ کی مجالس میں اسے ساتھ لے جاتے تو قریش کے بزرگ ان سے بڑی شفقت کرتے۔

یہ رفاقت بھی زیادہ نہ چل سکی دو سال کے بعد حضرت عبدالمطلب بھی وفات پا گئے۔ اب آپ کی پرورش کی ذمہ داری آپ کے چچا ابو طالب پر آگئی۔ اس وقت تک

Marfat.com

آپ کی عمر آٹھ سال ہو گئی تھی۔ چچا کثیر العیال تھے۔ اس لیے آپ کو اپنی معاشی کفالت کے لیے کھیل کود سے ہٹ کر بچپن ہی میں محنت مزدوری کرنی پڑی۔ جزیرۃ العرب کے گرم صحراؤں میں گلہ چرانا کوئی آسان نہیں تھا۔ لیکن آپ ہر صبح گلہ لے کر شہر سے باہر صحرا میں نکل جاتے اور شام گئے تک کھلے آسمان تلے خدا کی قدرتوں کے نظارے کرتے، گلہ لے کر واپس آ جاتے۔ برہنہ پائی اور ریگستان کی تپتی ریت پر یہ گلہ بانی ایک عجیب امتحان تھا۔ لیکن اس مشکل پسندی نے آپ کو بہت جلد حیات آشنا کر دیا۔ جس پر آپ کے چچا نے سوچا کہ بھتیجے کو کیوں نہ تجارت کے قافلے میں ساتھ رکھا جائے۔ چنانچہ جب ملک شام کے لیے قافلہ تجارت روانہ ہوا۔ تو بارہ سال کا یہ ننھا مسافر بھی ساتھ تھا۔ بصرہ کے قریب اس قافلہ کا پڑاؤ ہوا۔ قریب ہی ایک کلیسا تھا جس میں بحیرہ نامی ایک راہب قیام پذیر تھا۔ اس نے کلیسا کی کھڑکیوں سے جھانکا تو عجیب منظر دیکھا کہ قافلہ پر ایک ابر سایہ کیے ہوئے ہے اور پھر اسے چند رات پہلے کا وہ خواب بھی یاد آ گیا جس میں اس نے دیکھا تھا کہ یہاں ایک قافلہ قیام پذیر ہوا ہے اور اس میں ایک لڑکا شامل ہے جو خدا کی طرف سے پیغمبر کے مقام پر فائز ہو گا۔ اس کا دل عجب سوچ میں پڑ گیا۔ قریب ہی کھڑے اس کے غلام نے حیرانگی کی وجہ پوچھتے ہوئے کہا۔

"میرے آقا! آج آپ کس حیران کن حالت میں کھڑکی سے باہر دیکھ رہے ہیں۔"

بحیرہ : "دیکھیں یہ قافلہ کیسا ہے۔ کیا یہ قریش کے تاجر تو نہیں ہیں۔"

نسطاس : "جی ہاں! دکھائی تو یہی دیتا ہے۔"

بحیرہ : "کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ اس میں ایک چھوٹا سا لڑکا ہے جس کے عین اوپر ایک چھوٹا سا بادل سایہ کیے ہوئے ہے۔ ہماری کتابوں میں تو بادل صرف کسی نبی پر سایہ کرتے ہیں۔"

نسطاس : "نبی --- تو کیا آپ کے خیال میں اس قافلہ کے اندر کوئی نبی بھی ہے۔ وہی جس کی آمد کا تذکرہ آپ اکثر کرتے رہتے ہیں۔"

بحیرہ : "ہاں! ہماری مقدس کتابوں میں نبی آخرالزماں کے ظہور کے حوالہ سے جو پیشگوئیاں اور علامتیں ہیں وہ سب سامنے نظر آ رہی ہیں۔"

نسطاس : (اشتیاق سے) "آقا! تو کیا وہ مقدس ہستی یہاں آ گئی ہے۔"

Marfat.com

بحیرہ : "نسطاس تم فوراً جاؤ اور اس قافلہ کے لیے کھانے کا انتظام کرو اور ذرا آؤ ایک اور نشانی دیکھتے جاؤ۔ وہ دیکھو یہ لوگ جس درخت کے سایہ میں ٹھہرے ہیں اس کی شاخیں پتوں سمیت جھک گئی ہیں اور اس بچے کو تمازت سے بچا رہی ہیں۔"

نسطاس : "آقا! تو گویا اب انقلاب آیا چاہتا ہے۔"

بحیرہ : (قافلہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) "قافلے والو... آج آپ سب کی دعوت ہے میرے ساتھ سب نے کھانا کھانا ہے اور کسی فرد کو پیچھے چھوڑ کر نہیں آنا۔ چھوٹے بڑے آقا' غلام سب مدعو ہیں۔"

ابو طالب : (قافلے میں سے) "بحیرہ بزرگوار' خدا گواہ! آج آپ عجیب بات کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی ہم کئی بار یہاں سے گزرے ہیں لیکن آپ نے کبھی اتنی شفقت نہیں کی تھی۔"

بحیرہ : "آپ سچ کہتے ہیں۔ لیکن آج کا یہ شوق کچھ بے جا نہیں ہے۔ آپ تشریف لائیں' کھانا تیار ہے۔"

ابو طالب قافلہ سے دعوت کھانے کے لیے کلیسا چلنے کو کہتے ہیں اور ننھے بھتیجے کو سامان کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔

بحیرہ : "قافلے والو! (تمام لوگوں پر نظر دوڑاتے ہوئے) میں نے تو قافلہ کے ہر فرد کو دسترخوان پر مدعو کیا تھا لیکن شاید؟"

ابو طالب : "آپ کس کی کمی محسوس کر رہے ہیں؟"

بحیرہ : "آپ کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا وہ یہاں دسترخوان پر موجود نہیں ہے۔"

قریشی : "ایک کم سن لڑکا وہاں سامان کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے۔ باقی ہم سب لوگ تو آپ کے دسترخوان پر موجود ہیں اور ہاں (اٹھتے ہوئے) محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کے بغیر کھانے میں مزا بھی کیا آئے گا۔ میں اسے لے کر آتا ہوں۔"

بحیرہ : "ہاں! اسے بھی ضرور شامل ہونا چاہیے۔"

(قریشی نوجوان محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کو لے کر آتا ہے)

بحیرہ : (محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے) "میرے پاس آؤ اور یہاں بیٹھ جاؤ۔" سب لوگ کھانا کھاتے ہیں اور کھانے کے بعد واپس چلے جاتے ہیں

Marfat.com

لیکن بحیرہ حضرت ابو طالب اور محمد بن عبداللہ (ﷺ) کو ساتھ لیے ایک الگ کمرہ میں چلے جاتے ہیں۔

بحیرہ : "(محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے) لات و عزیٰ کی قسم بیٹے! میں آپ سے اگر چند باتیں پوچھوں تو سچ سچ جواب دینا۔"

محمد بن عبداللہ (ﷺ) : "لات و عزیٰ کی قسم دے کر نہ پوچھو مجھے ان سے نفرت ہے۔ واللہ آپ پوچھیں میں آپ کو ٹھیک ٹھیک جواب دوں گا۔"

بحیرہ : (سنبھل کر) "کیا آپ تنہا رہنا پسند کرتے ہیں؟"

محمد بن عبداللہ (ﷺ) : "ہاں!"

بحیرہ : "کیا تمہیں زمین' آسمان' چاند' ستاروں اور کائنات کے دیگر عوامل پر غور کرنے کی عادت ہے۔"

محمد بن عبداللہ (ﷺ) : "ہاں"

بحیرہ: "کیا آپ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیلنا پسند کرتے ہیں۔"

محمد بن عبداللہ (ﷺ) : "کبھی نہیں۔"

بحیرہ: "کیا آپ کو کبھی ایسے خواب آتے ہیں جو دوسرے دن سچ ثابت ہوتے ہیں؟"

محمد بن عبداللہ (ﷺ) : "ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے۔"

بحیرہ: (محمد بن عبداللہؐ کے دونوں شانوں کے بیچ سے قمیض ہٹا کر مہر نبوت کا مشاہدہ کرتا ہے اور وہاں پر بوسہ لیتا ہے)

"اٹھو ابو طالب! اب چلیں' آپ کہاں ہیں؟"

ابو طالب: "کیوں؟ کیا ہے؟"

بحیرہ: "ابو طالب! اس بچے سے تمہاری کیا رشتہ داری ہے۔"

ابو طالب: "میرا اپنا بچہ ہے۔"

بحیرہ: "نہیں یہ تمہارا بچہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا باپ زندہ نہیں ہو سکتا۔"

ابو طالب: "ہاں یہ میرا بھتیجا ہے۔ اس کے باپ اس کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔"

بحیرہ: "اس کے باپ کو کیا ہوا تھا؟"

Marfat.com

ابو طالب: "ان کی پیدائش سے دو ماہ قبل وہ تجارت کی غرض سے مدینہ گئے ہوئے تھے کہ راستے میں بیمار ہو گئے اور پھر جانبر نہ ہو سکے۔"

بحیرہ: "ٹھیک ہے ذرا میری علیحدگی میں بات سنو! اس بچے کو یہاں سے لے جاؤ۔ یہودیوں سے اس بچے کی جان کو خطرہ ہے۔ خدا کی قسم اگر علمائے یہود اسے میری طرح پہچان گئے تو نہایت برا پیش آئیں گے۔ تم نہیں جانتے تمہارا یہ بھتیجا بہت بڑے رتبے کا حامل ہے۔"

ابو طالب: (حیرانگی سے) "میں سمجھا نہیں، تمہارا یہ کہنے سے کیا مطلب ہے؟"

بحیرہ: "میرا کہنے کا مطلب ہے کہ یہ لڑکا خدا کا رسول ہو گا اس کا چہرہ مہرہ اس کی آنکھیں اور اس کی باتیں سب نبیوں جیسی ہیں۔"

ابو طالب: "اچھا! تو میں خیال رکھوں گا۔"

(قافلہ مکہ واپس ہو جاتا ہے)۔

جزیرۃ العرب میں ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مبعوث ہوئے اس لیے اہل عرب ایک پیغمبر کی پیدائش پر حیرت اور تعجب کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ حضرت آمنہؓ نے جب یہ سنا کہ اس کے بطن میں جو فرزند ہے وہ پیغمبر ہے تو انہوں نے کسی حیرت کا اظہار نہ کیا۔ وہ فرماتی تھیں کہ دوران حمل انہیں بچے کا وزن بالکل محسوس نہیں ہوتا تھا اور ایک دوسری روایت کے مطابق آپ پیدائشی طور پر ختنہ شدہ تھے۔

یوحنا انجیل میں یہ واضح تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میرے پیغام کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھو اور میں بھی خدا کی بارگاہ میں دعا کروں گا کہ وہ میرے بعد تمہارے لیے پریکلیطاس (فارقلیط) بھیجے گا اور میں تمہیں یتیم نہ ہونے دوں گا۔"

یونانی زبان میں پریکلیطاس (Precletus) سے مراد "استودہ" کے ہیں یعنی جس کی تعریف کی گئی ہو اور محمد (ﷺ) یعنی جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ یہودی علماء اس وقت جان چکے تھے کہ یوحنا کی انجیل میں جس نبی کی بعثت کا ذکر آیا ہے وہ دنیا میں قدم رکھ چکا ہے۔

Marfat.com

ایک روایت کے مطابق حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ کے کئی رشتہ دار بھی یہ جان چکے تھے کہ پیدا ہونے والا محمد ﷺ غیر معمولی مرتبے کا مالک ہے۔

شادی خانہ آبادی:

حضرت محمد ﷺ نے ابتدائی زندگی ہی میں دیانتداری' ملنساری' غریب پروری' حق گوئی اور بہادری کے حوالہ سے جو شہرت حاصل کرلی تھی وہ آپ کی معاشرتی زندگی میں آپ کو گرانقدر مرتبے پر فائز کر چکی تھی۔ تجار اور مالدار حضرات آپ کی دیانتداری کے اس حد تک معترف تھے کہ وہ ایک دوسرے سے بڑھ کر آپ کو تجارت کے لیے اپنا روپیہ دینے پر تیار ہوتے۔ انہی تاجروں میں ایک خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں وہ اس وقت بیوہ تھیں اور ان کی عمر چالیس سال تھی' جبکہ آپ کی عمر اس وقت صرف پچیس سال تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پیغام بھجوایا کہ اگر وہ چاہیں تو ان کے تجارتی قافلے کے ہمراہ سفر کریں۔ اور ان کے لیے کام کریں۔ آپ نے یہ تجویز اپنے چچا کے سامنے پیش کی۔ حضرت ابو طالب نے حضرت خدیجہ کی مالی حالت کو دیکھتے ہوئے اس تجارت کو مفید اور بہتر قرار دیا۔ چنانچہ آپ نے تجویز قبول کر لی۔ حضرت خدیجہ نے شرط لگائی کہ قافلے کے ساتھ میرے دو قابل اعتبار آدمی بھی ساتھ جائیں گے اور قافلہ شام کو جائے گا۔ دونوں آدمیوں میں سے ایک میرا بھتیجا حذیمہ اور دوسرا میرا غلام "میسرہ" ہو گا۔

قافلہ تجارت شام روانہ ہوا بصرہ کے قریب اسی کلیسا کے قریب پڑاؤ کیا جہاں پہلے بحیرہ راہب قیام پذیر ہوتا تھا۔ بحیرہ کا اب انتقال ہو چکا تھا اور اس کی جگہ ایک دوسرا راہب تھا جس کا نام فاسٹوریس تھا۔ اس راہب کی بھی آپ سے ملاقات ہوئی تو اس نے بھی انہی باتوں کو دہرایا جن کو بحیرہ نے کہا تھا۔ اور مزید بتایا کہ اس پیغمبر کی بعثت اب جزیرۃ العرب سے ہونے والی ہے۔ اور وہ عرب سے بت پرستی کی رسومات اور باطل عقائد کو ختم کر کے سچے خدا کے دین کو غالب کر دے گا۔ یہ قافلہ تجارت واپس لوٹا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ایک اونٹ انعام کے طور پر دیا۔ حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ سے سفر کے احوال کے حوالے سے پوچھتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

خدیجہ: "ہاں میسرہ! سناؤ قافلہ واپس پہنچ گیا۔"

میسرہ: "جی ہاں! اس دفعہ تو تجارت میں حیرت انگیز نفع ہوا ہے۔"

خدیجہ: "ہاں محمدؐ بن عبداللہ امانت دار اور وفادار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ لوگ انہیں "امین" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔"

میسرہ: (رکتے ہوئے) "مالکہ! اگر اجازت ہو تو ایک بات عرض کروں۔"

خدیجہ: "کہو کیا بات ہے؟"

میسرہ: "ہم جب یہاں سے روانہ ہوئے تو راستے میں محمد بن عبداللہ ﷺ ایک درخت کے سائے میں ٹھہر گئے اس درخت کے قریب ایک کلیسا تھا۔ کلیسا کے راہب نے آپ کو دیکھا اور مجھے بلا کر پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ میں نے بتا دیا کہ یہ قبیلہ قریش کے نیک طینت فرزند ہیں پھر وہ آپ کی طرف دیکھ کر عجیب انداز میں بولا۔ اس درخت کے سائے میں صرف انبیاء قیام کرتے ہیں۔"

خدیجہ: (غور سے سن کر) انبیاء---؟

میسرہ: "جی ہاں! واپسی پر بھی اسی قسم کا ایک حیران کن واقعہ پیش آیا۔"

خدیجہ: (اشتیاق سے) "کیا؟"

میسرہ: "مکہ کے قرب و جوار میں ریگستان پھیلا نظر آتا ہے۔ کوئی سایہ دار جگہ نہیں، راستے میں جب آفتاب کی تمازت بڑھ گئی تو صرف آپ ہی پر بادلوں نے سایہ کر لیا۔"

خدیجہ: "خوب تو گویا یہ نبی ہیں۔" (نفیسہ کو بلاتی ہیں)

نفیسہ: "جی مالکہ"

خدیجہ: (سوچ کر) "جاؤ محمدؐ بن عبداللہ کو میرا پیغام دے آؤ۔"

نفیسہ: "کیا عرض کروں؟"

خدیجہ: یہی کہ میں آپ کی امانت داری، صداقت، خوش اخلاقی اور نیک طینتی سے بہت متاثر ہوں۔ خاندانی حیثیت سے بھی آپ کا مرتبہ بلند ہے۔ آپ ایک باعزت قبیلے کے معزز فرد ہیں۔ میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔"

نفیسہ: "شادی؟ آپ ان سے شادی کرنا چاہتی ہیں۔"

خدیجہ: "ہاں!"

Marfat.com

نفیسہ: "تعجب ہے--- حسب نسب اور عزو وقار میں آپ بھی کسی سے کم نہیں۔ قریش کے تقریباً ہر سردار نے آپ سے شادی کی درخواست کی لیکن آپ نے ہر ایک کو مایوس کیا اور اب---"

خدیجہ: "تمہیں اس سے کیا بحث؟ جاؤ جو کہا ہے اس کی تعمیل کرو۔"

نفیسہ حضرت خدیجہ کی گھریلو ملازم تھیں۔ وہ حضرت خدیجہ کا حکم پاکر فوراً آپ کے گھر جاتی ہیں۔ آپ اپنے گھر میں حسب معمول تشریف فرما تھے۔ سر کے بال کاندھوں تک پھیلے ہوئے تھے۔ خوبصورت چہرے پر بڑی بڑی آنکھیں آپ کے جلال و جمال کو اور زیادہ کر رہی تھیں۔ استقبالیہ خوش آمدیدی جملوں سے آپ کے ہونٹوں سے تبسم اور موتی جیسے چمکتے دانت نوید سحر کی نور افشانی کا منظر پیدا کر رہے تھے۔ نفیسہ اب آپ کو اس رنگ میں دیکھ کر ذرا بے باک ہو کر بولی۔

نفیسہ: "یا محمد ﷺ! آپ ایک خوبصورت اور خوب سیرت نوجوان ہیں۔ آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟"

محمد ﷺ: "نفیسہ شادی بہت مہنگا سودا ہے اور میں مالی طور پر بے بضاعت آدمی ہوں۔ بیوی بچوں کی ضرورت پورا کرنا ابھی میرے بس کی بات نہیں۔"

نفیسہ: "یہ کیسی بات کرتے ہیں' آپ ایک محنت کش انسان ہیں۔ تجارت سے ڈھیروں منافع کماتے ہیں۔ ایسے میں آپ بیوی بچوں کا پیٹ کیوں نہیں پال سکتے۔"

محمد ﷺ: "آپ تو جانتی ہیں کہ میرے چچا ابو طالب کثیر العیال اور تنگ دست ہیں۔ انہوں نے میری پرورش کی۔ وہ اب بوڑھے ہو چکے ہیں اور اب میں ہی بڑا ہوں۔ اس لیے میرا فرض ہے کہ میں ان کا ہاتھ بٹاؤں' اس لیے محنت مزدوری سے جو کچھ کماتا ہوں انہیں پیش کر دیتا ہوں۔ لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہی ہیں۔"

نفیسہ: "اس لیے کہ اگر آپ چاہیں تو ایک خوبصورت' شریف اور باعزت خاندان کی عصمت ماب خاتون آپ سے رشتے کی آرزومند ہے۔"

محمد ﷺ: "کون ہے وہ؟"

نفیسہ: "خدیجہ بنت خویلد! میری مالکہ۔"

محمد ﷺ: "وہ تو مالدار خاتون ہے اور میرے پاس کیا رکھا ہے جو میں---"

Marfat.com

نفیسہ: "یہ میرے ذمہ ہے۔ آپ صرف ہاں کر دیں۔ باقی کسی قسم کی فکر نہ کریں۔"
محمد ﷺ: (غور کرتے ہوئے) "دیکھو یہ معاملہ سوچ بچار کا ہے۔ اپنے بزرگوں سے مشورہ کروں گا۔"

نفیسہ واپس چلی جاتی ہے اور آپ کا ذہن عجیب سوچوں میں گم ہو جاتا ہے کہ ایک مالدار عورت ایک تہی دست مرد کو کیونکر شادی کا پیغام بھیج سکتی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ اس معاملہ کا خود خدیجہ سے پتہ کروا لیا جائے۔ چنانچہ دوسرے دن حضرت خدیجہ سے نفیسہ کے پیغام کے حوالہ سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ ان کی خواہش اور مرضی سے ہوا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب اور حضرت حمزہ سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے آپ کی خواہش پوچھی تو آپ نے کہا کہ اگر آپ سب اس کو پسند کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چنانچہ دونوں بزرگوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایک عقل مند، شریف النفس اور باعزت خاندان کی عورت ہے۔ اس لیے ہم ضرور ان کے بزرگوں سے اس رشتہ کی بات کرتے ہیں۔ قبیلہ اسد کے سربراہ عمرو بن اسد سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا۔

"میں مانتا ہوں کہ محمد ﷺ ایک امانتدار، دیانتدار اور شریف النفس انسان ہیں لیکن وہ مالی اعتبار سے کچھ کمزور ہیں۔ اس لیے یہ بات جگ ہنسائی کا باعث بنے گی کہ کیا خدیجہ جیسی مالدار عورت کو نادار شخص سے شادی کرنے کی ضرورت تھی۔"

ابو طالب: "اگرچہ محمد ﷺ آج کل غریب المال ہے لیکن اس کی نیک نامی میں کوئی شبہ نہیں اور ہاشمی خاندان سے تعلق ہونے کی بنا پر اس کا حسب نسب بنو اسد سے برتر نہ ہو تو کم تر بھی نہیں۔ وہ ایک خوبصورت جوان ہے اور خوب سیرت ہے۔ خوب سیرتی بھی ایک گرانقدر مال ہے۔ اگر آپ اس رشتہ کی مخالفت صرف روپیہ پیسہ کے تفاوت کی وجہ سے کر رہے ہیں تو یہ ایک غلطی ہوگی اور پھر خدیجہ اور محمد ﷺ کی خوشی بھی اس رشتہ میں ہے اور ہم بزرگوں کو اس خوشی کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ مالدار خاوند سے بڑھ کر نیک سیرت خاوند خدیجہ کے لیے بہتر ہوگا۔"

عمرو بن اسد: "ابو طالب آپ کی باتیں میرے خدشات کو دور کر گئی ہیں۔ اس لیے

Marfat.com

ہماری خوشی ان کی خوشی سے مربوط ہے۔ ہمیں رشتہ منظور ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آباد شاد کرے۔"

اس طرح آپ کی حضرت خدیجہ سے شادی ہو گئی آپ نے عربوں کے دستور کے مطابق موقع پر پانچ سو درھم حق مہر ادا کیا۔ اس موقع آپ کی دائیہ حضرت حلیمہ بھی مکہ آئیں تو حضرت خدیجہ نے انہیں پانچ اونٹوں کا تحفہ دیا۔ حضرت خدیجہ نے اپنے غلام حضرت زید بن حارث کو جو عیسائی تھا' آپ کو بخش دیا۔ آپ نے اسے فوراً آزاد کر دیا۔ لیکن وہ آزاد ہونے کے باوجود آپ سے جدا ہونے کو تیار نہ ہوئے۔ اس موقع پر آپ نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنی زیر نگرانی لے لیا۔ اس شادی کے بعد آپ کی معاشی حالت آسودگی اور خوشحالی میں بدل گئی۔ آپ نے اس موقع پر غریبوں' ناداروں اور ضرورت مندوں کی مدد کو اپنا دستور بنا لیا۔ اور اپنی سادہ روایات کو کبھی پُر تکلف اور زیبائش و نمود و نمائش کی طرف نہ جانے دیا۔

شادی کے بعد آپ اکثر قریب ہی کے فاصلے پر موجود غار حرا چلے جاتے اور وہاں تنہائی میں اپنے خدا کی عبادت کرتے۔ یہ انہماک وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ معاشرے میں موجود معاشی ناہمواریوں' ناانصافیوں' لوگوں میں موجود توہم پرستی اور بتوں کی بے جا پوجا پاٹ نے آپ کو خدائے بزرگ کی عبادت اور تلاش میں سرگرداں کر دیا۔ پہلے بیٹے قاسم کی پیدائش ہوئی تو گھر میں بڑی مسرت و شادمانی کا سماں ہوا۔ آپ نے پہلے بیٹے کے نام کو اپنی کنیت کے طور پر چن لیا اور ابو القاسم کے نام سے پکارے جانے لگے۔

لیکن قاسم کم سنی ہی میں فوت ہو گئے بعد میں دو دوسرے بیٹے ہوئے لیکن وہ بھی کم سنی ہی میں فوت ہو گئے۔ بچوں کی یہ جدائی بھی آپ کو خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی تلاش میں اور آگے لے گئی۔

حضرت خدیجہ کے رشتہ داروں میں کئی لوگ اس وقت بتوں کی پوجا پاٹ سے ہٹ کر دین حنیف پر تھے۔ ان میں عبداللہ بن جحش' عثمان بن حواریہ' زید بن عمر اور ورقہ بن نوفل کے نام نمایاں تھے۔ آپ کی ان لوگوں سے مجالس رہیں۔ وہ بھی آپ کو ترغیب دیتے کہ آپ دین حنیف پر قائم رہیں۔ آپ انہیں اکثر یہی جواب دیتے کہ اللہ

Marfat.com

کے سوا کوئی معبود نہیں اور حقیقت جلد اپنے آپ کو بے نقاب کردے گی اور جسے چاہے گی اپنا چہرہ دکھائے گی۔

605 عیسوی میں جبکہ آپ کی عمر 35 سال کی ہوگئی۔ مکہ میں دو بڑے ناگوار واقعات پیش آئے۔ (1) خانہ کعبہ میں آگ لگ گئی۔ (2) زبردست سیلاب نے گارے مٹی سے خانہ کعبہ کی عمارت کو خاصا نقصان پہنچایا۔ چنانچہ قریش کے دس قبیلوں نے یہ فیصلہ کیا کہ عوامی چندے کی مدد سے خانہ کعبہ کی از سر نو مرمت کی جائے۔ اسی دوران اتفاق سے ایک کشتی جس میں زیادہ مقدار میں سنگ مرمر، اینٹیں، ٹائلیں، لکڑی اور لوہے کی اشیاء کے علاوہ بہت سا عمارت سامان لدا تھا، شیش کی بندرگاہ کے نزدیک جسے آج کل جدہ کا نام دیا جاتا ہے سمندر کی ریت میں دھنس ہوگئی۔ یہ سامان عظیم الشان کلیسا کی تعمیر کے لیے یمن جا رہا تھا۔ اس کشتی میں ایک آزمودہ کار "بکوم" نامی معمار بھی تھا۔ عربوں نے بکوم سے مذکرات کیے کہ اگر وہ اجازت دے تو یہ سامان ہم نکال کر خانہ کعبہ کی تعمیر پر لگادیں اور تو اس تعمیر کا کام کردے۔ بکوم نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔

بکوم نے مکہ پہنچ کر خانہ کعبہ کی عمارت کو مکمل طور پر گرانا شروع کردیا۔ جس پر اہل قریش کو تشویش ہوئی کہ اس طرح اگر یہ گھر مکمل طور پر گرا دیا گیا تو ہمارے اوپر کوئی بلا نازل ہوجائے گی۔ چنانچہ انہوں نے بکوم کو مزید گرانے سے روک دیا۔ بکوم نے بارہا دفعہ سمجھایا۔ از سر نو تعمیر میں فائدے پر قائل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ بالاخر سرداران قریش کو آمادہ کر لیا کہ ادھر ادھر کی مرمت کی بجائے از سر نو تعمیر زیادہ دیرپا اور فائدہ مند ہوگی۔ اب رومی معمار نے بلاتوقف کام شروع کردیا۔ وقت گزرتا رہا جب عمارت مکمل ہوگئی اور حجراسود لگانے کا مرحلہ آیا تو سرداران قریش کے درمیان شدید اختلافات ابھر پڑے۔ ہر قبیلہ کا دعویٰ یہ تھا کہ حجراسود لگانے کا اعزاز صرف اسی کا حق ہے اور اس طرح ایک خوفناک جنگ کے آثار پیدا ہوگئے۔ ایک روز یہی بحث چل رہی تھی کہ آپ ﷺ کا ادھر آنا ہوا۔ تو ایک سردار بولے کیوں نہ ہم محمد بن عبداللہ (ﷺ) کو ثالث بنالیں۔ جس پر دیگر سرداران نے آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "کیوں نہیں؟ ہمیں وہ ثالث منظور ہیں۔ وہ ایک صادق اور امین ہیں۔"

۹۲۵۹۲

Marfat.com

آپ کو جب ثالث مان لیا گیا تو آپ نے ان کی روداد سنی۔ جس پر آپ نے ایک کپڑا لانے کو کہا۔ فوراً ہی خیمے کی چادر کا کپڑا فراہم کر دیا گیا۔ آپ نے لوگوں کی مدد سے حجر اسود اٹھا کر اس چادر پر رکھا اور سب سرداران قریش سے کہا کہ وہ اس چادر کو کناروں سے پکڑ کر اٹھائیں اور خانہ کعبہ کی دیوار تک لے جائیں۔ آپ نے بھی ایک کونہ تھام لیا۔ نصب کرنے کی جگہ پر پہنچے تو آپ نے تمام سرداران قریش کی مدد سے حجر اسود چادر سے اٹھایا اور اسے متعین مقام پر نصب کر دیا۔ اس طرح قریش ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے بچ گئے۔ آپ کی اس حکمت عملی نے آپ کا احترام اہل قریش کے دل میں اور زیادہ بڑھا دیا۔

منصب نبوت:

دن پر دن گزرتے رہے اور آپ کی شبانہ عبادت و ریاضت میں انہماک بڑھتا گیا۔ غور و فکر کا سلسلہ اور تیز ہو گیا۔ خدائے واحد کے معارف کی تلاش کا جنوں بے چین کیے رہتا۔ رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا تو اس ماہ میں شب قدر اور دیگر راتوں میں عبادت کا شوق مزید سوا ہو گیا۔

شب قدر کی ایک ایسی ہی رات تھی۔ آپ غار حرا میں مصروف عبادت تھے کہ ایک نورانی صورت چہرہ نمودار ہوا۔ آپ ذرا متوجہ ہوئے تو اس نے ایک ریشمی کپڑا آپ کی نگاہوں کے سامنے کر کے آپ کو بازوؤں میں لے لیا۔ اور کہا "اقراء" یعنی پڑھو۔ ہاتھوں کا دباؤ آپ پر کچھ زیادہ ہی تھا۔ آپ شدید تکالیف محسوس کرنے لگے اور تنہائی کے عالم میں ایک غار کے اندر نامعلوم شخص کا اس طرح کرنا بڑا ہی خوفناک لگا۔ آپ نے جواباً کہا "مجھے پڑھنا نہیں آتا" جس پر اس نے کہا "اِقراء باسم ربک الذی خلق" اس رب کے نام کے ساتھ پڑھ جس نے تجھے پیدا کیا۔ آپ نے الفاظ کو پڑھا۔ پھر الفاظ دہراتے رہے۔ اس نے پھر کہا۔

خلق الانسان من علق
اللہ نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔

اقرا وربک الاکرام الذی علم بالقلم

Marfat.com

پڑھ اور تیرے ذی شان رب نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔

علم الانسان مالم یعلم

انسان کو وہ سکھایا جس کو وہ نہ جانتا تھا

آپ الفاظ دہراتے رہے اور دل میں بٹھاتے رہے۔ اسی دوران بازوؤں کی گرفت ڈھیلی پڑتی گئی اور معاً وہ نورانی چہرہ غائب ہو گیا۔ غار میں اندھیرا چھا گیا۔ یہ ایک بالکل ناقابل توقع تجربہ تھا۔ یہ کون تھا اور یہ سب کچھ کیا تھا؟ کیا میرے رب نے مجھے اپنا تعارف دیا ہے۔ یہی اور اسی طرح کی سوچوں کے ساتھ فوراً اٹھے اور گھر روانہ ہو گئے۔ گھر پہنچے آپ کی سراسیمگی دیکھ کر حضرت خدیجہ پوچھنے لگیں۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا : "کہاں تھے آپ؟"

محمد ﷺ : (خوفزدہ و سراسیمہ) "مجھے جلدی سے چادر اڑھا دو۔"

خدیجہ رضی اللہ عنہا : (گھبرا کر) "خیر تو ہے کیا ہوا آپ کو؟"

محمد ﷺ : "آپ مجھے چادر اڑھا دیں۔ خدیجہ! چادر..."

خدیجہ رضی اللہ عنہا : (خوف و ہراس کے ساتھ چادر اڑھاتے ہوئے) "کچھ بتایئے تو آپ کہاں تھے؟ میں نے تو آپ کی تلاش میں غلاموں کو بھیجا تھا اور وہ دور تک ہو آئے۔ آپ کا کوئی پتہ ہی نہ چلا۔"

محمد ﷺ : (خود سے باتیں کرتے ہوئے) "آسمان... فرشتہ..."

خدیجہ رضی اللہ عنہا : "خدا رحم کرے۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

محمد ﷺ : "خدیجہ! آپ کو تو معلوم ہے میں روزانہ گھر سے چلا جاتا تھا اور کبھی کبھی زیادہ دن بھی باہر ٹھہر جاتا تھا۔"

خدیجہ رضی اللہ عنہا : "جی ہاں، مجھے پتہ ہے۔ آپ اکثر کئی کئی راتیں مسلسل باہر گزار آتے تھے۔"

محمد ﷺ : "ٹھیک ہے، میں تنہائی پسند تھا۔ اس لیے قریب ہی غار حرا میں چلا جاتا تھا۔ مجھے اپنے رب کی تلاش تھی۔ خالق کائنات کی جستجو میں مجھے دنیا سے الگ تھلگ ہونے کی عادت سی ہو گئی تھی۔ لیکن آج..."

خدیجہ رضی اللہ عنہا : "کیا ہوا آج؟"

Marfat.com

محمد ﷺ : "اف! میرے خدا!"

خدیجہ رضی اللہ عنہا : (بے قراری سے) "خدارا بتائیں آج کیا ہوا۔"

محمد ﷺ : "اچھا سنو! آج بھی میں غار حرا عبادت میں مصروف تھا کہ اچانک ایک نورانی چہرہ نمودار ہو گیا۔ حد نظر تک نور ہی نور پھیل گیا۔ میری آنکھیں جو اندھیرے کی عادی تھیں' چندھیا سی گئیں۔ ہر لحہ وہ نورانی چہرہ میرے قریب آتا گیا۔ میں نے بچنے کی کوشش کی لیکن اس نے مجھے اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا اور مجھے کہا اقراء یعنی پڑھو۔ مجھ پر اس کی گرفت زیادہ ہو رہی تھی۔ میں نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا تو اس نے پھر کہا۔ اقرا باسم ربک الذی خلق پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا۔"

خدیجہ رضی اللہ عنہا : (تسلی دیتے ہوئے) "آپ ایک نیک انسان ہیں۔ بالکل ہراساں نہ ہوں' خدا آپ کو کبھی پریشان نہ کرے۔ آپ صلہ رحمی کرنے والے انسان ہیں۔ آپ کی راست گوئی اور امانت داری پورے قبیلے میں مشہور ہے۔ یقیناً خدا تعالیٰ آپ کے لیے کوئی بہتری کرنے والا ہے۔"

محمد ﷺ : (نہایت پریشان و متفکر ہو کر) "لیکن یہ سب کچھ کیا تھا۔"

خدیجہ رضی اللہ عنہا : "آپ حوصلہ نہ چھوڑیں۔ فوراً اٹھیں میرے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل آسمانی کتابوں اور صحائف کا عالم ہے۔ اس کے پاس چلتے ہیں وہ یقیناً اس صورتحال کے بارے آپ کو اطمینان دلائے گا۔"

محمد ﷺ : "آپ کیوں نہیں چلی جاتیں اور اس سے پوچھ آئیں۔ میں پھر کسی وقت مل لوں گا۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فوراً چادر اوڑھی اور نفیسہ کو ساتھ لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے گھر چلی گئیں۔ گھر قریب ہی تھا۔ ورقہ بن نوفل مذہبی صحائف کا عالم تھا۔ وہ اب بوڑھا ہو چکا تھا اور آنکھوں کی بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پریشانی کے عالم میں ان سے کہنے لگیں۔

بھائی ورقہ : "غضب ہو گیا۔ رات میرے شوہر غار حرا میں مصروف عبادت تھے تو ایک نورانی چہرہ وہاں ظاہر ہو گیا اور اس نے انہیں بازوؤں میں دبوچتے ہوئے کہا۔ اقرا

Marfat.com

باسم ربک الذی خلق۔۔۔"

ورقہ بن نوفل "بس میں سمجھ گیا۔ خدا کی قسم اگر آپ سچ کہہ رہی ہیں تو یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ کے پاس آیا تھا اور اب یہ محمد کے پاس آیا ہے۔ انہیں تو خدا تعالیٰ نے نبی کے طور پر چن لیا ہے۔ آپ جائیں اور انہیں کہیں وہ نہ گھبرائیں۔ میں بھی آؤں گا۔"

خدیجہ رضی اللہ عنہا : "بھائی آپ ضرور آیئے گا۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں اللہ اپنے کسی اعلیٰ منصب سے نوازے گا۔ لیکن وہ خود بڑے پریشان ہیں۔ آپ دیر نہ کیجئے گا اور میں جاتی ہوں۔ اس لیے کہ وہ گھر میں اکیلے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہاں سے پھر جلدی جلدی گھر لوٹیں۔ محمد ﷺ اپنی چادر میں لپٹے تھے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قدموں کی آہٹ سے اٹھ بیٹھے اور دیکھتے ہی پوچھتے ہیں۔

محمد ﷺ : "ہاں سنائیں کیا وہ ملے تھے؟"

خدیجہ رضی اللہ عنہا : "ہاں وہ گھر پر ہی تھے۔ ان کو میں نے بتایا تو وہ کہہ رہے تھے کہ انہیں کہنا کہ وہ بالکل نہ گھبرائیں۔ یہ وہی فرشتہ تھا جو حضرت موسیٰ کے پاس آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے نبی کے طور پر چن لیا ہے۔"

محمد ﷺ : (کپڑے درست کرتے ہوئے) "نبی؟"

خدیجہ رضی اللہ عنہا : "ہاں' لیکن اب آپ پھر کہاں جانے کے لیے اٹھ رہے ہیں۔"

محمد ﷺ : "دل بڑا پریشان ہے' سوچتا ہوں بیت اللہ کا طواف کر آؤں۔"

آپ اٹھے اور بیت اللہ کی طرف چل دیئے۔ بیت اللہ کا لوگ طواف کر رہے تھے۔ آپ نے بھی طواف کرنا شروع کر دیا۔ ذرا دور نظر اٹھی تو دور ورقہ بن نوفل بھی طواف کرتے نظر آئے آپ ذرا تیز ہو کر ان کے پاس جا پہنچے اور بے تابی سے انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولے:

محمد ﷺ : "چچا ورقہ!"

ورقہ رضی اللہ عنہ : "ہاں آپ محمد بیٹے ہیں۔ ہاں بتاؤ کیا واقعہ ہوا تھا۔"

محمد ﷺ : "چچا آپ کو خدیجہ نے بتا تو دیا ہو گا۔"

Marfat.com

ورقہ رضی اللہ عنہ : "ہاں بتایا تھا' مقدس خدا کی قسم! یہ تو وہی جبرائیل تھے جو حضرت موسیٰ کے پاس خدا کا پیغام لے کر آتے تھے اور اب خدا نے ان کو آپ کے پاس بھیج دیا۔ آپ کو تو خدا نے اپنا نبی چن لیا ہے۔ تجھے اب خدا کا دین لوگوں تک پہنچانا ہوگا اور لوگ تجھے تکلیفیں پہنچائیں گے۔ جھٹلائیں گے اور تم سے لڑیں گے حتیٰ کہ تجھے تیرے وطن سے بھی نکال باہر کریں گے۔"

محمد ﷺ : "چچا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا خدا کا پیغام پہنچانے پر میری قوم مجھے وطن سے نکال دے گی۔"

ورقہ رضی اللہ عنہ : "کاش میں اس وقت موجود ہوتا اور تیری مدد کر سکتا۔ حضرت موسیٰ کے ساتھ بھی قوم نے یہی کچھ کیا تھا۔"

محمد ﷺ : (حیرت سے) "میری قوم تو میری بڑی عزت کرتی ہے۔ کیا وہ مجھے نکال دے گی۔"

ورقہ رضی اللہ عنہ : "ہاں! ضرور نکالے گی۔ ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے جو بھی اللہ کا پیغام لایا اس کی قوم نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوں۔ خیر آپ مت گھبرائیں۔ اللہ کی مدد تیرے شامل حال ہوگی۔ اور یہ تکلیفیں دین حق کی اشاعت کا سامان بنتی ہیں۔ آپ بالکل فکرمند نہ ہوں۔ اگر میں زندہ رہا تو تیری پوری مدد کروں گا۔"

ورقہ کی باتیں ایک نئے بار امانت کا پیغام تھیں آپ اس صورتحال کے خدوخال کا قیاس کرتے تو فکرمند ہو جاتے۔ غور و فکر اور اضطراب کے کئی دن گزر گئے کہ ایک رات آپ چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ پھر وہی نورانی پیکر جلوہ گر ہوگیا اور اس کی آواز گونجی

یاایھاالمدثر ہ
اے اوڑھنی لپیٹ کر لیٹنے والے

قم فانذر ہ
اُٹھو اور خبردار کرو

وربک فکبر ہ

Marfat.com

اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو

وثیابک فطھر ٥

اور اپنے کپڑے پاک رکھو

والرجنر فاھجر ٥

اور گندگی سے دور رہو

ولاتمنن تستکثر ٥

اور احسان زیادتی حاصل کرنے کے لیے نہ کرو

ولربک فاصبر ٥

اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو

حضرت محمد ﷺ اُٹھ بیٹھے اور اس نئے پیغام کو سُن کر اب ورقہ کی باتوں کا یقین سا آنے لگا۔ خدا کے اس پیغام میں تو صاف صاف اللہ کی بڑائی بیان کرنے کا حکم تھا۔ اب اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کرنے لگے کہ ضرور لوگوں کو خدا کی کبریائی بیان کروں گا۔ آپ اکثر رات کو غار حرا میں چلے جاتے اور وہاں پر خدا کی عبادت کرتے اور نئی وحی کی آمد کا انتظار کرتے۔ کبھی کبھی حضرت جرائیل کی آواز آتی کہ اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جرائیل ہوں۔ اس سے آپ کی ڈھارس بندھ گئی اور طبیعت سنبھل اٹھی۔ تین سال تک آپ اس طرح غار حرا جاتے رہے۔ عبادت اور ذکر اذکار کرتے رہے۔ لیکن اس دوران کوئی واضح طور پر نیا پیغام نہ ملا۔ تین سال کے بعد ایک رات آپ غار حرا میں محو عبادت تھے کہ حضرت جرائیل کا نورانی پیکر جلوہ گر ہو گیا اور خدا کا پیغام سنانے لگا۔

والضحی ٥

قسم ہے روز روشن کی

واللیل اذا سجی ٥

اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے

ماودعک ربک وماقلی ٥

(اے نبی) تمہارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ ہی ناراض ہوا

Marfat.com

والاخرۃ خیر لک من الاولی ٥
اور یقیناً تیرا بعد کا آنے والا دور پہلے دور سے اچھا ہے
ولسوف یعطیک ربک فترضی ٥
اور عنقریب تمہارا رب اتنا دے گا کہ تو خوش ہو جائے گا
الم یجدک یتیما فاوی ٥
کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانا فراہم کیا
ووجدک ضالا فھدی ٥
اور تمہیں حق کا متلاشی پایا تو ہدایت بخش دی
ووجدک عائلا فاغنی ٥
اور تمہیں نادار پایا تو مالدار کر دیا
فاما الیتم فلا تقھر ٥
لہٰذا یتیم پر سختی نہ کرو
واما السائل فلا تنھر ٥
اور سائل کو نہ جھڑکو
واما بنعمۃ ربک فحدث ٥
اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو

یہ ایک مسرت بخش پیغام تھا۔ اس میں خداوند قدوس نے اپنے نبی کے دل میں اٹھنے والے اندیشوں' وسوسوں اور خوف کے بادلوں کو یکبارگی صاف کر دیا۔ آپ بالکل آسودہ خاطر ہو گئے۔ اب آپ نے مکمل طمانیت قلب کے ساتھ اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ سب سے پہلے آپ نے یہ دعوت اپنے گھر والوں کے سامنے رکھی۔ آپ کی زوجہ حضرت خدیجہ نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور پھر آپ کے گھر پلنے والے چچازاد بھائی علی بن ابی طالب نے آپ کی دعوت میں ساتھی بننے کا عہد و پیمان کیا اور اس کے بعد آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارث نے اسلام کو قبول کر لیا۔ ایک دفعہ حضرت ابو طالب آپ کے گھر آئے تو پتہ چلا کہ آپ علی کو لے کر قریب کی پہاڑیوں کی طرف نکل گئے ہیں۔ حضرت ابو طالب بھی تلاش میں

Marfat.com

ادھر ہی چلے گئے۔ ایک پہاڑی کی اوٹ میں دیکھا کہ حضرت محمد ﷺ عبادت میں مصروف ہیں اور علی رضی اللہ عنہ بھی انہی کی نقل کرتے ہوئے عبادت کر رہے ہیں۔ آپ قریب پہنچے اور خاموشی سے دیکھتے رہے۔ جب دونوں کو عبادت سے فارغ دیکھا تو پوچھنے لگے۔

ابو طالب: "محمد ﷺ بیٹا! آپ نے کون سا دین اختیار کر لیا ہے۔ شاید آپ عبادت میں مصروف تھے۔"

محمد ﷺ: "چچا جان! میں تو اللہ کے دین کا پیروکار ہوں۔ یہ وہی دین ہے جو تمام فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے مقدس رسولوں کا دین ہے۔ یہی ہمارے دادا حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے اور اس کی دعوت کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی نبوت سے نوازا ہے۔ چچا جان آپ پر میرا بھی حق ہے۔ اور میری دلی تمنا ہے کہ آپ سب سے پہلے اس دین کو قبول کر کے میری مدد فرمائیں۔"

ابو طالب: "بیٹے---میں----؟"

محمد ﷺ: "جی ہاں چچا جان آپ۔"

ابو طالب: میرے بیٹے مجھے آپ کی دعوت سے کوئی انکار نہیں ہے لیکن میں اپنے باپ دادا کا دین یکدم کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ ہاں یہ یقین رکھو کہ میری ہمدردیاں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گی۔ اور جب تک زندہ ہوں تیری حمایت و نصرت کرتا رہوں گا۔

محمد ﷺ: "خاموش ہو کر ایک عجیب سوچ میں کھو جاتے ہیں۔"

ابوطالب: "علی! تم بھی بھائی کے دین کو مان گئے ہو۔"

علی: "جی ہاں! ابا جان میں نے یہی دین اختیار کر لیا ہے۔ میں خدا اور اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لا چکا ہوں۔ اب ان کی دعوت میں ان کا مکمل معاون و مددگار ہوں۔"

ابو طالب: "اچھا ہوا۔ محمد ﷺ آپ کو سیدھے راستے ہی پر لے جائیں گے۔ تم ضرور استقامت کے ساتھ ان کے ساتھی بن جاؤ۔"

اور اس طرح محمد ﷺ نے اللہ کی وحدانیت اور کبریائی کا پیغام آہستہ آہستہ تمام ملنے جلنے والوں تک پہنچانا شروع کر دیا۔ لوگ آپ کی امانت' شرافت' صداقت

Marfat.com

اور دیانت کے پرستار تھے اس لیے وہ آپ کی باتیں سنتے اور آپ کی اس بعثت پر حیران ہوتے۔ دینِ حنیف کے پیروکاروں میں تو آہستہ آہستہ ایمان کی لو روشن ہونا شروع ہو گئی۔ لوگوں نے عام محفلوں میں آپ کی دعوت پر بحث کرنا شروع کر دیا۔ کوئی حق میں اور کوئی مخالفت میں بات کرتا' لیکن اس وقت تک مخالفت دشمنی یا ایذا رسانی میں نہیں بدلی تھی۔

ایک روز اسی طرح حضرت ابوبکر کے گھر پر حضرت عثمان آئے ہوئے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ : "عثمان! آپ کو پتہ چلا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی و رسول کے طور پر مبعوث کر دیا گیا ہے اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل وحی لے کر آتے ہیں۔ بھئی وہ تو شروع سے ہی ایک اللہ والے انسان تھے۔ میں نے تو واللہ بلا پس و پیش ان کی دعوت پر لبیک کہہ دی ہے۔"

عثمان رضی اللہ عنہ : "بھائی ابوبکر! اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ محمد بن عبداللہ واقعی اللہ والے انسان تھے اور آپ بھی ایک مخلص اور نیک دل بھائی ہیں اور میرے لیے یہ ایک سعادت ہے کہ میں بھی آپ کا ساتھی بن جاؤں۔"

ابوبکر رضی اللہ عنہ : (خوش ہو کر) "مجھے تم سے یہی امید تھی اور بلاشبہ یہ دین سچا ہے۔"

عثمان رضی اللہ عنہ : "بھائی! محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ کبھی جھوٹے دین کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔"

ابوبکر رضی اللہ عنہ : "ہاں! آپ نے بالکل ٹھیک کہا۔ بھلا وہ شخص جو بھی عام بندوں سے کبھی جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کس طرح جھوٹ باندھ سکتا ہے اور پھر وہ جو باتیں کرتا ہے وہ دل کو بھی لگتی ہیں۔ انہی باتوں کو ماننے میں ہماری نجات ہے۔"

عثمان رضی اللہ عنہ : "بھئی ابوبکر! آج یقین مانو میرا دل روشن ہو گیا ہے۔ مجھے ایک عجیب قسم کی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ : "بھئی کیوں خوشی نہ ہو' آپ نے نورِ ہدایت کو قبول کر لیا ہے اور اس قسم کی حلاوت تو ناقابلِ فراموش ہے۔ بھئی میرے غلام بلال نے بھی یہ دین قبول کر لیا ہے اور میرے گھر والوں میں بھی یہ نورِ ایمان پھیلتا جا رہا ہے۔"

Marfat.com

عثمان رضی اللہ عنہ : (آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہوئے) "اے اللہ تو گواہ رہنا کہ میں تجھ پ
اور تیرے نبی محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں۔ مجھے استقامت بخشنا۔"

ابوبکر رضی اللہ عنہ : (عثمان کی بغل میں بانہیں ڈالتے ہوئے) "اٹھو میرے ساتھ او
سرچشمہ حق ذات مقدس کے پاس چلیں۔ یہ ایمان کی روشنی اور پھیلے گی۔"

Marfat.com

دعوت و تبلیغ

حضرت ابوبکر انتہائی رحم دل اور نرم مزاج تھے۔ ساری قوم ان کی عزت کرتی تھی، قریش کے ایک اعلیٰ گھرانے کے فرد تھے۔ دانائی بلا کی تھی۔ مشکل سے مشکل بات چٹکی بجاتے حل کر دیتے۔ اسی لیے لوگ ہر مشکل گھڑی میں آپ سے مشورہ لیتے۔ آپ کے اسلام لانے سے اسلام کی تبلیغ کا کام تیز ہو گیا۔ آپ کے دل میں ایمان کی جو شمع روشن ہو چکی تھی آپ نے اس کی لو سے دوسروں کے دلوں کو بھی منور کرنا شروع کر دیا۔ آپ کی دعوت سے عثمان بن عفانؓ، زبیر بن العوامؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوعبیدہ ابن الجراحؓ اور حضرت ارقمؓ مسلمان ہوئے۔ علاوہ ازیں آپ کے گھر کی عورتوں کے علاوہ اور بھی کئی عورتیں مسلمان ہو گئیں۔ انہی دنوں آپ کے گھر میں حضرت عائشہ پیدا ہوئیں اور یہ اس طرح پہلی خاتون تھیں جو مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئیں۔

دعوت کا یہ کام ابھی تک خفیہ ہو رہا تھا۔ لوگ گھاٹیوں میں جا کر چھپ کے اللہ کے رسول کی طرف سے سکھائی گئی نماز اور آیات پڑھتے۔ یہ بھید آہستہ آہستہ کھلتا گیا تو لوگوں نے عجیب عجیب قیاس آرائیاں شروع کر دیں کہ شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ پر کسی جن کا قبضہ ہو گیا ہے۔ کسی نے کہا اس کو نام و نمود کی ہوس ہے اس لیے یہ نبوت کا ڈھونگ رچا رہا ہے۔ اور کوئی کہتا قومی دین اور دیوتاؤں کا باغی ہے جلد انجام کو پہنچ جائے گا۔ غرض ہر سو ایک غصہ اور تجسّس کا ملا جلا ہنگامہ شروع ہو گیا۔ مسلمان نماز پڑھتے تو لوگ آوازے کستے وہ رکوع کرتے تو کفار قہقہے لگاتے۔ مسلمان سجدے میں

Marfat.com

جاتے تو ان کے لیے دل لگی کا کھیل بن جاتا۔ لوگوں کی ان فقرہ بازیوں پر مسلمانوں کا بھی خون کھول اٹھتا اور ایک دن تو تنگ آکر سعد بن ابی وقاص نے پتھر مار کر ایک مشرک کی کھوپڑی پھاڑ دی اور اس طرح اسلام کی راہ میں یہ پہلا جوابی اقدام تھا۔

اہل خانہ اور رشتہ داروں کو دعوتِ حق:

نبی کریم ﷺ لوگوں کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے اور جب بھی قرآن سنانا ہوتا تو حضرت ارقم کے گھر چلے جاتے اور اس طرح اسلام کی دعوت کا پہلا مرکز ابھرا۔ اور پھر اللہ کی طرف سے وہ وحی آئی۔ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین یعنی جو آپ کو حکم ملا ہے اس کی تعمیل کر اور مشرکین سے اعراض کر۔ اور پھر اس کے بعد دوسری وحی آئی۔

وانذر عشیرتک الاقربین ۝ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین ۝ فان عصوک فقل انی بری مما تعملون ۝ وتوکل علی العزیز رحیم الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی السجدین ۝ انہ ھو السمیع العلیم ۝

اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ دور ایمان لانے والوں میں جو لوگ تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے لیے اپنے شانے جھکا دو لیکن اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو میں ان سے بری ہوں اور اُس زبردست اور مہربان پر بھروسہ رکھو۔ جو تمہیں دیکھ رہا ہوتا۔ جب تم اٹھتے ہو اور سجدہ گزار لوگوں میں بھی تمہاری نقل و حرکت کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ بے شک وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

یہ احکام کھلم کھلا تبلیغ کے تھے اور یہ حکم تھا کہ پہلے اپنے گھر والوں سے تبلیغ شروع کرو۔ چنانچہ ان احکام کی خبر سارے رشتہ داروں اور عزیزوں میں پھیل گئی۔ اور آپ اس الجھن میں تھے کہ ان احکام کی تعمیل کس طرح کروں۔ دل میں یہ خیال آیا کہ ایک دعوت میں سب کو بلالاؤں اور انہیں اللہ کے دین کی دعوت دوں۔ یہ خیال بھلا لگا اور فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دعوت کا انتظام کرو۔ چالیس افراد کو بلایا گیا۔ جن

Marfat.com

میں حضرت عبدالمطلب کے چاروں بیٹے بھی شامل تھے۔ مہمانوں کے سامنے تناول ما حضر رکھ دیا گیا۔ ظاہری طور پر کھانا تھوڑا لگتا تھا۔ لیکن سب لوگوں نے جی بھر کر کھایا لیکن کھانا پھر بھی وافر مقدار میں باقی تھا۔ بعد میں آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا۔ وہ پیالہ ظاہری طور پر ایک شخص کی بھی پیاس نہ بجھا سکتا تھا۔ لیکن اس پیالے کو سب نے پیا لیکن وہ ختم نہ ہوا۔ حاضرین اس واقعہ پر بڑے حیران تھے۔ ابولہب اس صورتحال پر فوراً کھڑے ہو کر کہنے لگے۔

محمد ﷺ : "یہ آپ کے خاندان کے لوگ ہیں۔ تم ان پر بھی جادو کرنے سے باز نہیں آئے۔ کیا اس طرح تو انہیں اپنے آباء و اجداد کے دین سے ہٹا کر اپنے من گھڑت دین پر لے آنا چاہتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو گا۔ تو وہ بات کر جو ہم سب کے لیے بھلائی کا باعث ہو۔ تمہاری ان حرکتوں سے پورا عرب ہم پر چڑھ دوڑے گا۔ اس لیے تم ان حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ ہمیں حق ہو گا کہ تمہیں پکڑ کر قید میں ڈال دیں۔"

حضرت محمد ﷺ نے چاہا کہ اس موقع پر لوگوں کو رب کا پیغام سُنا دوں اور انہیں اللہ کی نافرمانی سے ڈراتے ہوئے انہیں ان کی بھلائی کی راہ دکھلاؤں لیکن ابولہب نے موقع نہ دیا اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"خاندان والو! اس کا ہاتھ ابھی سے پکڑ لو۔ اس سے پہلے کہ پورا عرب اس کی وجہ سے ہماری دشمنی پر آجائے۔ اور ہم ذلیل ہو کر رہ جائیں۔"

حضرت صفیہ : "میرے بھائی! یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ تجھے شرم بھی نہیں آ رہی کہ تم شفقت کا ہاتھ رکھنے کی بجائے اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ خدا کی قسم جاننے والے ایک زمانہ سے کہتے آ رہے تھے کہ آل مطلب میں ایک نبی کی بعثت ہونے والی ہے اور تو سن لے کہ محمد تیرا بھتیجا وہی نبی ہے۔"

ابولہب : (حضرت صفیہؓ کو مخاطب ہو کر قہقہہ لگاتے ہوئے) "تمہارا کیا؟ ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لیں اور گھر میں بیٹھ رہیں۔ اگر قریش دشمن ہو گئے اور ہم سے انہوں نے جنگ کی ٹھان لی اور دوسرے قبیلے ان کے ہمنوا ہو گئے تو پھر ہمارا کیا بنے گا۔ ہمیں تو وہ چیونٹیوں کی طرح مسل دیں گے۔"

ابوطالب: "جب تک جان میں جان ہے ہم اس کا ساتھ دیں گے۔"

Marfat.com

ابولہب: "برادری والو چلو اب اس کے بعد ہمارا یہاں بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔"

سب لوگ اس پر اٹھ کر چل دیئے اور آپ اس موقع پر کچھ بھی نہ کہہ سکے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ دعوت کا انتظام کیا گیا اور خاندان والوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دی۔ جب لوگ کھا پی چکے تو آپ نے کہا۔

میرے بزرگو اور بھائیو! کبھی کوئی دانا اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ خدا کی قسم میں غیروں سے جھوٹ نہیں بولتا کجا کہ آپ لوگوں سے جھوٹ بولوں۔ اللہ گواہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں اور اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ سن لو عرب میں کوئی بھی اپنی قوم کے لیے مجھ سے زیادہ خیر خواہ نہیں اور جو چیزیں تمہارے لیے لایا ہوں وہی سب سے بہتر ہے۔ اس میں تمہارے لیے دونوں جہانوں کی بھلائی پوشیدہ ہے۔ اللہ کا حکم ہے کہ میں تم کو اس کی طرف بلاؤں۔ تم میں سے کون ہے جو میرے اس کام میں میرا ساتھ دے اور میرے بعد بھی اس کا کام کو جاری رکھے۔

آپ اس موقع پر خاموش ہو گئے اور لوگوں کو تکنے لگے کہ کس کس کا دل ایمان کی طرف مائل ہوا۔ لیکن کسی طرف سے آواز نہ آئی۔ کچھ لوگ غصہ سے اٹھنے لگے تو بارہ تیرہ سال کی عمر کے حضرت علی اٹھے اور کہنے لگے۔

"اللہ کے رسول! میں ساتھ دوں گا اور میں آپ کی مدد کروں گا۔"

مجمع میں سے اس اعلان پر قہقہوں کی آواز گونج اٹھی اور آوازیں آنے لگیں۔

"کیوں ابو طالب! اب بھتیجے کی پیروی کرو گے یا بیٹے کی۔"

اور ساتھ ہی مجمع اٹھ گیا اور اس طرح یہ کوشش بھی بے ثمر رہی۔ لیکن آپ نے حوصلہ نہ چھوڑا۔ اور اپنا کام پورے ولولہ اور عزم کے ساتھ جاری رکھا۔

کوہ صفا پر اعلانیہ دعوت حق

دعوت کے لیے حجاب اب تمام چھٹ گئے اور اب تہیہ کر لیا کہ اب پورے شہر کو اللہ کی واحدانیت کا پیغام دوں۔ چنانچہ ایک دن کوہ صفا کی چوٹی پر کھڑے ہو کر زوردار آواز کے ساتھ تمام شہر والوں کو بلایا۔ لوگ اس دعوت پر جوق در جوق اکٹھے ہو گئے۔

Marfat.com

اہل خاندان بھی شامل تھے۔ آپ نے حاضرین کو مخاطب ہو کر کہا۔

لوگو! اگر میں تمہارے فائدے کے لیے کوئی بات تمہیں کہوں تو کیا مان لو گے۔

حاضرین نے بیک آواز ہو کر کہا۔ "ہمیں تمہاری بات پر یقین ہے کیونکہ آپ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔"

جس پر آپ نے دوبارہ مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

لوگو! "اللہ نے مجھے رسالت کے منصب پر فائز کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اللہ کے احکام ماننے اور ان پر عمل کرنے کی دعوت دوں۔ اگر آپ لوگ اس کی اطاعت سے منہ پھیرو گے تو تم پر خدا کا غضب نازل ہو گا۔"

یہ کلمات سن کر ابولہب نے جلتے بھنتے ہوئے چلا کر کہا۔ اے محمد کیا تو نے یہی باتیں بتانے کے لیے ہمیں یہاں بلایا تھا۔ تو نے یہ نہ سوچا کہ ان باتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ جبکہ ہم اپنا کاروبار چھوڑ کر یہاں آئے ہیں۔

اور پھر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

لوگو! اس کی باتوں پر کان مت دھرو۔ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ' یہ تو اپنی عقل کھو بیٹھا ہے۔

محمد ﷺ نے زوردار طریقے سے دوبارہ لوگوں کو پکارا اور کہا۔

لوگو! اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے اور تم پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہے تو کیا اعتبار کر لو گے۔

لوگوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔ "کیوں نہیں۔"

آپ دوبارہ مخاطب ہوئے۔

میرے عزیزو اور قریشی بھائیو! خدا کی ناراضی سے بچو اور اس کے عتاب کی آگ سے بچو۔ اس آگ سے بچنے کی ایک ہی سبیل ہے کہ اللہ کو ایک مانو اور میرے رسول ہونے کا اقرار کر لو۔

ابولہب اس پر آگ بگولہ ہو کر چیخا۔

ناس ہو تیرا! تو نے اسی لیے بلایا تھا تو آسمان سے باتیں کرتا ہے۔ تو کس کی عبادت کی بات کرتا ہے جس کو کوئی دیکھ تک نہیں سکتا تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے۔ لوگو

Marfat.com

اس کی بات پر کان نہ دھرو اور اپنی اپنی راہ لو۔

لوگ سگے چچا اور سردار قریش کے اس رویہ پر حیرت زدہ ہو کر گھروں کو واپس چل دیئے۔ ہر کوئی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جلی کٹی باتیں کرتا واپس ہو گیا۔

اور اس طرح آپ کی یہ کوشش جو دین حق کی دعوت کی ایک اعلانیہ آواز تھی۔ ایک دفعہ پھر دلوں پر ارتعاش پیدا کر گئی۔ دین حق کی پیروی ہر ایک کے اپنے اپنے نصیب کی بات تھی' دلوں کے اندر کفر اور حق کی ایک کشمکش شروع ہو گئی اور آہستہ آہستہ اسلام کی دعوت کو لوگ قبول کرنے لگے۔ لوگوں کی تعداد بڑھتی دیکھ کر سرداران قریش کے اندر ہی اندر غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ باہم صلاح مشورے کرتے اور مختلف تدبیریں کرتے لیکن سب تدبیریں بے کار جاتیں۔ لوگ تمام تر مزاحمت کے باوجود پھر بھی آپ کی دعوت کے سننے کے لیے بے چین اور بے تاب رہتے۔

وفد قریش اور حضرت ابو طالب

سرداران قریش نے اکٹھے ہو کر ابو طالب کے پاس جانے کا پروگرام بنایا قریش کے سربرآوردہ سردار عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' عاص بن وائل' ابو سفیان' ولید بن مغیرہ' ابوالبختری بن ہشام اور چند دیگر ابو طالب کے گھر پہنچے۔ ابو جہل مخاطب ہوا:

ابو جہل: "اے ابو طالب! آپ ہمارے بزرگ ہیں اور یوں بھی عزو شرف اور مرتبے کے لحاظ سے ساری قوم آپ کی عزت کرتی ہے۔ ہمیں ان سب چیزوں کا پاس ہے۔"

ابو طالب: "آپ بات بتائیں کہنا کیا چاہتے ہیں۔"

ابو سفیان: "آپ بے خبر تو نہیں ہیں کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے دین میں عیب نکالتا ہے۔ ہمارے اسلاف کو گمراہ اور بے وقوف گردانتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہمارا دین باطل ہے اور اس کا ایجاد کردہ دین حق ہے۔"

ابو طالب: "اس میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔"

ابو جہل: "آپ اسے منع کریں کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائے ورنہ ہمارے راستے جدا جدا ہو جائیں گے یا پھر آپ کو اس کے اور ہمارے درمیان سے ہٹ جانا ہو گا اور ہم اسے خود سمجھ لیں گے۔"

Marfat.com

ابوالبختری: "یہ دین کا معاملہ ہے اور آپ بھی ہمارے ہی دین پر ہیں۔"
عتبہ: "اگر آپ کے بس کی بات نہیں تو اسے ہمارے حوالہ کر دیں۔ ہم خود اسے سمجھا لیں گے۔"
ابو طالب: "آپ لوگوں کے جذبات سے آگاہی ہوئی۔ میں اسے سمجھاؤں گا۔"

تمام سرداران اس وعدہ پر چلے گئے اور حضرت ابو طالب اس زور دار مخالفت پر گھبرا گئے۔ دل میں سوچا کہ محمد ﷺ کو ذرا سمجھانا ہو گا کہ وہ ذرا حکمت عملی سے کام لے' چنانچہ دوسرے روز آپ کو بلایا۔

ابو طالب: "آؤ محمد آؤ۔"
محمد ﷺ: "کیا بات ہے چچا جان! آپ کچھ پریشان دکھائی دیتے ہیں۔"
ابو طالب: "بیٹے! قریش کے سردار کل میرے پاس آئے تھے۔"
محمد ﷺ: "کیوں خیر تو ہے؟"
ابو طالب: "خیر کیا ہے' بیٹے تیرے دین کا معاملہ ہے۔ وہ تیری تبلیغ کے کام سے بر فروختہ ہیں اور تمہارے دشمن بن گئے ہیں۔ خدا کے لیے آپ اپنی اور میری جان پر رحم کریں اور اتنا بوجھ نہ ڈالیں کہ میری نحیف جان کے لیے مشکل ہو جائے۔ ان کا اصرار ہے کہ میں تمہیں ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں۔"
محمد ﷺ: "تو کیا چچا جان آپ اب میری مدد کرنے سے معذور ہو گئے ہیں۔"
ابو طالب: "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"
محمد ﷺ: "چچا جان! خدائے ذوالجلال کی قسم۔ اگر وہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں تبلیغ کا کام چھوڑ دوں۔ تو مجھے یہ منظور نہیں۔ یہاں تک کہ خدا اپنے اس دین کو خود غالب کر دے۔ چاہے اس میں میری جان بھی چلی جائے۔" (اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں)
ابو طالب: "بیٹے! آپ کی آنکھوں میں آنسو..."
محمد ﷺ: (اٹھتے ہوئے) "اچھا چچا جان..."
ابو طالب: "کہاں چلے ہو' یہاں آؤ میری بات تو سنو۔"
محمد ﷺ: (قریب ہو کر) "آپ بھی مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے؟"

Marfat.com

ابو طالب : "نہیں ہرگز نہیں بیٹے، تم اپنی تبلیغ کا کام پوری ہمت سے کرتے رہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور مجھے کبھی بھی پس و پیش نہیں دیکھو گے۔"

محمد ﷺ : (خوش ہوتے ہوئے) "اے اللہ تیرا شکر بے شک تیری تعریفیں تجھے ہی زیب دیتی ہیں۔"

حضرت محمد ﷺ کی اس سے مزید ڈھارس بندھ گئی۔ خدا کی دعوت کے کام میں تکلیفوں اور ایذا رسانیوں کی پہلے سے توقع تھی۔ اس لیے دعوت کے کام میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ ایمان کی شمع کی لو آہستہ آہستہ دلوں کو منور کرتی گئی۔ حضرت بلال مسلمان ہوئے اور ان پر مصائب کے جو پہاڑ ٹوٹے وہ نور ایمان کے نقوش کا انمول شاہکار ہیں۔ حضرت عزہ اور سمیہ ایمان لائیں ان کے ساتھ کفار نے کیا کچھ کیا۔ قلم لکھنے سے دو لخت ہوتی ہے لیکن ایذا رسانی اور تشدد کے ان پہاڑوں کے کھڑے کرنے سے دین حق کی حلاوت اور دلوں کو پسیج گئی۔ مشرکین مکہ دین کی پھیلتی دعوت پر غضبناک ہو کر ایک بار پھر اکٹھے ہوئے اور ابولہب اور سرداران ایک دوسرے سے کہنے لگے۔

"دیکھو ابو طالب، اسے نہ تو منع کیا اور نہ ہی ہمارے حوالہ کیا۔"

ابو سفیان : "اس کی سرگرمیاں جوں جوں تیز تر ہو رہی ہیں۔"

عتبہ : "کیوں نہ اس کا کام ہی تمام کر دیں۔"

ابو سفیان : "نہیں، ابھی ایک تجویز میرے زیر غور ہے۔ بشرطیکہ تم بھی اتفاق کرو۔"

ابولہب : "بتاؤ کیا ہے؟"

ابو سفیان : "محمد کے بدلے ابو طالب کو ایک نوجوان بیٹا دے دیں جسے وہ اپنا بیٹا بنا لے اور محمد ﷺ کو ہمارے حوالہ کر دے۔"

ابو جہل : "ابو طالب یہ تجویز جب مان لے تو پھر۔"

ابن ہشام : "کہیں تو سہی اور پھر اس کی سنیں۔" چنانچہ سب لوگ ابو طالب کے پاس آئے۔

ابو طالب : "کیوں بھائی، اب کیسے آنا ہوا؟"

ابولہب : (غصے سے) "تم ابھی تک نہیں سمجھے۔۔۔؟"

ابو سفیان : ابو طالب! "محمد تمہارے قابو میں نہیں۔ اسے تم ہمارے حوالہ کر دو۔"

Marfat.com

عتبہ : "یا پھر اگر اس کی خیر چاہتے ہو تو اسے روکو۔"

ابو طالب : "میرے فرزندو! تمہاری دشمنی اور جدائی میرے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن یہ بھی تو انصاف نہیں کہ میں اپنے مرحوم بھائی کی نشانی کو آپ کے حوالہ کر دوں اور آپ اس کا کام تمام کر دیں۔"

ابو سفیان : "تو پھر ایک تجویز مان لو۔"

ابو طالب : "سکون سے کہو' کیا تجویز ہے۔"

ابو سفیان : "اس لخت جگر کی جدائی آپ کے لیے ناممکن ہے تو ایک صورت یہ ہے کہ آپ عمارہ بن ولید جو کہ بہادری' حسن و جمال اور گفتگو میں یکتا عرب جوان ہے کو اپنا بیٹا بنا لو اور محمد کو ہمارے حوالہ کر دو۔"

شیبہ : "ہاں ہاں' تمام پدری اختیارات آپ کو دینے کے لیے تیار ہیں۔"

عاض بن وائل : "ہاں' عمارہ تمہارا ہی ہو جائے گا اور یہ اپنا بھتیجا ہمارے حوالہ کر دو۔ ہم اس سے نپٹ لیں گے۔"

ابن ہشام : "تجویز معقول ہے' آپ کو مان لینی چاہیے۔"

عتبہ : "ہم چونکہ پہلے بھی آپ سے کہہ چکے ہیں اور اب یہ تجویز بھی دی ہے۔ اس کو مان لو۔ نہیں تو پھر حالات خراب ہونے کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔"

ابو طالب : "ظالمو! کیسی دل آزار تجویز پیش کر رہے ہو۔ خدا کی قسم یہ بہت برا فیصلہ ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ کے بیٹے کو پالوں پوسوں گا' کھلاؤں پلاؤں گا اور اپنے لخت جگر کو تمہاری سفاکی اور آتش انتقام کی بھینٹ چڑھانے کے لیے اپنے ہاتھ سے پیش کر دوں۔ قیامت تک ایسا نہیں ہو سکتا۔ کبھی نہیں اور کبھی نہیں۔۔۔"

مطعم بن عدی : "ابو طالب! جذباتی نہ بنو۔ قوم کا فیصلہ بہتر فیصلہ ہے۔ قوم تقسیم ہو رہی ہے اور اس مصیبت کی ساری وجہ آپ کا بھتیجا ہے۔ آپ خود بھی اس کی نام نہاد نبوت کو نہیں مانتے تو پھر تمہیں اس کو لگام دینے میں کیا عذر ہے۔"

ابو طالب : "خدا کی قسم! یہ انصاف نہیں ہے۔ یہ سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔ تم لوگ مجھے بے سہارا کرنا چاہتے ہو۔ ساری قوم کو تم نے میرے خلاف بھڑکا دیا ہے۔ لیکن مجھے کسی کا ڈر نہیں جو تمہارا جی چاہے کرو۔ میں تمہاری یہ تجویز ہرگز ہرگز نہیں

Marfat.com

مان سکتا۔"

ابولہب : "اچھا تو پھر ہم دیکھ لیں گے۔"

ابوسفیان : "ٹھیک ہے۔ (اٹھتے ہوئے) اب اسے اپنی نبوت کے نشے کا پتہ چل جائے گا۔"

غیض و غضب ہو کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی عالم میں دوسری جگہ جا کر مشاورت کرنے لگے۔

ابوسفیان : "دیکھا تم سب نے۔ میں نہ کہتا تھا کہ ابوطالب یہ تجویز نہیں مانے گا۔"

عتبہ : "خیر! اب کیا ہے' دیکھتے ہیں لخت جگر اب دین کی دعوت کیونکر دیتا ہے۔"

ابوسفیان : "میرے خیال میں اب سب لوگوں کو ان کا محاسبہ کرنا چاہیے اور جو لوگ اس کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کو سختی کے ساتھ منع کریں اور نشان عبرت بنا دیں۔"

ابولہب : "ہاں ہاں' نرمی کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ تو خواہ مخواہ سر چڑھتے جا رہے ہیں۔"

عتبہ : "ہاں اب یہی ایک صورت ہے اور اس کے سوا کوئی علاج نہیں۔"

ولید : "تم لوگ نادان ہو اور یہ عجیب فیصلہ کر رہے ہو۔"

ابوسفیان : (حیرت سے) "تو پھر آپ ہماری راہنمائی کریں۔ آپ ایک تجربہ کار اور عمر آزمودہ ہیں۔"

ولید : "دیکھ سختی کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ پہلے بھی کیا کم تشدد کیا گیا ہے۔"

ولید : (سنبھل کر) "یہ حج کا زمانہ ہے۔ اس موسم میں چہار سو سے لوگ آئیں گے تم لوگ سوچ سمجھ کر ایک بات طے کر لو جو ان لوگوں سے ہمیں کہنا ہوگی۔ یہ نہ ہو کہ ہم ایک دوسرے کی نفی کرتے پھریں۔"

ابوسفیان : "ولید ہمیں تمہاری تجویز منظور ہے۔ آپ بتائیں کہ ہم کیا کریں؟"

ولید : "نہیں پہلے آپ لوگ بتائیں کہ ہم آنے والوں کو محمد کے حوالے سے کیا کہیں۔"

عتبہ : "ہم ان سے کہیں گے کہ اس کی بات پر توجہ نہ دیں کہ یہ کاہن ہے۔"

Marfat.com

ولید : "بات ایسی کرنی چاہیے جو سمجھ میں بھی آئے۔ بھلا کہاں کاہنوں کی تک بندیاں اور کہاں محمد کا دل نشیں کلام؟"

مطعم : "اچھا تو پھر اسے مجنوں مشہور کر دیتے ہیں۔"

ولید : "کیسی بات کرتے ہو کہ محمد کو کوئی دیوانہ مانے گا۔ دیوانے ایسے ہوتے ہیں۔ لوگ نہیں جانتے کہ دیوانوں کی حماقت آمیز باتوں کا محمد کی پُر حکمت اور بالغ نظری سے بھرپور طرز بیان سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔"

ابولہب : "تو پھر اسے شاعر کہہ دیتے ہیں۔"

ولید : "تمہاری ان خرافات سے لوگ یہ اندازہ لگائیں گے کہ ہم بہتان طرازی اور جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ شعر و شاعری کو تو یہ لوگ بخوب جانتے ہیں۔ تمام اصناف سخن پر ہمیں کمال حاصل ہے۔ بھلا ہماری شاعری کی خیال آرائی کا محمد ﷺ کے حقیقت آمیز اور سحر طراز کلام سے کوئی تعلق بن سکتا ہے۔"

ابوسفیان : "تو پھر جادوگر کہنا بہتر ہو گا۔"

ولید : "لات و عزیٰ کی قسم! وہ جادوگر بھی نہیں ہے۔ اور جادوگری کو تو ہم بخوبی جانتے ہیں جس طرح کی طہارت اور نفاست سے بھرپور محمد کی زندگی ہے اس پر جادوگری تو سراسر ایک تہمت ہے۔"

ابولہب : (اکتا کر) "تو پھر تمہیں بتاؤ عبدالشمس۔"

ولید : "لات و عزیٰ کی قسم! اس کا کلام عجب مسحور کن ہے۔ اس کی گفتگو دل نشیں اور حلاوت سے بھرپور ہے۔ اس کی خطابت میں جادو کا سا اثر ہے اور اس کی باتیں حقیقت سے بھری ہیں۔ اس کی گفتگو دلائل پر مبنی ہے اور سننے والے کو مسحور کر رہی ہے اور یہ سحر اتنا دل آویز ہے کہ وہ بیٹے کو باپ سے اور شوہر کو بیوی سے علیحدہ ہونے پر تیار کر دیتا ہے۔"

عتبہ : "آخر پھر فیصلہ کیا ہو گا۔"

ولید : "فیصلہ یہی کہ ہم آنے والے قبائل سے یہ جا کر کہیں کہ وہ محمد کے قریب تک نہ جائیں۔ وہ ایک جادو آمیز کلام سے جب مخاطب ہوتا ہے تو باپ کو بیٹے سے' شوہر کو بیوی سے اور بہن کو بھائی سے جدا کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں سے ان کو

Marfat.com

ملنے اور دعوت دینے کے تمام راستے مسدود کر کے رکھ دیں۔"

سردارن قریش : (بہ یک آواز) "بس یہی ٹھیک ہے۔"

اور سب اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے۔

قریش کا حملہ اور حضرت حمزہ کا قبول اسلام:

وقت گزرتا رہا لیکن سرداران قریش کی تشویش بڑھتی گئی۔ کیونکہ ان کی تدبیروں اور چالوں کے مقابلے میں دعوت اسلامی کا کام برابر پھیلتا جا رہا تھا۔ ایک دفعہ بیت اللہ میں معززین قریش اکٹھے تھے۔ ابوسفیان بولے۔

"عجیب بات نہیں کہ خدا کو اپنی پیغمبری کے لیے محمد ہی نظر آیا۔ حالانکہ میں قریش کا بلند مرتبہ سردار ہوں۔ میرے ساتھ مسعود بن عمرو ہیں' ان پر بھی خدا کی نظر نہ گئی اور اس یتیم اور کل کے جوان کو نبوت کا بھاری کام دے دیا۔"

ابوجہل : "اچھا' اس کا مطلب ہے کہ آپ کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ خدا کی طرف سے وحی آتی ہے اور محمد کے پاس اس کی طرف سے وحی آ رہی ہے جبکہ ہم تو یہ بات کبھی نہیں جانتے وہ تو ایک جادوگر ہے۔ اس نے تو ہمارے قبائلی اتحاد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے اور کھلے عام ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے۔"

ابوسفیان : "نہیں ابوجہل' تم کس غلط فہمی میں پڑ گئے ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر اس کا چچا اسے ہمارے سپرد کر دیتا تو کیا بات تھی' روز کا جھگڑا ختم ہو جاتا۔"

عتبہ بن ابی معیط : "بھئی اس کی تبلیغ تو اس قدر مشہور ہو گئی ہے کہ اب اس کی باتیں مدینہ تک پہنچ گئی ہیں اور کیا معلوم کل سارے عرب میں اس کے عقیدہ کی شہرت زور پکڑ جائے۔"

ابوجہل : "حیرانگی تو یہ ہے کہ ہم نے تکالیف اور ایذا رسانی کی بھی انتہا کی ہے لیکن اس کے ماننے والے برابر بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور الٹا لوگوں میں اس کے کلام کو سننے کا اشتیاق اور اس سے ہمدردی بڑھتی جا رہی ہے۔"

امیہ : "حج کا موقع آ رہا ہے اور اس سے محمد ضرور فائدہ اٹھائے گا۔"

Marfat.com

عتبہ : "اس نے بھی یار کیا عجیب باتیں کہنا شروع کر دی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ مرنے کے بعد سب کو زندہ کیا جائے گا۔ دوسری دنیا میں نیکی کرنے والوں کو جنت اور گناہ کرنے والوں کو دوزخ کی آگ کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اور اس کے کہنے کے مطابق جو ان عقائد کا انکار کرے گا وہ سراسر دوزخی ہو گا۔"

ابو جہل : "معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی ان کے پاس جا کر بیٹھتے ہو۔ جو تمہیں ان باتوں کا پتہ چلا ہے۔ خیر آئندہ اگر آپ اس کے پاس گئے اور اس کے منہ پر تھوک کر نہ آئے تو پھر میری صورت تمہارے لیے دیکھنا حرام ہو جائے گی۔"

عتبہ : "ٹھیک ہے' اسی طرح ہو گا۔"

ابو سفیان : (کعبہ کے صدر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے) "خاموش--- وہ دیکھو محمد--- آ رہا ہے اور اس کے ساتھ ابو بکر بھی ہیں۔"

امیہ : (اُٹھتے ہوئے) "ٹھہرو میں اسے متوجہ کرتا ہوں۔"

ابو جہل : (زمین سے گلی سڑی ہڈی اٹھاتے ہوئے) "سنو محمد! تمہارا دعویٰ ہے کہ اس بوسیدہ ہڈی میں بھی قیامت کے دن جان ڈال دی جائے گی۔" (اور اس کے ساتھ ہی ہڈی کے ٹکڑے کر کے اس کو آپ کے چہرے پر پھونک مار کر اڑا دیتا ہے)

زوردار قہقہہ اٹھتا ہے۔

ابو بکر : (غم و اندوہ سے چہرہ زرد کیے دبی زبان میں کہتے ہیں) "الٰہی رحم فرما۔"

محمد ﷺ : (امیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے) "ہاں میں ہی کہتا ہوں کہ خدائے برحق قیامت کے روز اس ہڈی میں جان ڈال دے گا۔ اور تمہاری ہڈیاں بھی قیامت تک اسی طرح گلی سڑی ہوں گی اور میرا خدا ان میں جان ڈال کر تمہیں حساب کتاب کے لیے لا کھڑا کرے گا۔"

امیہ : (خباثت سے دیکھتے ہوئے) "لوگو دیکھو کیا کہہ رہا ہے۔ میری ہڈیاں بھی اسی طرح بوسیدہ ہو جائیں گی؟"

محمد ﷺ : "ہاں یقیناً--- ایسا ہی ہو گا۔"

امیہ : (قہقہہ لگاتے ہوئے) "ہاں تو ایک نرالا نبی ہے۔"

محمد ﷺ : (وحی نازل ہوتی ہے اور آپ تلاوت کرتے ہیں) ترجمہ:۔ "اس نے

Marfat.com

ہماری شان میں مثال پیش کی ہے اور اپنی اصلیت بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں میں بوسیدگی کے بعد کون جان ڈال سکتا ہے۔ (دوبارہ زندہ کرے گا) (اے محمد) آپ کہہ دیجئے کہ وہی دوبارہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار ان ہڈیوں کو پیدا کیا۔"

امیہ : (بدنیتی سے) "اچھا محمد! ایک بات سنو ہم آپس میں ایک فیصلہ کرلیں کہ کچھ روز تو ہمارے معبودوں کی عبادت کرو اور کچھ دن ہم تمہارے رب کی پرستش کریں۔ اس دوران اگر تیرا رب بہتر ثابت ہو تو ہم اُس کو مان لیں گے اور اگر ہمارے معبود بہتر ثابت ہوں تو انہیں مان لے۔"

محمد ﷺ : (سورۃ الکافرون وحی ہوتی ہے) "کہہ دو اے محمد کہ کافرو! نہ تو تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو۔ نہ ہی میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرنے والا ہوں اور نہ ہی تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔"

عتبہ : (طنزاً قریب آکر) "ہاں ہاں ٹھیک، ہمارا دین ہمارے لیے ہے اور تمہارا دین تمہارے لیے، تمہارا دین مبارک ہو۔ لیکن ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے۔"
(بالکل قریب آکر آپ کے چہرے پر تھوک دیتا ہے)

محمد ﷺ : فرط غیظ و غضب سے چہرہ اقدس سرخ ہو جاتا ہے لیکن کمال ضبط و تحمل سے کام لیتے ہوئے خاموش رہتے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ : (عتبہ کی گستاخی پر خوف خدا سے لرز جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ زیرلب خدا کے حضور دعا کرتے ہیں)

اللہ العالمین تیرا برگزیدہ بندہ--- پروردگار تیرا نبی--- میرے معبود! تیرا رسول اور یہ بے حرمتی؟ خدایا--- مدد فرما--- الٰہی رحم فرما---

محمد ﷺ : (وحی نازل ہوتی ہے) یوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یلیتی اتخذت مع الرسول سبیلاo

ترجمہ:۔ "اور اس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ لے گا اور کہے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ حق اختیار کرلیتا۔"

(دونوں خاموشی سے ایک طرف چل دیتے ہیں)

Marfat.com

عتبہ : (چند افراد کے ساتھ اُٹھ کر پیچھے پیچھے چل دیتا ہے) "محمد! اے محمد! تم اس گھمنڈ میں ہو اور تمہارا ابھی یہ دعویٰ ہے کہ تمہارا دین ہمارے دین سے بہتر و برتر ہے۔"

محمد ﷺ : (پلٹ کر جواب دیتے ہوئے) "ہاں میرا دین ہی بہتر و برتر ہے۔ اور یہ پورے دعویٰ سے کہتا ہوں۔"

عتبہ : (ساتھیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے) یہ بچ کر نہ جائے اور اسے آج چھوڑنا نہیں' عتبہ اور اس کے ساتھی یک بارگی آپ پر حملہ کر دیتے ہیں۔ عتبہ جھپٹ کر اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈال دیتا ہے۔ حضور کا دم گھٹنے لگتا ہے اور دوسرے کفار ابوبکر اور آپ کو گالیوں' مغلظات اور ہاتھاپائی سے جا الجھتے ہیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ : (غصہ اور افسوس کے ساتھ) ظالمو! کیا چاہتے ہو' چھوڑ دو انہیں---

عتبہ : (ساتھیوں کو دوبارہ للکارتے ہوئے) "جانے نہ دینا مار دو اسے---"

ابوبکر رضی اللہ عنہ : (بیچ میں حائل ہو کر حضور کو بچاتے ہوئے) "چھوڑ دو ظالمو چھوڑو۔ ہٹ جاؤ پیچھے کیا تم ایک شریف آدمی کو اس لیے قتل کرنے پر تلے ہو کہ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔"

(اس کے ساتھ ہی کافر انہیں بھی ساتھ تشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیتے ہیں)۔

ابوسفیان : (دور سے چلاتا ہوا دوڑ کر آتا ہے) "چھوڑ دو ساتھیو چھوڑ دو محمد کو--- محمد کو چھوڑ دو--- وہ دیکھو اس کا چچا حمزہ ادھر ہی آ رہا ہے۔"

عتبہ : (گھبرا کر چاروں طرف دیکھتا ہے) "لات کی قسم اب خیر نہیں۔ حمزہ کے ہاتھ میں تیر و کمان بھی ہے۔" (یہ دیکھ کر سب چھوڑ چھاڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں)

امیہ : "حمزہ قریش کا نہایت معزز شخص ہے--- دیکھو کس شان بے نیازی سے گلے میں کمان ڈالے آ رہا ہے۔"

مغیرہ : "اس کا دستور ہے کہ شکار سے واپس آ کر طواف کیے بغیر گھر نہیں جاتا۔"

ابوجہل : "کیا یہ اپنے بھتیجے کے دین پر تو نہیں ہے۔"

عتبہ : (کھلکھلا کر قہقہہ لگاتے ہوئے) "بھلا احمقوں کے علاوہ اسے کون مان سکتا ہے۔ اتنے میں حمزہ بھی پہنچ جاتے ہیں اور ایک قریب کھڑی عورت مخاطب ہو کر کہتی ہے۔"

عورت : (راستہ روک کر) "ابو عمارہ سنو تو سہی---"

Marfat.com

حمزہ : "کہو کیا بات ہے۔"

عورت : "ہونا کیا؟ محمد ﷺ کے ساتھ ایک بے چارے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کون تھا۔ جو ان کی مدد کرتا۔ یہ تو اکیلے اور بے بس تھے۔ ابوبکر نے بچانے کی بھی بڑی کوشش کی اور مار بھی کھائی لیکن یہ لوگ تو ایسے جھپٹے تھے کہ مارے بغیر آج جانے نہ دیتے۔ یہ تو آپ آ گئے تو وہ اِدھر اُدھر ہو گئے۔"

حمزہ رضی اللہ عنہ : (غصے سے) "اچھا تو یہ بات ہے۔ میں ابھی خبر لیتا ہوں۔ میری زندگی میں ان کی یہ ہمت کہ میرے لخت جگر کو وہ ماریں پیٹیں اور قتل کرنے پر آ جائیں۔"

(چاروں طرف نگاہیں دوڑاتے ہیں تو ایک جانب ان پر نظر پڑتی ہے۔ غصے سے ان کی طرف تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بڑھنے لگتے ہیں)

امیہ : "ساتھیو! دیکھنا حمزہ ہمارے پاس آ رہا ہے۔"

ابوجہل : (ڈرتے ہوئے) "لات کی قسم آج وہ انتہائی غصے کی حالت میں ہیں۔"

امیہ : "ہاں۔۔۔ انتہائی غضبناک حالت میں آ رہا ہے۔ اب خیر نہیں۔۔۔"

حمزہ رضی اللہ عنہ : (ابوجہل کی طرف بڑھتے ہوئے) "سچ سچ بتاؤ ابھی تم لوگوں نے میرے بیٹے کو اکیلے میں کیوں تشدد کا نشانہ بنایا۔"

ابوجہل : "میں نے۔۔۔ میں تو۔۔۔ حمزہ! آپ غصے میں ہیں۔۔۔"

حمزہ : (غصے سے غضبناک ہوتے ہوئے) "بدبخت تم نے انہیں گالیاں دیں اور مارا پیٹا۔ اگر ہمت ہے تو ذرا میرے سامنے اب گالی دو دیکھتا ہوں پھر یہ زبانیں کیسے گنگ ہوتی ہیں۔"

ابوجہل : "لیکن حمزہ۔۔۔ تم۔۔۔"

حمزہ رضی اللہ عنہ : "کیا بکتے ہو۔۔۔ یاد رکھنا۔۔۔ زندہ دفن کردوں گا۔ وہ میرا بیٹا ہے اور میں اسی کے دین پر ہوں۔ میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔ ہے ہمت تو آؤ اور اب گالی دو۔۔۔"

اور ساتھ ہی ابوجہل پر حملہ کرکے زخمی کر دیتے ہیں۔

ابوجہل : "ہائے ہائے ساتھیو۔۔۔"

عتبہ : (چلا کر) "ساتھیو دیکھتے کیا ہو، بچاؤ ابوجہل کو۔۔۔ اٹھو کیا سوچ رہے ہو۔۔۔"

Marfat.com

ابو جہل : (زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے) "چھوڑ دو--- مجھے--- حمزہ کو انتقام لینے کا حق ہے--- ہم نے بھی تو اس کے بھتیجے کو بہت ستایا ہے اور بڑی بڑی گالیاں دی ہیں۔"

حمزہ رضی اللہ عنہ : (ابو جہل کو چھوڑ کر محمد ﷺ سے ملنے کے لیے ان کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کعبہ کے قریب تشریف فرما تھے۔ اور پاس پہنچتے ہی مخاطب ہوتے ہیں۔) دیکھا بیٹے تم نے۔ میں نے بدلہ لے لیا ہے۔ اب تم خوش ہو' بولو بیٹے---

محمد ﷺ : (سر اٹھا کر) "چچا جان ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے مسرت تو تب ہو گی جب آپ کا دل بھی ہمارے ساتھ ایمان کے نور سے روشن ہو جائے گا۔"

حمزہ رضی اللہ عنہ : "لو بیٹے میں ابھی مسلمان ہوتا ہوں اور ساتھ ہی کلمہ بطور شہادت پڑھتے ہیں۔"

محمد ﷺ : (خوش ہو کر) اللھم لک الحمد حمدا کثیرا

عتبہ بن ربیعہ کی ملاقات:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ قبول اسلام سے قریش کو بڑی مشکل صورتحال پیش آ گئی۔ اب محمد ﷺ بہت حد تک قوی اور محفوظ ہو گئے۔ اب اہل قریش ایذا رسانیوں سے ہٹ کر معاملہ سلجھانے کے لیے تحریص و لالچ کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ اس وقت ہوا جب آپ تنہا حرم شریف میں محو عبادت تھے اور قریب ہی قریش کی مجلس لگی تھی۔ عتبہ بن ربیعہ جو ایک سردار تھا' اس نے تجویز دی کہ اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں محمد ﷺ سے کچھ گفتگو کروں اور ان کے سامنے ایسی تجاویز پیش کروں جن میں سے جو کچھ وہ قبول کر لے اور جو رعائتیں مانگے وہ ہم اسے دے دیں۔ کیونکہ یہ لوگ برابر بڑھتے جا رہے ہیں۔ سب نے اجازت دے دی اور عتبہ اٹھ کر آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

عتبہ : "محمد ﷺ بیٹے! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا خاندان ہمارے لیے بڑا باعزت ہے۔ آپ کا نسب ایک اعلیٰ ترین نسب ہے۔ پوری قوم تمہیں بہت اہمیت دیتی ہے۔ لیکن آپ نے جس دعوت کو پیش کیا۔ اس سے پوری قوم باہمی نفرت کا شکار ہو گئی

Marfat.com

ہے۔ اس قوم کے پرانے معبودوں کو آپ نے بُرا بھلا کہہ کر ان کی دل آزاری کی ہے۔ ان کے بزرگوں کو آپ نے بُرا بھلا کہا ہے۔ میرے خیال میں آپ کو ذرا حالات کو سلجھانے کے لیے ہماری مدد کرنی چاہیے۔ میں آپ کو سلجھاؤ کے لیے چند باتیں پیش کرتا ہوں۔ شاید تم اس میں سے کچھ قبول کرلو اور پوری قوم پر طاری نفرت انتشار کا بڑھتا یہ عذاب ٹل جائے۔"

محمد ﷺ : "اے ابو ولید! میری دعوت آپ کی بھلائی کے لیے ہے اور مجھے آپ کی بھلائی کے حوالہ سے ہر اچھی بات ماننے میں کوئی انکار نہیں۔ آپ کہیں میں غور سے سنتا ہوں۔"

عتبہ : "محمد ﷺ بیٹے! نئے دین کی دعوت سے اگر آپ شہرت، سرداری اور بالاتر عزت چاہتے ہیں تو ہم آپ کو یہ سب کچھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اگر آپ کو اس طرح مالدار بننے کی خواہش ہے تو ہم آپ کو اتنا مال دیں گے جو آپ کی توقع سے بھی زیادہ ہوگا۔ اگر تم کوئی حکومت یا بادشاہت قائم کر کے اپنے آپ کو حکمران بنانا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو یہ حکومت دینے کے لیے تیار ہیں اور اگر آپ پر کسی قسم کا کوئی جادو ہے تو ہم اس کے علاج کے لیے ہر ممکن کوشش کر کے آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔"

محمد ﷺ : (آپ نے تمام باتیں غور سے سنیں اور جب اس کی گفتگو ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا) "ابو ولید! کیا آپ اپنی بات کہہ چکے؟"

عتبہ : "ہاں میں نے کہہ دیا۔"

محمد ﷺ : "اب آپ میری بات غور سے سنیں اور ساتھ ہی آپ نے قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت کیں۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

حم - تنزیل من الرحمن الرحیم - کتاب فصلت آیاتہ قرآنا عربیا لقوم یعلمون - بشیرا نذیرا فاعرض اکثرھم فھم لایسمعون - وقالو قلوبنا فی اکنتہ مما تدعوننا الیہ - (41-1-5)

Marfat.com

حم۔ یہ مہربان کی جانب سے اتاری ہوئی کتاب ہے۔ اس کی آیتوں میں خوب تفصیل دی گئی ہے۔ جاننے والے لوگوں کے لیے یہ خوشخبری سنانے والا اور برے اعمال کے نتائج سے ڈرانے والا ہے۔ اکثر لوگ پھر بھی روگردانی کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ اس کا علم نہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف لپٹے ہیں جو بلائی جانے والی دعوت سے ہمیں محفوظ کرتے ہیں۔

آپ آیت پر آیت تلاوت کرتے گئے اور عتبہ خاموشی سے سنتا رہا۔ اس نے ہاتھ پیچھے رکھ لیے اور ان سے سہارا لیے رکھا۔ آپ نے آیت پر سجدہ کیا اور پھر فرمایا کہ اے ابو ولید جو تم نے سنا میری یہی دعوت اور یہی جواب ہے۔ تم مانو اور خود سوچو کہ تمہیں کیا کرنا ہے عتبہ اٹھا اور اپنے ساتھیوں سے جا کر کہنے لگا۔

"ساتھیو! : میں نے اس سے باتیں کیں اور اس نے ایک ایسا کلام سنایا جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ واللہ وہ نہ شعر ہیں' نہ جادو اور کہانت ہے گروہ قریش! سنو۔ اس کام کو میری رائے کے مطابق کرو۔ اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس سے الگ رہو۔ کیونکہ اللہ کی قسم اس کی جو باتیں میں نے سنی ہیں وہ بڑی اہمیت والی ہیں۔ اگر عربوں نے اس کو مغلوب کر لیا تو تمہیں کچھ کرنے کی نوبت نہیں آئے گی اور تمہارا سر درد خود بخود ختم ہو جائے گا اور اگر اسی کی باتوں کو عربوں نے مان لیا تو اس کی حکومت تمہاری ہی ہوگی اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی تم اس کے طفیل زیادہ خوشحال ہو جاؤ گے۔

قریش نے قہقہہ لگاتے ہوئے بیک زبان کہا۔ "خدا کی قسم عتبہ تجھ پر بھی اس نے جادو کر دیا ہے۔"

عتبہ : "اہل قریش میری رائے تو یہی ہے جو میں نے پیش کر دی۔ اب تمہیں جو مناسب ہے تم وہ کرو۔"

سرداران قریش کی گفتگو : عتبہ کی اس ملاقات اور اس طرح کے تاثرات کا چرچا آپ کی تبلیغ اور دعوت کی اثر آفرینی کو اور اُجاگر کر گیا۔ قبیلے کے قبیلے دعوت سے متاثر نظر آنے لگے۔ سردارن قریش اس پر بڑے پیچ پا اور کلبلانے لگے۔

Marfat.com

وہ کمزوروں کو تشدد کا نشانہ بناتے۔ انہیں قید کر لیتے اور انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے ایذارسانی کی انتہا کر دیتے۔ حضرت بلالؓ، حضرت سمیہؓ اور حضرت عزیہؓ کے قبول اسلام کے واقعات ان کے وحشت ناک تشدد اور ان حضرات کے ایمان و ایقان کی لذت آشنائی کے حوالہ سے نہ بھولنے والے واقعات ہیں۔ لیکن ان کے اضطراب کی آگ کسی طرح بھی بجھنے میں نہ آتی تھی۔ ان کی ہروقت تدبیریں ہوتیں، مشورے کرتے اور مختلف خوف و تحریص کے حربے آزماتے۔ غروب آفتاب کے بعد کعبۃ اللہ کے پیچھے ایک محفل لگی۔ اس میں تجویز ہوئی کہ محمدؐ کو بلوا کر ان سے ایک بار پھر بات کریں۔ اور باہمی گفت و شنید سے معاملہ کو سلجھائیں۔ چنانچہ آپ کو بلانے کے لیے قاصد بھیجا گیا۔ آپ ان کی دعوت پر فوراً چلے آئے۔ سرداران قریش کی طرف سے شیبہ بن ربیعہ بولنے لگا۔

"اے محمد ﷺ ہم نے تمہیں اس لیے بلوایا ہے کہ تم سے گفتگو کریں۔ خدا کی قسم ہم نے عرب میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے تیری طرح قوم کو ان تکلیف دہ حالات میں لا کھڑا کیا ہو۔ تم نے ہمارے باپ دادا کو برا بھلا کہا۔ پوری قوم میں پھوٹ ڈال دی، ہمارے دین کو جھوٹا اور ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہا۔ عقل مندوں کو احمق بنا دیا اور اب ہمارے درمیان نفرت اور غصے کی آگ حائل ہو گئی ہے۔ اگر آپ نے سب کچھ مال دار بننے کے لیے کیا ہے تو ہم آپ کو آپ کی توقع سے بڑھ کر مال دینے کے لیے تیار ہیں اور اگر آپ نے سرداری حاصل کرنے کے لیے یہ ڈھونگ رچایا ہے تو ہم آپ کو سردار ماننے کے لیے تیار ہیں۔ اور اگر یہ خلل دماغ کسی آسیب یا جن کی وجہ سے ہے تو ہم تمہارا ہر ممکن علاج کرانے کے لیے تیار ہیں۔"

محمد ﷺ : "آپ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا میری دعوت سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ مجھے آپ کی طرف سے کی گئی کوئی بھی پیشکش منظور نہیں ہے۔ میں جو کچھ لایا ہوں وہ اس لیے نہیں کہ اس معاوضے میں مال، اعلیٰ مرتبہ، یا حکومت چاہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ پر اس نے کتاب اتاری ہے اور مجھے اس نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں نیکی اپنانے پر خوشخبری اور برائی کرنے پر اس کے عذاب سے ڈرانے کا کام کروں۔ میں صرف اس کا فرستادہ ہوں اور اس کا پیغام تم تک

Marfat.com

بلاکم و کاست پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔ اس کی طرف سے حق بات کہنے اور تم سے خیر خواہانہ بات کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ میں نے تم سے خیر خواہانہ بات کہہ دی ہے۔ اگر آپ لوگوں نے وہ باتیں مان لیں تو ہمارے لیے دنیا و آخرت میں خوش نصیبی ہوگی اور اگر تم لوگ انہیں واپس لوٹانے کے لیے تیار رہے تو مجھے اس کے حکم تک صبر کرنے کی تلقین دی گئی ہے اور یہ وہ حکم ہوگا جو تمہارے اور میرے درمیان فیصلہ کردے گا۔"

اس پر دوبارہ قریش کی طرف سے بات بڑھاتے ہوئے کہا گیا۔

"اے محمد ﷺ : اگر آپ کی جانب سے کی گئی پیشکشوں میں سے کوئی پیشکش قبول نہیں کرتے تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ شہر انتہائی تنگی اسباب کا شہر ہے۔ یہاں پر پانی کی قلت ہے۔ ہم انتہائی سختی اور بے بسی کی زندگی گزارتے ہیں۔ تو پھر تم ہمارے لیے خوشحالی کی اپنے پروردگار سے دعا کرو اور یہ دعا کرو کہ یہ پہاڑ یہاں سے پیچھے ہٹ جائیں اور ہمارا یہ شہر کشادہ اور وسیع ہو جائے۔ اور یہ دعا کرو کہ وہ اس شہر میں عراق و شام کی طرح یہاں ندیاں جاری کردے اور وہ ہمارے بزرگ جو مرچکے ہیں۔ وہ ہمارے سامنے زندہ آکر آپ کی بعثت کی تصدیق کردیں۔ ان میں قصیٰ بن کلاب ضرور ہوں۔ وہ ایک سچے بزرگ تھے جو کچھ آپ دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم اُن سے اس کی تصدیق کروالیں گے۔ اگر آپ یہ سب کچھ کردیں تو ہم تمہیں سچا ماننے کے لیے تیار ہیں اور اس طرح تیری قدر و منزلت جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ہمارے ہاں بھی دل نشین ہو جائے گی۔ اور ہم تجھ کو اللہ کا رسول مان لیں گے۔

محمد ﷺ : "دیکھو اہل قریش! میں تمہارے پاس ان چیزوں کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا میں صرف وہ چیز لایا ہوں جو اس نے دے کر بھیجا ہے اور میں نے وہ سب کچھ تم تک پہنچا دیا ہے۔ پس اگر آپ نے وہ سب کچھ قبول کرلیا تو تمہاری خوش نصیبی ہوگی اور اگر تم نے اس کے قبول کرنے سے انکاری کرتے رہے تو پھر اس کا فیصلہ تمہارے اور میرے درمیان خدا کرے گا۔

اہل قریش : "چلو محمد! تم خدا سے ہمارے لیے نہیں تو اپنے لیے ہی مانگ لو۔ تم تو ہماری طرح بازاروں میں محنت مزدوری کرتے پھرتے ہو۔ تم اپنے پروردگار سے دعا

Marfat.com

کرو کہ وہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے جو تمہارے ساتھ ہمارے سامنے تمہاری تصدیق کرتا پھرے اور پھر دعا کرو کہ وہ پروردگار تمہارے لیے باغات' پھل اور سونے چاندی کی کثرت کردے اور تمہیں دنیاداری کی محنت سے بے نیاز کردے۔"

محمد ﷺ : "دیکھو اہل قریش میں کبھی بھی ایسا نہ کروں گا اور نہ ہی میں ایسا شخص ہوں کہ اپنے خدا سے اس قسم کی دعائیں کروں۔ اللہ نے مجھے صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اگر تم میری دعوت قبول کرلو گے تو دنیا و آخرت کی بھلائیاں تمہارے لیے کھول دی جائیں گی اور اگر تم اس دعوت کو مسترد کرتے ہو۔ تو پھر میں صبر کروں گا اور اللہ ہی تمہارے اور میرے درمیان فیصلہ کرے گا۔"

اہل قریش : "محمد اگر بھلائی کی دعا نہیں کرتے تو پھر اس سے دعا کرو کہ وہ کوئی آسمان کا ٹکڑا ہمارے اوپر گرادے کیونکہ ہم تو تیرے دین کو قبول کرنے سے مکمل انکار کرتے ہیں۔"

محمد ﷺ : "دیکھو! یہ سب کچھ میرے مالک کی منشاو مرضی کے مطابق ہے اور جب وہ چاہے گا اور جیسا وہ چاہے گا وہ ضرور کرے گا۔"

اہل قریش : "اے محمد ﷺ کیا تیرے خدا کو یہ معلوم نہ تھا کہ ہم تجھ سے یہ مطالبات کریں گے اور وہ ان کے مطابق تمہیں جواب دینے کے لیے صحیح صحیح مطلع کر دیتا۔ ہمیں تو یہ پتہ چلا ہے کہ تجھے یمامہ کا ایک شخص جس کا نام رحمٰن ہے یہ سب کچھ تعلیم دیتا ہے اور ہم ایسے کسی شخص کی تعلیم پر کیونکر ایمان رکھیں۔"

"اے محمد! ہم نے اپنے تمام عذرات تمہارے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ اب یہ تیری مرضی ہے کہ تو مناسب رویہ اختیار کرلے ورنہ پھر ہم تجھے کسی طور چھوڑنے والے نہیں۔ یا تو تم مٹ جاؤ گے اور یا تو ہمیں مغلوب کرلے گا۔ ہم ہرگز تم پر یا تیرے خدا پر ایمان نہیں لائیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی سردارن قریش اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کی پھوپھی عاتکہ کا بیٹا عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔ "اے محمد! قوم نے آپ سے بڑی نرمی کی ہے اور آپ کے سامنے ساری پیشکش رکھ دی ہے۔ آپ نے کسی کو قبول نہیں کیا۔ اور پھر آپ کو وہ سب کچھ بھی کرنے کو کہا گیا۔ جس سے تیری تصدیق

Marfat.com

ہو سکتی تو وہ سب کچھ کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوا۔ پھر تو اپنے فائدے کے لیے بھی اپنے خدا کی قدرت کا اظہار نہیں کروا سکا۔ جس سے تیری قدر اللہ کے ہاں واضح ہو جاتی۔ پھر انہوں نے عذاب کی خواہش کی تو وہ بھی نہ لا سکا۔ جس سے تو ہمیں ڈراتا پھرتا ہے۔ خدا کی قسم ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ آپ کوئی ایسی سیڑھی نہ حاصل کر لیں جس کے ذریعہ سے تو آسمان کی طرف جاتا اور چڑھتا نظر آئے۔ حتیٰ کہ تو آسمان پر پہنچ جائے۔ اور پھر تو وہاں سے کوئی نوشتہ لائے۔ جس میں تیرے نبی ہونے کی تصدیق کی گئی ہو۔ اور پھر آپ کے ساتھ وہاں سے ایسے فرشتے آئیں جو تیری باتوں کی تصدیق کریں۔ اللہ کی قسم اگر آپ نے ایسا کیا بھی تو میرے خیال میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا۔ کیونکہ قبول حق کی جو خواہش لے کر آئے تھے وہ زائل ہو گئی ہے اور قوم آپ سے دور ہو گئی ہے۔"

ابو جہل : "اے گروہ قریش محمد نے ہمارے دین پر عیب لگائے ہمارے باپ دادا کو گالیاں دیں۔ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا۔ میں تو اب عہد کر رہا ہوں کہ کل کوئی ایسا بڑا پتھر جسے میں اٹھا سکوں لے کر اس کے لیے بیٹھوں گا اور جب یہ سجدے میں ہو گا تو اس پر گرا کر اس کا سر پھوڑ دوں گا۔ اس کے بعد خواہ تم لوگ میری امداد کرو یا نہ کرو اور بنی عبد مناف میرے ساتھ جو چاہیں کریں۔"

(اس پر تمام قریش بیک زبان ہو کر بولے کہ تو جو چاہے ہرگز ہم تمہارے ساتھ ہیں تو تیری مدد سے کس طرح دست بردار نہ ہوں گے۔) اور ساتھ ہی سب لوگ گھروں کو چل دیئے۔

ابو جہل کی دہشت زدگی:

صبح ہوئی تو ابو جہل نے حسب خواہش پتھر اٹھایا اور آپ جہاں عبادت کرتے تھے' وہاں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ اس وقت آپ رکن ایمانی اور حجر اسود کے درمیان شام کی جانب منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ جس سے کعبتہ اللہ آپ اور شام کے درمیان ہو جاتا تھا۔ رسول خدا حسب معمول نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ قریش بھی صبح سویرے تماشا دیکھنے کے لیے ٹولیاں بنا کر انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں آج ابو جہل کیا کرتا ہے۔

Marfat.com

ادھر رسول خدا نے جب سجدہ کیا تو ابوجہل نے فوراً پتھر اٹھایا اور آپ کی جانب چلا۔ قریب ہوا تو دہشت زدہ ہو کر واپس بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے رنگ سیاہ اور دونوں ہاتھ شل تھے۔ پتھر گر کر دور جا پڑا تھا۔ اہل قریش نے ابوجہل کی یہ حالت دیکھ کر حیرانی سے پوچھا ابوالحکم تجھے کیا ہو گیا؟

ابوجہل : "میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا تھا اور اس پر پتھر گرانے کے لیے مکمل تیار تھا جس کا آپ کے ساتھ میں وعدہ کر چکا تھا۔ لیکن جب میں اس کے نزدیک ہوا تو خدا کی قسم اس کے اور میرے درمیان ایک ایسا اونٹ حائل ہو گیا جس کے ڈیل ڈول کا اونٹ میں نے کبھی نہیں دیکھا اس کی گردن کی سی کوئی گردن نہیں دیکھی اور نہ ہی اس کی طرح کے دانت میں نے دیکھے ہیں۔ وہ اونٹ مجھے دبوچنے کے لیے میری طرف ہوا تو میں دہشت زدہ ہو کر واپس لوٹ آیا۔

اہل قریش : (بیک زبان ہو کر) "لو تو بھی جادو کا شکار ہو گیا۔ اب اس سے نجات کی کوئی نئی راہ نکالنی پڑے گی۔"

نضر بن حارث : "اے گروہ قریش! خدا کی قسم تمہارے پاس اس کے مقابلے کی کوئی تدبیر نہیں وہ ایک نوعمر لڑکا ہے۔ وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ گفتگو میں سب سے زیادہ سچا' زیادہ امانت دار یہاں تک کہ تم نے اس کی زلفوں میں بڑھاپے کے آثار دیکھے اور وہ تمہارے پاس ایک چیز لایا تو تم نے اسے جادوگر بنا دیا۔ خدا کی قسم وہ جادوگر نہیں ہے۔ ہم نے جادوگروں کی جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے دیکھے ہیں۔ تم نے کہہ دیا کہ وہ کاہن ہے۔ نہیں واللہ وہ کاہن نہیں ہم نے کاہنوں کی حرکتیں دیکھی ہیں اور ان کی قافیہ پیمائی سنی ہے۔ تم نے کہہ دیا ہے کہ وہ شاعر ہے نہیں خدا کی قسم وہ شاعر نہیں ہے۔ ہم نے وہ شعر دیکھے ہیں اور اس کی تمام اقسام سنی ہیں۔ تم نے کہہ دیا کہ وہ دیوانہ ہے نہیں' خدا کی قسم وہ دیوانہ نہیں ہے۔ ہم نے دیوانگی اور اور جنوں کو اچھی طرح دیکھا ہوا ہے۔ اس میں کبھی بدحواسی دیکھی ہے نہ دیوانگی کی بے سروپا گفتگو سنی ہے۔ قریش کے لوگو۔ ذرا اپنی حالت پر غور کرو خدا کی قسم آپ کے سامنے ایک عظیم الشان معاملہ پیش ہے۔"

Marfat.com

علمائے یہود کے سوالات : اہل قریش نے نضر بن حارث کی باتیں سن کر عقبہ بن ابی معیط کو اس کے ساتھ کر کے علمائے یہود کے پاس مدینہ روانہ کیا۔ تاکہ محمد ﷺ کی نبوت کے حوالہ سے حقائق معلوم کریں۔ کیونکہ وہ لوگ اگلی کتابوں کے وارث ہیں اور ان کے پاس انبیاء کا علم ہے۔ چنانچہ وہ دونوں مدینہ پہنچے اور یہودی علماء سے ملے۔ انہیں آپ کے حالات اور آپ کی باتیں بتائیں۔ جس پر علمائے یہود نے کہا کہ اس شخص سے تین چیزوں کے بارے سوالات کرو جو ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں اگر وہ ان تینوں کی صحیح خبر دے دے تو وہ واقعی خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہو گا اور اگر وہ نہ بتا سکے تو سمجھ لو کہ وہ باتیں بنانے والا شخص ہے اور اس کے متعلق جو چاہو معاملہ کرو۔

اس سے ان نوجوانوں کے متعلق دریافت کرو جو زمانہ گزشتہ میں غائب ہو گئے تھے اور ان کا واقعہ عجیب ہے۔ پھر اس شخص کے متعلق دریافت کرو جو بڑا سیاح تھا اور جس کی رسائی زمین کے مشرقی اور مغربی حصوں تک محیط تھی اور پوچھو اس کا اہم واقعہ کیا تھا۔ نیز اس سے روح کے متعلق پوچھو اس کی ماہیت کیا ہے اگر اس نے ان چیزوں کے متعلق صحیح خبر دے دی تو اس کے پیروکار ہو جاؤ کیونکہ وہ بے شک نبی ہے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو وہ باتونی ہے جھوٹا ہے۔ اس کے متعلق جو مناسب سمجھو' سلوک کرو۔

چنانچہ نضر بن حارث اور عقبہ بن محیط مکہ واپس لوٹے اور قریش کے پاس پہنچ کر انہیں اس صورتحال سے آگاہ کیا اور کہا۔ اے اہل قریش ہم تمہارے اور محمد کے درمیاں آخری فیصلے کے متعلق ایک قطعی بات لائے ہیں ہمیں یہود کے عالموں نے بتایا ہے کہ محمد ﷺ سے چند چیزوں کے متعلق پوچھو ان کے متعلق اگر خبر دے دے تو وہ نبی ہے اور اگر وہ خبر نہ دے سکے تو وہ باتونی ہے۔ چنانچہ ایک وفد آپ کے پاس آیا اور ان سے سوالات پوچھنے لگا۔

"اے محمد ﷺ' ان نوجوانوں کے متعلق بتا جو اگلے زمانوں میں غائب ہو گئے تھے اور ان کا ایک عجیب واقعہ تھا۔ اس شخص کا حال بتاؤ جو بڑا سیاح تھا اور زمین کے مشرقی و مغربی حصوں تک محیط تھا۔ ہمیں روح کے متعلق خبر دو کہ اس کی ماہیت کیا ہے۔"

Marfat.com

محمد ﷺ : "اے اہل قریش تم نے جن چیزوں کے متعلق دریافت کیا ہے ان کے بابت میں تمہیں کل خبر دوں گا۔"

قریش واپس چلے گئے اور آپ نے اس وعدہ میں اللہ کی مرضی کے استثناء کا ذکر نہ کیا۔ جس پر معاملہ پندرہ دن تک لٹک گیا۔ آپ اس دوران بڑے پریشان ہوئے' اس دوران کوئی وحی نہ آئی' نہ جبرائیل آئے۔ اور اہل مکہ اس صورتحال پر طرح طرح کے پروپیگنڈے کرنے لگے۔ آپ نے اس پریشانی پر استغفار کیا اور پھر سورۃ کہف نازل ہوئی' جس میں آپ کے غمزدہ ہونے اور قریش کی طرف سے پوچھے گئے جملہ سوالات کا جواب بھی تھا۔ لیکن ان کی ہٹ دھرمی' حسد' قبائلی تعصب اور جاہلی تکبر و غرور نے ان کو ایمان کے نور سے مستفید نہ ہونے دیا۔ ان کی سازشوں اور خفیہ مجلسوں کا سلسلہ جاری رہا۔ دارالندوہ میں اکٹھے ہونے اور آپ کی ہر سو پھیلتی دعوت پر اپنے اضطراب کا غصہ نکالنے اور سازشیں کرنے میں مصروف رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

ایک روز مجلس میں عمر بن خطاب بھی تھے۔ یہ ایک کڑیل اور بہادر نوجوان تھے۔ انہوں نے اعلان کر دیا کہ میں اہل مکہ کو اس مشکل گھڑی سے نکالنے کے لیے محمد ﷺ کو قتل کروں گا۔ چنانچہ سب اہل قریش مطمئن ہو گئے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ عمر جیسا بہادر اور بات کا پکا جوان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اور کسی نوجوان میں اتنی جرات نہ تھی کہ وہ آپ کو قتل کرنے کا ارادہ بھی کرے۔

614ء کا سال تھا' تمام مسلمان کوہ صفا کی پہاڑی پر بنے گھروں میں ہی رہائش پذیر تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے گھر جا کر اپنی تلوار لی اور پھر کوہ صفا کی طرف چل نکلے۔ راستے میں نعیم بن عبداللہ ملے۔ جو چوری چھپے ایمان لا چکے تھے اور جنہوں نے اپنے دین کو ظاہر بھی نہیں کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو تیز تیز قدموں سے جاتے دیکھ کر انہیں عجیب لگا۔ فوراً آواز دے کر پوچھا۔ "عمر کہاں جا رہے ہو؟"

عمر رضی اللہ عنہ : "نعیم جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کسی نے ہمارے باپ دادا کی اس قدر توہین کی ہو جس قدر یہ محمد ﷺ کرتا ہے اور اس طرح کی

Marfat.com

جسارت کبھی ہمارے بڑے سے بڑے دشمن نے بھی نہیں کی۔ اس شخص نے نئے دین کی وجہ سے ہمارا دن رات کا سکون برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم آج تک صبر و تحمل سے کام لیتے آئے ہیں۔ لیکن اس کی سرگرمیاں برابر بڑھتی جا رہی ہیں۔ آج میں تنگ آ کر جا رہا ہوں کہ اسے موت کے گھاٹ اتار دوں۔ تاکہ اہل مکہ کو اس فتنہ سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔"

نعیم بن عبداللہ : "عمر ذرا ٹھہرو مجھے کچھ آپ سے باتیں کرنی ہیں۔"

عمر: "نعیم تم یہ باتیں کسی اور وقت پر رکھو۔"

نعیم بن عبداللہ : "عمر تم محمدؐ کے دین سے نالاں ہو اور تمہارا یہ کہنا ہے کہ اس نے اہل مکہ کا جینا مشکل کر دیا ہے۔ پہلے ذرا اپنے گھر کی فکر کرو۔ اس کے بارے سوچو پھر مکہ کا سوچنا۔"

عمر رضی اللہ عنہ : (حیرت اور غصہ سے) "تمہارا مطلب کیا ہے' میرے گھر کو کیا ہوا ہے۔۔۔"

نعیم بن عبداللہ : "تمہارے قریبی اور خونی رشتہ دار تو مسلمان ہو گئے ہیں اور تمہارے گھر میں رہ رہے ہیں۔"

عمر رضی اللہ عنہ : "وہ کون ہیں؟ میں ابھی ان کی گردنیں اڑا دوں گا۔"

نعیم بن عبداللہ : "بھئی تیری بہن فاطمہ اور اس کا شوہر سعید بن زید۔"

"عمر یہ سن کر فوراً غصہ میں واپس پلٹے اور تیز تیز گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر داخل ہوئے تو انہیں قرآن پڑھے جانے کی آواز سنائی دی۔ اندر گئے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ ان کی بہن فاطمہ' اس کے شوہر سعید بن زید اور خباب قرآنی آیات کی تلاوت کر رہے تھے۔ عمر آپے سے باہر ہو گئے اور چھوٹتے ہی اپنی بہن پر کوڑوں کی بارش کر دی۔ اس کے بدن سے خون بہنے لگا۔ لیکن فاطمہ نے زور دے کر کہا کہ عمر میری جان بے شک نکل جائے' میں اللہ کے دین کو اب نہیں چھوڑ سکتی۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ عمرؓ بھائی اگر تم بھی قرآن کی تلاوت سنو گے تو تمہارا بھی یہی حال ہو گا۔ اور تم یہ جان جاؤ گے کہ یہ دین سچا ہے۔" عمر اب مار مار کر تھک کے نڈھال ہو گئے۔ اور بے بس ہو کر اپنے بہنوئی سے کہنے لگے کہ سناؤ میں بھی دیکھتا ہوں کہ

Marfat.com

تمہارے قرآن میں کیا اثر ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ نے قرآنی آیات پڑھنا شروع کر دیں۔ اور عمر ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے۔ قرآنی آیات جیسے جیسے پڑھی جاتی رہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ کی ذہنی حالت میں انقلاب آتا گیا اور پھر اس کی حالت بالکل بدل گئی۔ فوراً اپنی بہن کو گلے لگایا اس سے معافی مانگی اور خواہش کی کہ اسے فوراً مسلمان ہونے کے لیے محمد ﷺ کے پاس لے چلو۔

خباب رضی اللہ عنہ : "اس وقت تو آپ غالباً کوہ صفا پر اپنے رفقاء کے ساتھ تشریف فرما ہوں گے۔"

فاطمہ رضی اللہ عنہا : "عمر بھائی پہلے آپ نہا لیں اور پھر آقا کے پاس جائیں۔"

عمر رضی اللہ عنہ : "میں ابھی نہا کر آتا ہوں۔" تھوڑی ہی دیر بعد تیار ہو کر اسی بے نیازی سے گلے میں تلوار لٹکائے کلام الٰہی کی تاثیر میں محو کوہ صفا کی طرف حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل دیئے۔ ابو بکرؓ کے گھر کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ جہاں پر سب جمع تھے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ : "دستک کون دے رہا ہے۔"

حمزہ رضی اللہ عنہ : "کوئی جا کر ذرا جھانک کر دیکھے۔"

علی رضی اللہ عنہ : دروازے تک جا کر جھانک کر دیکھتے ہیں۔ اور سہمے ہوئے واپس آتے ہیں۔ "یا رسول اللہ عمر بن الخطاب ہے۔ اور اس کے پہلو میں برہنہ تلوار ہے۔"

ابو بکر رضی اللہ عنہ : (دعا کرتے ہوئے) "اللہ! کسی امتحان سے محفوظ رکھ۔"

محمد ﷺ : (باوقار انداز میں) "عمر؟ ابن الخطاب؟"

حمزہ رضی اللہ عنہ : "یا رسول اللہ۔ عمر کو اندر آنے کی اجازت فرمادیں۔ اگر وہ نیک ارادے سے آیا ہے تو خیر ورنہ ہم اس کی تلوار سے ہی اس کا سر قلم کر دیں گے۔"

محمد ﷺ : "اجازت ہے۔ کھول دیں دروازہ۔"

حضرت علیؓ دروازہ کھولتے ہیں۔ عمر دروازہ کھلتے ہی ماحول کا جائزہ لیتے ہیں۔ اور سیدھے آپ کی طرف چل دیتے ہیں۔

محمد ﷺ : "آیئے عمر۔ سچ بتایئے کیسے آنا ہوا۔"

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ : (پشیمان و آبدیدہ ہو کر) "یا رسول اللہ میں ایمان لانا چاہتا ہوں۔"
محمد ﷺ : (بہت خوش ہو کر) "اللہ اکبر! اللہ اکبر!۔"
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ : "عمر اسلام لانا چاہتا ہے؟ کیا واقعی؟"
حضرت عمر رضی اللہ عنہ : (کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے)
حضرت علی رضی اللہ عنہ : (خوشی سے بے تاب ہو کر) "بھائیو! خدا کا شکر ہے کہ عمر نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کا ایمان لانا اسلام کی سربلندی و عظمت کی نشانی ہے۔"
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ : "انشاء اللہ عمر کا مسلمان ہونا اہل اسلام کے لیے فخر و عزت کا باعث ہو گا۔"
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ : (حضرت حمزہ کو مخاطب ہوتے ہوئے) "آپؓ اور عمرؓ انشاء اللہ اب اہل اسلام کی مدد پر ہوں گے۔ جن کی شجاعت اور بہادری پر سب اہل قریش گواہ ہیں۔"
حضرت محمد ﷺ : (عمر کے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) "خدا کا شکر ہے عمر رضی اللہ عنہ کہ تم اسلام لے ائے۔ میں نے کل ہی دعا کی تھی کہ اے اللہ ابوالحکم بن ہشام (ابوجہل) یا عمر بن الخطاب میں سے کسی ایک کے اسلام سے ہماری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت بخشی میری دعا ہے کہ خدا تمہیں راہ حق پر ثابت قدم کر دے اور اسلام کی عظمت کا امین بنا دے۔ (آمین)"
صحابہ کرام : "آمین یا رب العالمین۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔ حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں میں آپؓ چالیسویں نمبر پر تھے۔ اب مسلمانوں کے دلوں سے کفار قریش کا خوف بہت حد تک دور ہو گیا۔ اور اب حضرت عمر کے ساتھ تمام مسلمان جلوس کی صورت میں مکہ کی گلیوں سے گزرتے کعبتہ اللہ میں گئے اور وہاں جا کر مل کر نماز پڑی۔ جب نماز ختم ہو گئی اور مسلمان خانہ کعبہ سے نکل آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرداران قریش کو مخاطب ہو کر کہا۔ کہ آج سے میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ آئندہ اگر تمہیں مسلمانوں سے اگر کوئی شکایت ہو تو مجھے ملیں۔ اگر آپ لوگوں نے مسلمانوں کو بے جا تنگ کیا تو میرے عذاب سے تم بچ نہ سکو گے۔ قریش کے بزرگ حضرت عمر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے بہت خائف تھے۔ وہ کچھ جواب بھی نہ دے سکے۔ تمام مسلمان خانہ کعبہ سے نکل کر اپنے اپنے گھروں کو گئے۔ حضرت عمر خود حضرت محمد ﷺ کو چھوڑنے گھر تک گئے۔ اور کسی کافر کو پتھر پھینکنے یا گالی گلوچ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔

حضرت حمزہؓ مکہ میں "ہبرز" کے نام سے مشہور تھے۔ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں مشہور تھا کہ شیطان بھی عمر بن خطاب سے دور بھاگتا ہے۔ دونوں جری اور بہادر سپوتوں کے اسلام لانے سے مشرکین مکہ میں مایوسی پھیل گئی۔ لیکن اپنے عقائد اور معبودوں سے بھی انہیں بڑی عقیدت تھی۔ اور وہ ان کی برائی کسی طور پر بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔

Marfat.com

ہجرت حبشہ

کفار کا ظلم و ستم تمام حدیں پھلانگ گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ صورتحال انتہائی پریشان کن تھی۔ تو آپ نے انہیں سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ آپ کی اس اجازت پر حضرت عثمان ابن عفانؓ' آپ کی بیوی رقیہ بنت محمد ﷺ' ابو حذیفہ بن عتبہؓ' ان کی بیوی سہلہ بنت سہیلؓ' زبیر بن عوامؓ' اسود بن نوفلؓ' یزید بن زمعہؓ' عمرو بن امیہ' مصعب بن عمیرؓ' سویبط بن سعدؓ' ان کی بیوی ام حرملہ بنت عبدالاسودؓ' ان کے دو بچے عمرو بن جہم اور خزیمہ بن جہم' ابوالروم بن عمیر' فراس بن النصر' عبدالرحمٰن بن عوف' عامر بن ابی وقاص' ابو وقاص مالک بن اہیب' مطلب بن ازہر' ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف' عبداللہ بن مسعود' عقبہ بن مسعود' تعداد بن عمرو' حارث بن خالد (بنی تیمم)' عامر بن عمرو (بنی تیمم) ان کی بیوی ربطہ بنت حارث' ابو مسلمہ بن الاسد' ان کی بیوی ام مسلمہ بنت ابی امیہ ہبار بن سفیان' عبداللہ بن سفیان' ہشام بن ابی حذیفہ' مسلمہ بن ہشام' عیاش بن ابی ربیعہ' عقیب بن عوف' عثمان بن مظعون' ان کا بیٹا سائب بن عثمان' ان کے بھائی قدامہ بن مظعون' عبداللہ بن مظعون' حاطب بن حارث' ان کی بیوی فاطمہ بنت الجلل' ان کے بیٹے محمد بن حاطب' حارث بن حاطب' خطاب بن حارث' اس کی بیوی فکیہہ بنت یسار' سفیان بن ہمر' ان کے بیٹے جابر بن سفیان' حنادہ ابن سفیان' بیوی حسنہ' مادری بھائی شرجیل بن حسنہ (بنی غوث) خنیس بن خدافہ' عبداللہ بن حارث بن تھیں' قیس بن حذافہ' ابو قیس بن حارث' عبداللہ بن خدافہ' محارث بن حارث' معمر بن حارث'

Marfat.com

بشر بن حارث، مادری بھائی سعید بن عمرو، سعید بن حارث، سائب بن حارث، عمر بن رباب، محمیہ بن الجزاء معمر بن عبداللہ، عروہ بن عبدالعزیٰ، عدی بن نضلہ، نعمان بن عدی، عامر بن ربیعہ، لیلیٰ بنت ابو حثمہ، ابو سبرہ بن ابو رہم، ان کی بیوی کلثوم بنت سہیل، عبداللہ بن مخرمہ، عبداللہ بن سہیل، سلیط بن عمرو، سکران بن عمرو، ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ، مالک بن زمعہ، ان کی بیوی عمرو بنت اسعدی ابو حاطب بن عمرو، سور بن خولہ، ابو عبیدہ بن الجراح صہیل بن بیضاء عمرو بن ابی سرح، عیاض بن زہیر، ربیعہ بن ہلال اور عمرو بن عبد غنم پر مشتمل بچوں کے علاوہ اسی افراد میں مشتمل جماعت حبشہ کو ہجرت کر گئی۔ مسلمانوں کو وہاں امن ملا۔ وہاں کا شاہ نجاشی بڑا رحم دل تھا۔ اس نے انہیں مکمل تحفظ دیا۔ لیکن کفار قریش کو ان کا وہاں پر سکون ہو کر رہنا کسی طور پر برداشت نہ ہوا۔ چنانچہ انہوں نے عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص پر مشتمل ایک وفد شاہ نجاشی کے دربار میں بھیجا۔ ان کے ساتھ وزیروں کو رام کرنے اور انہیں مہاجرین کو وہاں سے نکال باہر کرانے کے لیے کثیر تعداد میں تحفے بھیجے گئے۔ ہر وزیر کو اس کا ہدیہ پہنچایا گیا۔ شاہ نجاشی کا دربار لگا تو وفد نے باریابی کی اجازت چاہی۔ اجازت ملی تو سلام کرتے ہوئے شاہ کی حضور ہدیے پیش کئے۔ اور اپنی درخواست پیش کرتے ہوئے کہا۔

بادشاہ سلامت : ہمارے یہاں سے کچھ مجرم بھاگے ہیں اور انہوں نے حضور کے یہاں پناہ لی ہے۔ جہاں پناہ انہوں نے قومی دین سے بغاوت کی ہے۔ اور محمد ﷺ کے دین کو اپنایا ہے۔ جو ہمارے ہاں ایک نئے دین کا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں۔ اس نے گھر گھر انتشار برپا کر دیا ہے۔ ہم اس کی سرگرمیوں سے عاجز آ چکے ہیں۔ ان لوگوں نے یہاں آکر اپنا مرکز بنا لیا ہے۔ اور اب یہ یہاں پر اپنے دین کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے اور آپ کے دیرینہ مراسم ہیں۔ ان کی خرابی سے ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں آپ ہمارے بارے بری رائے نہ قائم کرلیں۔ اس لیے اکابرین نے ہمیں آپ کے حضور بھیجا ہے کہ آپ کو ان سرکشوں کی نام نہاد مظلومیت اور ان کے مذموم مقاصد سے آپ کو آگاہ کریں۔ اور انہیں آپ کی اجازت سے واپس لے کر جائیں تاکہ ان کی سرگرمیوں سے آپ یہاں پریشان نہ ہوں۔

قریب بیٹھے پادریوں نے فوراً تائید کی۔ اور بادشاہ کے حضور درخواست کرتے

Marfat.com

ہوئے کہا۔

جہاں پناہ : واقعی کچھ عرب شرپسند یہاں گھس آئے ہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ انہیں ان کے ساتھ واپس بھیج دیا جائے۔ اور وفد کی گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی سرگرمیاں یہاں پر بھی ہمارے لیے کوئی الجھن پیدا کر سکتی ہیں۔

شاہ نجاشی : جن لوگوں نے یہاں آکر پناہ لی ہے۔ ان کی باتیں سنے بغیر میں واپسی کے احکام نہیں دے سکتا۔ انہیں میرے سامنے پیش کیا جائے۔

(وفد کے عزائم پر اوس پڑ گئی۔ فوراً ایک آدمی بلانے کے لیے بھیجا گیا۔ آدمی نے طلب کئے جانے کی غرض و غایت سے آگاہ کیا تو سب نے اتفاق کیا کہ دربار میں وہی کچھ کیا جائے جس کی ہمیں حضرت محمد ﷺ نے تعلیم دی ہے' چنانچہ ایک وفد شاہ کے حضور حاضری کے لیے روانہ ہو گیا۔ ادھر شاہ نجاشی نے علماء سے بلا کر پوچھا کہ تم صحیفوں کو کھول کر بتاؤ کہ نئے دین کی حقیقت کیا ہے۔

شاہ نجاشی : (جعفر بن ابی طالب اور عثمان بن مطعون بادشاہ کے حضور آکر سلام کرتے ہیں۔)(وفد قریش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ لوگ تمہیں لینے آئے ہیں۔ ان کے بقول تم سرکش ہو تم نے آبائی دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین کو قبول کر لیا ہے۔ تمہارا کیا کہنا ہے۔

جعفر ابی طالب : (جرات سے آگے بڑھ کر) اے بادشاہ: اس سے قبل ہم بھی جہالت میں مبتلا تھے۔ ان پتھر کے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے' بے حیائیاں کرتے تھے اخلاق سوز باتیں ہمارا معمول تھا۔ خونی رشتے ادنیٰ سی بات پر توڑ دیئے جاتے تھے۔ بات بات پر لڑائی اور قتل و خون روز کا معمول بن گیا تھا۔ پڑوسی سے بدسلوکی ایک عام سی بات تھی' طاقتور غریبوں کا عرصہ حیات تنگ کر دیتے تھے۔ ظلم و تشدد فخر کی بات تھی' ہمارے شب و روز اس حال میں تھے کہ خدا نے ہمارے پاس اپنا ایک رسول مبعوث فرمادیا۔ وہ کوئی اجنبی شخص نہ تھا' بلکہ ہمارے ہی خاندان کا فرد تھا۔ اس کا حسب نسب اعلیٰ تھا۔ اس کی خدا پرستی' راست گوئی' پاکبازی دیانتداری اور حسن اخلاق ہمارے سامنے تھا۔ اس نے دین حق کی دعوت دی کہ ہم صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور ان خودساختہ خداؤں کو چھوڑ دیں' جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے

Marfat.com

آرہے تھے۔

بادشاہ معظم : (مجمع پر سکوت طاری تھا۔ بادشاہ اور مذہبی پیشوا ہمہ تن گوش تھے)
ہمارا رسول ہمیں سچائی' امانت داری' راست گوئی' پڑوسیوں سے نیک برتاؤ آپس میں حسن سلوک' رواداری' ہمدردی' خلوص اور محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ ہمیں فحش گوئی' کفرو شرک' دشمنی' بغض و عناد' ڈکیتی رہزانی' قتل و خون اور یتیموں مسکینوں کے ساتھ بدسلوکی سے منع کرتا ہے وہ پاکباز اور پاک بازی کا حکم دیتا ہے۔ خواتین کی عصمت کی پاسداری کی تعلیم دیتا ہے۔ عورتوں پر تہمتیں لگانے سے منع کرتا ہے۔

عالی جاہ : ہمارا رسول ہمیں نماز پڑھنے اور خدا کی عبادت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہم نے اس کو دیکھا تو سچا پایا۔ ہم نے اس کی جان و دل سے تصدیق کردی لیکن یہ قوم ہماری دشمن بن گئی۔ ان لوگوں نے ہمارا جینا حرام کردیا۔ انہوں نے ہم پر ہر المناک اور وحشت ناک عذاب توڑے تاکہ ہم اس دین کو چھوڑ کر دوبارہ کفرو شرک کی تاریکیوں میں چلے جائیں۔ ہم نے حق کو دیکھ لیا تھا۔ ہم اس کو کیسے چھوڑ دیتے۔ یہ لوگ جھوٹے تھے۔ ان کا کردار سفاکی اور بربریت سے داغدار تھا۔ جب ان کے ظلم اس قدر بڑھ گئے کہ ہمیں برداشت کرنے کی تاب نہ رہی تو ہمیں ہمارے رسول نے اجازت بخشی کہ ہم آپ کی سلطنت میں جاکر پناہ لے لیں۔ ہمارے رسول کو یقین تھا کہ آپ ایک انصاف پسند اور رحم دل بادشاہ ہیں۔ چنانچہ ہم گھربار چھوڑ کر آپ کی پناہ کی تلاش میں یہاں آگئے ہیں۔ ہمیں آپ سے امید ہے کہ آپ کی حکومت ہوتے ہوئے ہمارے ساتھ ناانصافی نہ ہوگی۔

شاہ نجاشی : (غور سے سننے کے بعد) تمہارے نبی کے پاس جو خدا کا پیغام آیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں سنا سکتے ہو۔

جعفر رضی اللہ عنہ : جی ہاں۔

شاہ نجاشی : (اشتیاق سے) سناؤ۔

جعفر رضی اللہ عنہ : سورہ مریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ شاہ نجاشی اور اس کے مذہبی پیشوا اس کلام کو سن کر اشکبار ہوجاتے ہیں۔

Marfat.com

شاہ نجاشی : یہ تو وہی کلام ہے جو حضرت عیسیٰ کا پیغام تھا' بلکہ ایک ہی مشعل کی روشنی معلوم ہوتی ہے۔ (مذہبی پیشواؤں کی طرف جواب طلب نگاہوں سے دیکھتا ہے)

پادری : خداوند قدوس کی قسم! یہ آیات اسی سرچشمہ ہدایت سے نکلی ہیں۔ جس سے یسوع مسیح کے کلمات حق پھوٹے تھے۔

عبداللہ بن ربیعہ : (دہشت زدہ ہو کر) عمرو ابن العاص سے سرگوشی کرتے ہوئے سنا تم نے...

شاہ نجاشی : (کفار مکہ کے وفد سے مخاطب ہوتے ہوئے) وفد قریش۔ میں نے آپ کی اور مہاجرین کی گفتگو سن لی ہے۔ مجھے آپ کی درخواست میں فتنہ نظر آتا ہے۔ یہ لوگ مظلوم ہیں اور حق پر ہیں۔ میں انہیں کسی قیمت پر آپ کے ساتھ نہیں بھیج سکتا۔

عبداللہ بن ربیعہ : ذی شان بادشاہ۔ یہ لوگ اتنے معصوم نہیں۔ حضرت یسوع مسیح کے بارے میں ان کے خیالات و عقائد انتہائی برے ہیں۔

شاہ نجاشی : ہاں پناہ گزیر! یہ کیا میں نے سنا؟ وضاحت کرو۔

جعفر بن ابی طالب : عالی جاہ: ہمارے نبی کی تعلیم کے مطابق حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کی مقدس روح کلمتہ اللہ ہیں۔ جنہیں خداوند قدوس نے عفت ماب مریم بنت عمران کو عطا فرمایا۔

شاہ نجاشی : خدا کی قسم (فرش پر زور سے ہاتھ مار کر ایک تنکا اٹھاتا ہے) جو تم نے کہا سچ کہا ہے۔ حضرت عیسیٰ اس سے اس تنکا کے برابر بھی کم یا زیادہ نہیں۔ (مشرکین مکہ کے وفد کی ساری تدبیریں ناکام ہو گئیں اور اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔)

شاہ نجاشی : (تمام دربار میں موجود لوگوں پر نظر ڈالتے ہوئے) ہاں۔ ہم خوب سمجھتے ہیں کہ تم لوگوں کو ناگوار گزر رہا ہے۔ اور بعض لوگ پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ لیکن یہ حق کا فیصلہ ہے۔ اور انصاف کی بات کرتے ہوئے مجھے کسی کا کوئی خوف یا لحاظ نہیں ہے۔

(مہاجرین سے مخاطب ہوتے ہوئے) تم لوگ اطمینان اور آزادی سے یہاں رہو۔ خدا کی قسم ہماری سلطنت تمہیں مکمل حفاظت دینے کی ذمہ دار ہے۔ جو تمہیں کوئی تکلیف دے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔ جو تم پر کوئی طعنہ زنی یا گالی گلوچ سے

Marfat.com

کام لے گا وہ مجرم ہو گا۔

(سپہ سالار اعظم کو مخاطب ہوتے ہوئے) وفد قریش کو ان کے تحائف واپس کردو۔ خدا کی قسم ہمیں ان تحفوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں خدا نے سلطنت تحفے تحائف لینے کے لیے نہیں بلکہ مظلوموں کی داد رسی اور انصاف کرنے کے لیے بخشی ہے۔ (دربار برخاست ہوتا ہے۔ اور مشرکین کے قاصد ناکام و نامراد ہو کر واپس چلے جاتے ہیں۔)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہجرت :

حبشہ سے وفد قریش کی ناکامی نے سرداران قریش کو اور سیخ پا کر دیا۔ انہوں نے مکہ میں بقیہ مسلمانوں کا جینا مشکل کر دیا۔ ابو جہل نے ہر مسلمان سے فرداً فرداً ملاقات کر کے ایسے ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا۔ ان کا سماجی مقاطعہ شروع ہو گیا۔ اس سے مسلمانوں کی تجارت اور روزگار تباہ ہو کر رہ گیا۔ لوگوں نے اس مقاطعہ کی وجہ سے اب اپنے اسلام کو چھپانا شروع کر دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت محمد ﷺ کو بڑی پریشانی تھی کہ کہیں کفار انہیں قتل نہ کر دیں۔ کیونکہ اکیلے وہ ان تمام مظالم کے سامنے دیوار بنے کھڑے تھے۔ چنانچہ انہوں نے انہیں مکہ چھوڑ دینے کی اجازت دے دی۔ آپ نے انتہائی ناچاری کے عالم میں جزیرہ العرب کے جنوب میں چل دیئے۔ راستے میں ایک قبیلے جس کے سربراہ کا نام "رفاعی" تھا۔ پاس جا ٹھہرے۔ وہ آپ کی شخصیت سے پہلے واقف تھے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا۔

اے ابو بکر سنا ہے کہ آپ شہر کو چھوڑ آئے ہیں؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ : دراصل میں نے نیا دین قبول کر لیا ہے۔ قریش میرے قتل کرنے پر تلے ہیں۔ میں نے اپنی جان بچانی کی خاطر مکہ سے نکلنے میں عافیت سمجھی ہے۔

رفاعی : ابو بکرؓ میں تمہارے ساتھ مکہ جاتا ہوں۔ میرا قریش سے پرانا تعلق ہے۔ میں تجھے "حق جوار" دیتا ہوں۔ لہٰذا وہ لوگ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

ابو بکر : ٹھیک ہے۔ مکہ چھوڑنے کو میرا بھی جی نہیں چاہتا۔

چنانچہ دونوں مکہ واپس آ گئے۔ رفاعی کا قبیلہ انتہائی بہادر اور جنگجو قبیلہ تھا۔ اس

Marfat.com

لیے قریش اس قبیلے کے ساتھ بگاڑ کر اپنی تجارت خراب نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اس طرح معاملہ سلجھ جائے گا۔ رفاعی نے سرداران قریش کو بتایا کہ اس نے حضرت ابو بکر کو حق جوار دے دیا ہے۔ اس لیے آئندہ تمہاری طرف سے اس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچائی گئی تو وہ میرے لیے اتنی ہی تکلیف دی ہوگی۔ اور انجام کار کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ چنانچہ قریش نے رفاعی کے حق جوار کو احترام دیتے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

حضرت ابو بکر نے اب اپنے گھر میں چھوٹی سے مسجد بنالی اور ہر رات کو وہاں پر اونچی اور خوش الحانی آواز میں قرآن کی تلاوت کرتے۔ ابو بکر کی اس خوش الحانی کی تلاوت نے اہل عرب کو بڑا متاثر کرنا شروع کر دیا۔ لوگ ان کے گھر کے گرد اگر د رات کو پہلے چھپ کر تلاوت سنتے۔ اور بعد میں لوگ سر عام یہ تلاوت سننے لگ گئے۔ اور پھر اکثر اتنا مجمع لگ جاتا کہ لوگوں کا بازار سے گزرنا ناممکن ہو جاتا۔ کفار مکہ کو اس نئی صورتحال سے بڑی تکلیف ہوئی۔ انہوں نے "رفاعی" سے حضرت ابو بکرؓ کو نیچی آواز میں تلاوت کرنے کی درخواست کی۔ رفاعی نے جب آپ کو تلاوت نیچی آواز میں کرنے کے لیے کہا تو آپ نے انکار کر دیا۔

سماجی مقاطعہ اور شعب ابی طالب :

اس پر مشرکین مکہ نے اب بہتر یہی سمجھا کہ تمام مسلمانوں کو شہر مکہ سے نکال باہر کیا جائے۔ اور ان سے کسی قسم کا راہ و رسم رکھنا منع کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک "صحیفہ" جاری کیا گیا جس میں مندرجہ ذیل شرائط درج تھیں۔

1۔ مکہ کے کسی شہری کو یہ اجازت نہیں کہ کسی مسلمان کو چھوئے اور اگر ایسا کرے گا تو وہ پلید تصور ہو جائے گا۔

2۔ مکہ کے کسی مرد کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی مسلمان مرد یا عورت سے گفتگو کرے۔

3۔ اہل مکہ کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو اپنی کوئی چیز فروخت کریں یا اس سے کوئی چیز خریدیں۔

4۔ مکہ کے رہنے والے کسی مسلمان سے نہ کوئی رشتہ لیں گے اور نہ ہی ان کو کوئی

Marfat.com

رشتہ دے سکیں گے۔

5- جو کوئی بھی کسی مسلمان کا مقروض ہو گا۔ تو وہ اس قرض کو ادا کرنے سے اجتناب کرے گا۔

6- یہ احکامات اس وقت تک نافذ العمل رہیں گے۔ جب تک کہ حضرت محمد ﷺ اپنے دین سے توبہ نہ کریں' یا بنو ہاشم ان کی امداد سے دستبردار نہ ہو جائیں۔

616ء میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ماننے والے تمام مسلمانوں کو مکہ سے نکال دیا گیا۔ بنو ہاشم بھی ان کے ساتھ ہی نکل آئے اور شعب نامی گھاٹی جو کہ حضرت ابو طالب کی ملکیت تھی' میں قیام پذیر ہو گئے۔ پہاڑیوں کے دامن میں واقع یہ گھاٹیاں صرف ان لوگوں کے قیام کے لیے ہوتی تھیں جن کو قریش کا کوئی قبیلہ اپنی پناہ میں لیتا تھا۔ لیکن اتفاق یہ تھا کہ حضرت ابو طالب کو اپنی ہی گھاٹی میں پناہ لینی پڑ رہی تھی۔

مکہ سے منتقل ہوتے وقت سب مسلمان وافر تعداد میں خوراک کا ذخیرہ نہ لے سکے۔ اور پھر گھاٹی ایسی جگہ پر تھی جہاں سے کوئی قافلہ تک نہ گزرتا تھا کہ اس سے خورد و نوش کی کوئی چیز خریدی جا سکے۔ مسلمانوں نے اپنے پیغمبر ﷺ کے ہمراہ شعب ابی طالب میں دردناک شکنجوں اور بھیانک مصیبتوں کا مقابلہ کیا۔ صرف ماہ حرام میں مسلمان شہر حرام سے خورد و نوش لینے میں آزاد تھے' مسلمان تین سال تک اس سماجی مقاطعہ کا شکار رہے۔ بھوک' عسرت اور بہادری کے بڑے ہولناک اور دل آزار واقعات کا سامنا کیا۔ لیکن کسی بھی مسلمان نے اس مصیبت یا مجبوری سے گھبرا کر قریش سے جا کر سمجھوتہ نہ کیا۔ اس دوران مکہ کے بزرگوں نے کئی دفعہ مصالحت کی کوششیں کیں۔ دوسرے لوگوں کو واپس آنے کی پیشکشیں کی گئیں بشرطیکہ وہ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو چھوڑ کر آنا چاہیں۔ لیکن ان کی کسی پیشکش کو پذیرائی نہ ہوئی۔ چمڑا اور کھالوں کے ٹکڑے ابال ابال کر لوگوں نے پیٹ کی آگ بجھائی۔ اور ہر کڑی سے کڑی آزمائش کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

اسی دوران حضرت خدیجہ بیمار ہو گئیں۔ علاج معالجے کی دوائیں تک نہ تھیں۔ نہایت بے کسی کے عالم میں 619ء میں وہ دار فانی سے کوچ کر کے اپنے رب حقیقی کے

Marfat.com

حضور جا پہنچیں۔ اس وفات پر آپ ﷺ کو بہت گہرا صدمہ ہوا۔ حضرت خدیجہ کی یاد آتی تو آپ کی آنکھیں بھیگ جاتیں۔

ناز و نعم سے پلی اور انتہائی متمول خاتون کا سفر آخرت انتہائی ناداری و عسرت میں ہوا کہ گھر میں کفن کے لیے کپڑا تک نہ تھا۔ خواتین کے سر ڈھانپنے کے لیے استعمال ہونے والی ایک چادر میں انہیں لپیٹ کر دفن کر دیا گیا۔

کفار کے دل میں یہ بھوت سمایا ہوا تھا کہ مسلمان اس درماندگی اور سماجی مقاطعہ کی صورت میں جلد یا بدیر اپنی مذہبی جنوں سے نکل آئیں گے۔ لیکن یہ نشہ چونکہ کوئی دنیاوی لالچ کا نہ تھا۔ لوگوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھ چکی تھی کہ یہ زندگی ایک عارضی زندگی ہے۔ چار دن کی اس زندگی کی مصیبتیں تو آخر گزر جائیں گی لیکن اپنی اخروی زندگی کو بنانے کے لیے ان کا ایمان پر کاربند رہنا ازبس ضروری ہے اور آخرت کی زندگی ایک دائمی زندگی ہے۔ اور یہی زندگی ہمارے لیے دائمی راحت کی ہے۔ کیونکہ ہمارا رب جب ہم سے راضی ہو جائے گا تو اس کی رضا و خوشنودی ہمیں دائمی زندگی کے عیش و آرام سے نوازے گا۔

مشرکین مکہ کا پھر اجتماع ہوا۔ اور اس میں طے ہوا کہ اب ایک بار پھر حضرت ابو طالب سے ملا جائے۔ کیونکہ وہ انتہائی بیمار ہیں۔ انہیں اپنے بھتیجے کی مدد کی پاداش میں بڑی سزا مل رہی ہے۔ اور اس پر بیماری کا غلبہ بڑھ گیا ہے۔ اس سے پہلے کہ موت اس کو اپنی لپیٹ میں لے لے اس سے مل لیا جائے۔

وفد قریش اور حضرت ابو طالب کی وفات :

ابو جہل کے ساتھ سرداران قریش حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت ابو طالب انتہائی نحیف ہیں۔ اور پانی مانگتے ہیں۔ حضرت عباس بن عبد المطلب انہیں پانی پلاتے ہیں۔ حضرت ابو طالب سامنے نگاہ ڈالتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت عباس بن عبد المطلب بتاتے ہیں کہ یہ سرداران قریش آئے ہیں۔

ابو طالب : کس طرح آئے

ابو جہل : (بستر کے قریب جا کر ادب سے دوزانو ہو کر بیٹھ جاتا ہے) سردار بنو ہاشم'

Marfat.com

ساری قوم آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہر چھوٹا بڑا تمہارا احترام کرتا ہے۔ ہمیں جو اندیشہ تھا وہ وقت اب ہمارے سامنے آگیا ہے۔ اور تمہارے بھتیجے کی سرگرمیاں اب ہمارے لیے بڑی پریشان کن ہو گئی ہیں۔ آپ نے ابھی تک اپنے بھتیجے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اپنی زندگی میں یہ فیصلہ سناتے جاؤ تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔

ابو طالب : تمہارا مطلب کیا ہے؟

ابو جہل : ہم تم سے انصاف چاہتے ہیں۔ تم اپنے بھتیجے کا معاملہ دیکھو کہ وہ کس طرح ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے۔ اگر وہ یہ توہین کرنا چھوڑ دے تو ہماری اس سے کوئی آویزش نہ ہوگی۔ وہ جانے اور اس کا خدا جانے

عباس بن عبدالمطلب : ٹھہرو میں محمد ﷺ کو بلواتا ہوں۔

ابو جہل : ہاں مناسب ہے۔

حضرت محمد ﷺ کو بلایا جاتا ہے اور باوقار انداز میں داخل ہوتے ہیں۔ اور اپنے چچا ابو طالب سے جاکر شفقت لیتے ہوئے ساتھ ہی بیٹھ جاتے ہیں۔

ابو طالب : (بھتیجے سے مخاطب ہوتے ہوئے) بیٹے۔ یہ سرداران قریش تم سے انصاف چاہتے ہیں۔

حضرت محمدؐ : چچا کیسا انصاف؟

حضرت عباس بن عبدالمطلب : یہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے معبودوں کو باطل قرار دینا اور ان کی توہین کرنا چھوڑ دیں تو یہ بھی تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے۔ تم اور تمہارے ساتھی جس طرح چاہیں اپنی عبادت کریں۔ یہ کسی قسم کا کوئی تعارض نہ کریں گے۔

حضرت محمدؐ : چچا جان! میں چاہتا ہوں کہ میں انہیں اس تجویز سے بھی زیادہ اچھی بات بتا دوں۔

حضرت ابو طالب : کیا تجویز ہے؟

حضرت محمدؐ : یہ سب لوگ مجھے صرف ایک کلمہ دے دیں۔

ابو جہل : (اچھل کر)۔۔۔ ارے ایک نہیں دس کلمے لے لو۔

حضرت محمدؐ : تم صرف ایک کلمہ مجھے یہ دے دو کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق

Marfat.com

نہیں تو سارے عرب و عجم تمہارے زیرِ نگوں ہونے کی میں بشارت دیتا ہوں۔
ابو جہل : (غصے سے) کیا خوب --- یہ تو کبھی نہ ہو گا۔
ابو سفیان : یہ تو نہ ہونے والی بات ہے۔
امیر : یہ نہیں ہو گا۔ اس کے سوا تم جو کہو ہم مان لیں گے۔
حضرت محمدؐ : اگر تم لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دو تو بھی میں اس کلمے کے سوا کچھ نہ کہوں گا۔ خدا کی قسم۔ یہی سب سے بڑی بات ہے۔ اور میرا تم سے یہی سوال ہے۔ سب سرداران قریش غصے سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔
امیر : محمد ﷺ تمہاری باتیں عجیب ہیں۔ تم تمام معبودوں کو ختم کر کے ایک معبود بنانا چاہتے ہو۔ جبکہ اس وقت کعبہ میں ہمارے ساڑھے تین سو معبود بت پڑے ہیں۔ ان سب کو ہم ختم کر دیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔
ابو سفیان : (انتہائی بے صبری سے) ساتھیو اٹھو۔ لات کی قسم۔ یہ اس کے سوا کچھ نہیں کرے گا۔
عتبہ : ہاں چلو۔ چلو اسے تو بس یہی باتیں بنانی آتی ہیں۔ ہم اپنے معبودوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔
سرداران قریش اٹھ کر جانے لگتے ہیں۔ صرف ابو جہل اور عبداللہ بن مغیرہ بیٹھے رہتے ہیں۔
ابو طالب : (نحیف آواز میں) بیٹے تم نے ان سے --- کوئی بری بات نہیں کی۔ آہ --- کاش یہ مان لیتے۔
حضرت محمدؐ : (پر امید ہو کر) چچا جان۔ آپ بھی اس کلمہ کا اقرار کر لیں۔ تو مجھے قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا حق ہو جائے گا۔
ابو جہل : ابو طالب۔ کیا تم اس عالم --- میں اپنے آبائی دین کو چھوڑنے لگے ہو۔
عبداللہ : اے ابو طالب۔ کیا تم بنو عبد المطلب کے عقائد سے ہٹ رہے ہو۔
ابو طالب : محمد بیٹے۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے اس وقت --- توحید کے اقرار کو قریش موت کا ڈر سمجھیں گے۔ اور مجھے طعنہ دیں گے۔ تو میں ضرور ایمان لے

Marfat.com

آتا۔ اب صرف تمہیں خوش کرنے کے لیے میں کیسے اقرار کروں؟

وحی الٰہی نازل ہونا شروع ہو جاتی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہو جاتے ہیں۔

ابو طالب : (سانس اکھڑنے لگتی ہے) علی ملتے عبد المطلب...

حضرت عباس بن عبد المطلب : (ہونٹ ہلتے دیکھ کر کان لگاتے ہیں۔) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھائی کے آخری الفاظ وہی نکلتے ہیں جو آپ چاہتے تھے۔

حضرت محمدؐ: لیکن میں نے تو نہیں سنے۔

ابو طالب : آنکھیں پتھرا جاتی ہیں اور روح پرواز کر جاتی ہے۔

ابو جہل : بھائی... رخصت ہو گئے۔

حضرت محمدؐ : آہ چچا جان... میرے مشفق بزرگ۔ آپ میرے حمایتی اور مربی و محسن تھے۔ جب تک مجھے منع نہ کیا جائے۔ میں آپ کے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا۔ سب اشک بار ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت ابو طالب کی وفات آناً فاناً سارے شہر میں پھیل جاتی ہے۔

شعب ابی طالب میں حضرت ابو طالب کی وفات حضرت خدیجہ کی وفات سے کچھ دن بعد ہی ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے رنج و غم کے کوہ گراں آپ پر گرتے ہیں۔ لیکن آپ کے ایمان و ایقان اور استقامت میں کوئی لرزش نہیں آئی۔ حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد بنو ہاشم کی سرداری ابو لہب کو دے دی جاتی ہے۔ جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے۔ لیکن خداوند قدوس کی رحمت اب نئی تدبیر کرتی ہے۔ عزیمت و پامردی کی اس تربیت سے مسلمانوں کو نکالنے کی راہ نکال لی جاتی ہے۔

خانہ کعبہ میں لگا سماجی مقاطعہ کا صحیفہ دیمک چاٹ جاتی ہے۔ اور صرف یہ عبارت باقی رہ جاتی ہے کہ ساتھ تیرے نام کے اے اس گھر کے مالک۔ اس صورتحال سے قریش کو انجانا خوف لاحق ہو جاتا ہے۔ اور پھر ابو لہب پر جب بنو ہاشم کی قبائلی سرداری کی ذمہ داری آپڑتی ہے تو وہ خاندان کی ہمدردیاں لینے کے لیے یہ تجویز دیتا ہے کہ صحیفہ کی ساری عبارت دیمک چاٹ گئی ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

Marfat.com

ان کے ساتھیوں کو مکہ واپس آنے کی اجازت دے دی جائے۔ سب لوگ جس انجانے خوف میں مبتلا ہو گئے تھے' اس کی بدولت فوراً رضامندی کا اظہار کر دیتے ہیں۔ جس پر سب محصورین واپس اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آتے ہیں۔

طفیل بن عمرالدوسی کا قبول اسلام:

اب قریش کی طعنہ زنی' تمسخر اور صحبت بازی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔ رقس بن شریف' ولید بن مغیرہ' ابی بن خلف' عتبہ بن ابی المعیط' ابولہب اور اس کی بیوی' امیہ بن خلف' عاص بن وائل' ابوجہل اور نصر بن حارث ان مذموم سرگرمیوں میں بہت آگے تک جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وحی الٰہی سے ابولہب اور اس کی بیوی کی مذمت میں سورہ لہب نازل ہوئی۔ امیہ بن خلف کی مذمت میں سورہ الممزہ کی نوید بربادی سنائی دیتی ہے۔ اس طرح دیگر کے بارے میں بھی قرآن مجید ان کی سرگرمیوں کی مذمت کرتا ہے۔ جس پر کفار کے تن بدن میں اور آگ لگ گئی۔ وہ لوگوں کو آپ سے ملنے سے روکتے اور ڈراتے کہ ان سے ملوگے تو فتنہ میں پڑ جاؤ گے۔ وہ باپ کو بیٹے سے جدا کر دیتا ہے۔ اس کی باتوں میں جادو ہے۔ اس شخص کی کوئی بات نہ سننا۔ اسی دوران طفیل بن عمرالدوسی کا مکہ آنا ہوتا ہے۔ قریش اسے بہت ڈراتے ہیں۔ لیکن اس کا اشتیاق بڑھتا ہے۔ طفیل خود بلند پایہ شاعر' مدبر اور صاحب حکمت تھے لیکن قریش کی باتوں میں وہ بھی آگئے۔ انہوں نے کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ اور پکا تہیہ کر لیا کہ میں نے اس شخص سے بالکل نہیں ملنا۔ جب صبح کعبتہ اللہ گیا۔ تو ان کے کانوں میں روئی ٹھونسی ہوئی تھی۔ کعبتہ اللہ داخل ہوتے ہیں تو سامنے رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ بھی آپ کے قریب جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے کانوں میں تلاوت قرآن کی تھوڑی تھوڑی آواز پڑی تو انہیں بہت اچھی لگی۔ کانوں سے روئی نکال دی۔ اور دل میں کہا کہ اللہ قسم میں عقلمند ہوں' شاعر ہوں' اچھا برا مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ پھر کونسی چیز مجھے روکتی ہے۔ چنانچہ وہ اطمینان سے ٹھہر کر سننے لگے۔ جب آپ نے نماز ختم کر لی اور اپنے گھر جانے لگے تو وہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ اور ان کے ساتھ ہی گھر چلے گئے۔ اور عرض کرنے لگے۔

Marfat.com

اے محمد ﷺ آپ کی قوم نے مجھے بڑا ڈرایا تھا۔ اور ایسی باتیں کہی تھیں کہ میں نے تہیہ کرلیا تھا کہ آپ سے نہ ملوں گا۔ لیکن خدا کو میری ہدایت مقصود تھی کہ میں نے آپ کو بیت اللہ میں قرآن پڑھتے سن لیا۔ میں نے آپ سے جو کچھ سنا وہ بہت بہتر سنا۔ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر حضرت محمد ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا اور تلاوت قرآن فرمائی۔ جس سے اس کے دل نے گواہی دے دی کہ اس نے ایسے معتدل اصول پہلے کسی تعلیم میں نہ سنے تھے۔ پس انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ پھر حضور سے کہنے لگے۔

طفیل الدوسی : اے اللہ کے نبی۔ میں قوم کا معزز شخص ہوں۔ میری قوم میری بات مانتی ہے۔ اب میں ان کی جانب لوٹنے والا ہوں۔ میں انہیں اسلام کی دعوت دینا چاہتا ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ مجھے کوئی ایسی نشانی دے جو اس دعوت میں میری مددگار ہو۔

حضرت محمدؐ : (دعا کرتے ہوئے) اے اللہ اس کے لیے کوئی نشانی مقرر فرمادے۔

نبی کریم سے اجازت چاہی اور اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ راستے میں دو پہاڑوں کے درمیان سے گزرے تو اپنی بستی نظر آنے لگی۔ معاً ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک چراغ کی نئی روشنی پیدا ہوگئی۔ جس پر دعا کرنے لگے۔ اے اللہ میرے چہرے کے سوا کسی دوسری جگہ اپنی یہ نشانی ظاہر فرما۔ مجھے ڈر ہے کہ میری قوم یہ خیال نہ کرنے لگ جائے کہ ان کا دین چھوڑنے کی وجہ سے یہ بطور سزا ہوگیا ہے۔ اور اس دعا کے ساتھ ہی فوراً نشانی نے جگہ بدل لی اور ان کے کوڑے کے سرے پر نمودار ہوگئی۔ بستی میں داخل ہوئے تو وہ نور ان کے کوڑے سے چراغ کی مانند روشن تھا۔ گھر پہنچے تو بوڑھے باپ سے ملاقات ہوئی اور کہنے لگے۔ بابا جان! آپ مجھ سے دور رہئے کیوں کہ میں آپ کا نہیں اور آپ میرے نہیں۔ بوڑھے باپ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا' بیٹے۔ یہ کیوں؟ تو کہنے لگے۔ میں نے اسلام اختیار کرلیا ہے اور محمد ﷺ کے دین کا پیروکار ہوگیا ہوں۔ یہ سن کر باپ کہنے لگا۔ بیٹے پھر جو تمہارا دین وہی میرا دین۔ اس طفیل الدوسی خوش ہوگئے اور کہنے لگے۔

بابا جان پھر جائیے غسل کیجئے' کپڑے پاک کرلیجئے اور پھر تشریف لائیے کہ میں آپ

Marfat.com

کو وہ بات سکھاؤں جو میں نے معلوم کی۔ وہ چلے گئے' غسل کیا' کپڑے پاک پہنے اور بیٹے کے پاس لوٹ کر آئے۔ اور اسلام قبول کرلیا۔ اسی طرح ان کی بیوی اور بچوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ پھر انہوں نے اپنی قوم بنی دوس کو دعوت اسلام دی۔ اور ان میں سے کئی لوگ فوری طور پر مسلمان ہو گئے۔

سوید بن صامت کا قبول اسلام:

سوید بن صامت حج کرنے مکہ آیا۔ وہ عرب کا مشہور شاعر تھا۔ اس کی آتش نوائی' فصاحت بیان اور طلاقت لسانی کا پورے عرب میں ڈنکا بجتا تھا۔ حسب و نسب اور شرافت و نجابت میں بھی اس کی قوم اسے "الکامل" کہتی تھی۔ اسے اپنی قابلیت پر بڑا ناز تھا۔ مکہ میں آکر آپ کے کلام کا جادو سنتا ہے تو فوراً ملنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ آپ سے گھر پر ملتا ہے۔

سوید : محمد ﷺ ۔ تمہاری شہرت سنی تھی۔ ملاقات کا شوق آپ کی طرف کھینچ لایا۔

حضرت محمدؐ : اچھا کیا۔ آپ تشریف لائے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ کا دل بھی اسلام کے نور سے منور ہو جاتا۔

سوید : معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس بھی وہی قادر الکلامی ہے جسے میں پہلے جانتا ہوں

حضرت محمدؐ : کیا مطلب؟

سوید : حکمت لقمان' فصاحت بیان اور طلاقت لسان میرا زیور ہے۔

حضرت محمدؐ : مجھے تیرا حکمت بھرا کلام سن کر خوشی ہوگی۔ ذرا سنائیں۔

سوید : اپنا کلام سناتا ہے۔

ترجمہ:

بسااوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ تو جس شخص کو اپنا مخلص دوست سمجھتا ہے' جانتا ہے۔ اس دوست کی باتیں اگر تو اپنی عدم موجودگی میں سنے تو تجھے اس کی بہتان طرازی پر ناگواری گزرے۔

Marfat.com

وہ جب تک تیرے سامنے رہتا ہے۔ اس وقت تک اس کی باتیں منہ دیکھیں، شیریں اور پر لطف معلوم ہوتی ہیں۔ اور پیٹ پیچھے وہی آدمی وہ باتیں کرتا ہے جو سینے میں داغ بن کر رہ جاتی ہیں۔

حضرت محمدؐ : (داد تحسین دیتے ہوئے) خوب بہت خوب۔ تمہارا کلام بہت اچھا ہے۔ لیکن میرے پاس تو اللہ کا قرآن ہے۔ جو کہ تمام کلاموں سے افضل ہے۔ اور ساتھ ہی قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کرتے ہیں۔

سوید : (بے اختیار اٹھ کر) اے اللہ کے رسول۔ یہ بے شک کسی انسان کا کلام نہیں۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ میں اسی وقت اسلام قبول کرتا ہوں۔ اب مزید تامل نہیں کر سکتا۔ (کلمہ شہادت پڑھتا ہے)

حضرت محمدؐ : الحمدللہ۔ سب تعریفیں اس ذات یکتا کو ہی زیب دیتی ہیں۔

ضماد جادوگر کا قبول اسلام:

اسی دوران قریش نے یمن کے مشہور جادوگر ضماد الازدی کو مکہ بلایا۔ اور اسے ترغیب دیتے ہوئے کہا۔

قریش : ضماد۔ تم تو بڑے مانے ہوئے جادوگر ہو۔ تمہیں نہیں معلوم یہاں بھی ایک شخص یا تو خود ساحر ہے یا اس پر کسی کا جادو ہو گیا ہے، اور شاید کسی آسیب کے زیر اثر ہے۔

ضماد : کون ہے وہ--- مجھے ملائیں سب کچھ الٹ دوں گا۔

قریش : ہمارے ہی قبیلے کا ایک فرد ہے۔ اس کا نام محمد ﷺ ہے۔

ضماد : اچھا۔ میں اکیلے میں خود اس سے ملوں گا۔ اور ایک ہی منتر میں اس کا سارا جادو ہوا کر دوں گا۔ (فوراً اٹھ کر ملنے چلا جاتا ہے)

حضرت محمدؐ : آیئے۔ ضماد۔ تمہارا یہاں کیسے آنا ہوا؟

ضماد : سنا ہے آپ پر جادو کا اثر ہے۔ تم پر منتر پڑھنے آیا ہوں۔

حضرت محمدؐ : پہلے میری بات مجھ سے تو سن لو۔

ضماد : سناؤ کیا سناتے ہو؟

Marfat.com

حضرت محمدؐ : الحمدللہ --- عباداللہ

ترجمہ:

سب تعریفیں صرف اللہ کے لیے ہیں- ہم صرف اس کی تعریف کرتے ہیں- اور اسی سے مدد مانگتے ہیں- اسی سے مغفرت مانگتے ہیں' اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں- وہ اللہ کی ذات ہی ہے جس کو چاہے ہدایت دے دے اور جسے وہ ہدایت دے دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا- اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہ ہے' اور شہادت دیتے ہیں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں- اس کے بعد اے اللہ کے بندو---

ضماد : (اتنا ہی سن کر مسحور و متاثر ہو جاتا ہے-) پھر یہی سناؤ--- محمد ﷺ بار بار سننے کو جی چاہتا ہے-

حضرت محمدؐ : دوبارہ سہ بارہ یہ کلام سناتے ہیں-

ضماد : (بے اختیار ہو کر) میں نے متعدد کاہن دیکھے ہیں- بڑے بڑے زبردست جادوگروں سے ملا ہوں- اور انتہائی نازک خیال شعراء کا کلام سنا ہے- لیکن اس کلام کا اعجاز' جاذبیت' کشش اور تاثیر مجھے کہیں نہیں ملی- محمد ﷺ --بے شک آپ اللہ کے نبی ہیں- آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں' اور مجھے دائرہ اسلام میں قبولیت کا شرف بخشیں-

محمدؐ : (خوش ہو کر دست مبارک بڑھاتے ہیں) کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ضماد : کلمہ شہادت دہراتا ہے-

Marfat.com

سفر طائف

دعوت اسلام کا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اللہ کے نبی کی باتیں اثر دکھاتی جا رہی ہیں۔ لیکن قریش کا خوف اور تشدد لوگوں کو قبول اسلام سے دور رکھے ہوئے ہے۔ آپ دعوت کی غرض سے طائف تشریف لے جاتے ہیں۔ سرداران ثقیف سے ملتے ہیں۔

عتبہ : (حضور کو دیکھ کر) یہ طائف بھی پہنچ گئے۔

شیبہ : سرداران ثقیف سے مدد لینے آئے ہوں گے۔

عتبہ : قریش کے مقابلے میں؟

شیبہ : معان۔ ابو طالب اور خدیجہ کی وفات کے بعد اب مکہ میں ان کا تو کوئی مددگار نہیں رہا۔ ان دونوں کا اہل مکہ پر بہرحال بڑا اثر تھا۔ قریش کی اس وقت مجال نہ تھی لیکن اب تو انہیں تنگ کرتے ہوئے کسی کا کوئی ڈر یا خوف بھی نہیں رہا۔

عتبہ : کیا خیال ہے' سرداران ثقیف اس کی پشت پناہی پر آمادہ ہو جائیں گے۔

شیبہ : ممکن تو ہے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو پھر انہیں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

عتبہ : شیبہ دیکھو وہ اپنا تبلیغ کا کام شروع کر رہے ہیں۔

شیبہ : تنہا ہیں' کوئی آج ان کے ساتھ نہیں آیا۔

حضرت محمد ﷺ : (خطبہ پڑھتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں) سرداران ثقیف میں اللہ کا رسول ہوں اس نے مجھے تمہاری راہبری کے لیے بھیجا ہے۔

عتبہ : دیکھنا' دیکھنا یہ مسعود بن عمرو اس کی طرح بڑھ رہا ہے۔ سنو تو کیا کہتا ہے۔

Marfat.com

مسعود : محمد ﷺ میں کعبے کے سامنے اپنی داڑھی منڈوانے کے لیے تیار ہوں اگر تمہیں واقعی خدا نے رسول بنایا ہے۔

شیبہ : سنا تم نے؟

عتبہ : سنتے جاؤ' دیکھو عبد یالیل کیا کہتے ہیں؟

عبد یالیل : خدا کو تمہارے سوا کوئی اور نہ ملا۔ تمہیں تو سفر کے لیے سواری تک میسر نہیں۔۔۔ اگر اسے کسی کو نبی بھیجنا تھا تو کسی با اثر سردار یا حاکم کو بھیجتا جس کی بات لوگوں کو ماننا پڑتی۔

شیبہ : لگتا ہے یہ لوگ سخت کلامی پر اتر آئے ہیں۔

عتبہ : (خاموشی سے سنو) حبیب آگے بڑھا ہے۔ یہ تینوں بھائی ہیں۔

حبیب : محمدؐ اگر تم خدا کے واقعی رسول برحق ہو تو میں تم سے بات کرنے کی جرات کیسے کر سکتا ہوں اور ایک جھوٹے مدعی نبوت سے بات کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔

حضرت محمد ﷺ : (مایوس ہو کر) بہتر ہو گا کہ آپ لوگ اپنی یہ باتیں یہیں ختم کرو۔

عتبہ : اس کا کیا مطلب؟

حضرت محمدؐ : ایسا نہ ہو کہ تمہاری یہ سخت کلامی دوسروں کی بھی گمراہی کا باعث بن جائے۔

عتبہ : دیکھا تم نے؟ یہ نہیں چاہتے کہ اس ناکامی کی سرگذشت کا ساری قوم کو علم ہو۔ کیونکہ وہ اور بھی شیر ہو جائیں گے۔

(حضرت محمد ﷺ وہاں سے آہستہ آہستہ آگے چل دیتے ہیں)

عتبہ : سنو سنو۔ یہ شور و غل کیسا شروع ہو گیا۔

شیبہ : دیکھ نہیں رہے ہو؟ محمد ﷺ کے پیچھے پیچھے ثقیف کے کم سن لڑکے آوازے کستے ہوئے آ رہے ہیں' اور پتھر مار رہے ہیں۔ اف' تنگ کرنے کا یہ عالم۔۔۔

عتبہ : بھائی۔ محمد کس تحمل سے یہ سختیاں برداشت کرتا جا رہا ہے۔ وہ لہولہان ہو گیا ہے' مگر کوئی آہ و بکا نہیں کر رہا۔

شیبہ : معلوم ہوتا ہے اہل ثقیف نے ان لڑکوں کو سکھا کر بھیجا ہے۔

عتبہ : دیکھ شیبہ اب لڑکوں نے پھر گھیر لیا ہے۔ انہیں نکلنا مشکل ہو گیا ہے۔ لڑکوں کی

Marfat.com

ٹولی آوازے کستی اور پتھر مارتی دور بھاگ جاتی ہے۔
شیبہ : دیکھو اب محمد ﷺ ہماری طرف چل دیئے ہیں۔
عتبہ : بھئی اہل طائف نے تو ان سے بہت برا سلوک کیا ہے۔
شیبہ : تو کیا آپ کو ان سے ہمدردی ہو گئی ہے۔
عتبہ : (سنی ان سنی کرتے ہوئے) دیکھو وہ تنہائی میں ہو کر بیٹھ گئے ہیں اور ان کی نگاہ آسمان کی طرف اٹھ گئی ہے۔
محمدؐ : اے اللہ۔ میں کمزور اور بے بس ہوں' لوگوں کی طرف سے پتھراور ذلت کے سلوک کا شکوہ تجھی سے کرتا ہوں۔ تجھ سے رحم کی درخواست کرتا ہوں۔ میں درماندہ و ناتوان ہوں۔ تو ہی میرا سہارا ہے۔ بے شک تو میرا رب ہے' یہ تو نے مجھے کن لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ یہ سنگدل اور ظالم لوگ ہیں۔ اے اللہ کیا تو نے مجھے ان لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔

اے مالک اگر تیرا غضب اور عتاب مجھ پر نہیں ہے تو پھر مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ تیرا دامن عافیت بڑا وسیع ہے۔ بے شک اس کی کشادگی مجھے پناہ دے گی۔ میں تیری عظمت اور پر جلال ہستی کی پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ اپنے نور سے ان لوگوں کے دلوں کی تاریکیاں دور کردے۔ بے شک تیرے نور سے ہی تمام تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور آخرت کے کام بنتے ہیں۔ تیری پناہ مانگتا ہوں' مجھے اپنے قہراور غضب سے بچا۔ مجھے تیری خوشنودی مطلوب ہے۔ بے شک انجام کار پر تیرا ہی اختیار ہے۔ تیرے سوا کسی کی طاقت و مجال نہیں' تو ہی واحد چارہ کار ہے۔ اے اللہ العلمین! میں تیرے حضور اشک بار اور غم ناک ہوں۔

آسمان پر سے ایک بادل کا ٹکڑا آپ پر سایہ فگن ہو جاتا ہے) وحی الٰہی نازل ہوتی ہے۔
جرائیل : اے محمد ﷺ خداوند قدوس نے آپ کی قوم کا دل شکن و دل آزار رویہ دیکھا۔ اسے ان کے جواب کا علم تھا۔ اس نے آپ کی آہ و زاری بھی سن لی ہے۔ اور پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے حضور بھیج دیا ہے آپ اسے جو چاہیں حکم دیں۔ یہ تعمیل کرے گا۔
ملک الجبال : اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوں'

Marfat.com

اگر آپ حکم دیں تو اس قوم کو ان دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں۔

حضرت محمدؐ : (کمال شفق اور رحمت سے) نہیں نہیں---

میں ان کے لیے عذاب کی دعا نہیں کرتا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نور ہدایت سے بازیاب کرے۔ ان کی اولاد نور ایمان سے سرفراز ہو۔ کوئی تو ایسا ہو گا جو ان کی اولاد سے خدا پر ایمان لائے گا۔

عتبہ : (محمد ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔) دیکھو' دعا کے بعد یہ کیا فرمار ہے ہیں۔ اس زیادتی کے بعد بھی ان کی ہدایت کی دعا کر رہے ہیں۔ ایسا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

شیبہ : عتبہ: خدا تمہارا بھلا کرے' تمہیں بھی ان سے ہمدردی ہو گئی۔

عتبہ : (سنی ان سنی کرتے ہوئے اپنے غلام عداس کو پکارتا ہے) عداس---ادھر آؤ

عداس : حاضر ہوں سرکار۔

عتبہ: دیکھو طباق میں تھوڑے سے انگور پڑے ہیں۔ انہیں لے کر اس شخص کو دے آؤ۔

عداس : (جھک کر) بہتر ہے۔

شیبہ : (حیرت سے بھائی کو دیکھتے ہوئے) یہ تم نے کیا کیا۔ آخر نہیں اب کیا ہو گیا ہے؟

عتبہ : (سنی ان سنی کرتے ہوئے) ادھر دیکھو۔ عداس انگور لے کر گیا ہے۔

عداس: (محمدؐ کے حضور انگور پیش کرتے ہوئے) میرے آقا نے یہ انگور بھیجے ہیں۔

حضرت محمدؐ : (انگور لیتے ہوئے) اپنے مالک کا میری طرف سے شکریہ ادا کرنا۔

عداس : غور سے دیکھتے ہوئے۔

حضرت محمدؐ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے انگوروں کو کھانا شروع کرتے ہیں۔

عداس : (حیران ہو کر) یہ آپ نے کیا کیا۔ یہاں کبھی کسی نے ایسا نہیں کیا۔

حضرت محمدؐ : (تبسم فرماتے ہوئے) آپ کو یہ سن کر تعجب ہوا ہے۔ تم کون ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو۔

عداس : میں نینوا کا باشندہ ہوں اور مذہبا عیسائی ہوں۔

حضرت محمدؐ : یعنی مرد صالح یونس بن متی کے ہم وطن اور عیسیٰ بن مریم کے پیروکار

Marfat.com

عداس : (حیرت میں پڑھ جاتی ہے) لیکن آپ کو ان لوگوں کا کیا پتہ ہے۔ وہ کون اور کیا لوگ تھے۔

حضرت محمدؐ : (اسی انداز شفقت سے) وہ میرے بھائی تھے' اس لیے کہ میں نبی ہوں۔ اور وہ بھی نبی تھے۔

عداس : (جھک کر بوسہ لیتا ہے) آپ بھی نبی ہیں۔ اللہ کے رسول۔۔۔ پائے مبارک پکڑ کر قدم بوسی کرتا ہے۔

حضرت محمدؐ : ہاں میں بھی اللہ کا رسول ہوں۔

شیبہ : (غصے سے بھنا کر) دیکھا عتبہ۔ عداس نے کیا حرکت کی؟

عتبہ : کہنا کیا چاہتے ہو۔

شیبہ : تمہارا غلام اب تمہارے ہاتھ سے گیا۔ (عداس کو آتا دیکھ کر) عداس! بدبخت تجھے کیا پڑی تھی کہ تو اس کے پاؤں کو بوسہ دینے لگا۔

عداس : سرکار۔ کیا عرض کروں۔ آج اس سرزمین پر اس سے بہتر کوئی انسان نہیں۔ اس نے مجھے وہ باتیں بتائیں' جو یونس بن متی کے سوا کوئی نہ بتا سکتا تھا۔

شیبہ : خبردار اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا۔ تمہارا دین اس سے کہیں بہتر ہو گا۔

عداس : یقین فرمائیے۔ کوئی آدمی ایک جھوٹ کے لیے اتنی مصیبتیں نہیں برداشت کر سکتا۔ یہ راہ حق کا پیامبر ہے۔ اس کے دین کی صداقت ہی اسے ان اذیتوں کے باوجود ثابت قدم رکھے ہوئے ہے۔

رکانہ بن عبد کے ساتھ کشتی:

ایمان کی روشنی آہستہ آہستہ دلوں میں جاگزیں ہوتی گئی۔ مکہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں ایک روز حضرت محمد ﷺ کی ملاقات رکانہ سے ہوئی۔ یہ بنوہاشم کا ایک زور آور شخص تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔

اے رکانہ! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا۔ جس کی طرف میں تجھے بلاتا ہوں۔ کیا تو اسے قبول نہیں کرتا۔

رکانہ : اے محمد ﷺ اگر میں جان لیتا کہ جو بات تم کہتے ہو وہ سچی ہے' تو میں ضرور

Marfat.com

تمہاری پیروی کرتا۔
حضرت محمدؐ : اچھا تو یہ بتاؤ۔ کہ اگر میں تجھے کشتی میں پچھاڑ دوں تو کیا تجھے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے۔
رکانہ : ہاں۔
حضرت محمدؐ : اچھا تو پھر اٹھ اور میرے ساتھ کشتی کر۔
کشتی شروع ہوئی۔ رسول اللہ نے اسے پکڑا اور زمین پر لٹا دیا۔ وہ بالکل بے بس ہو گیا' اور کہنے لگا۔
اے محمد۔ یہ تو عجیب بات ہے کہ تم نے مجھے پچھاڑ دیا ہے۔
حضرت محمدؐ : اس سے بھی عجیب بات اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاؤں گا۔ مگر ایک شرط ہے کہ تو اللہ سے ڈرے اور میرا حکم مانے۔
رکانہ : وہ کیا ہے۔
حضرت محمدؐ : تیری خاطر میں اس درخت کو جسے تو دیکھ رہا ہے' اپنی طرف بلاؤں گا اور یہ آجائے گا۔
رکانہ : اچھا بلایئے۔
حضرت محمدؐ : (درخت کو مخاطب کرتے ہوئے) اے درخت تو اپنی جگہ سے میری طرف آ۔
درخت اپنی جگہ سے اکھڑا اور اسی سیدھ میں آپ کے قریب آگیا۔ آپ نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو واپس اپنی جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا۔
رکانہ : حیران و ششدر ہو کر اپنی قوم کی طرف بھاگ گیا۔ اور ان سے زور زور سے کہنے لگا اے بنی عبد مناف: روئے زمین کے لوگوں کا اپنے دوست سے جادو میں مقابلہ کراؤ۔ خدا کی قسم میں نے تو اس سے زیادہ جادوگر بھی کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر اس نے انہیں وہ واقعات سنائے جو اس نے دیکھے تھے اور جو کچھ اس کے سامنے پیش کرنا چاہتا۔

Marfat.com

نصرانیوں کا قبول اسلام

اللہ کی کھلی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی کفار مکہ کی ہٹ دھرمی نہ گئی۔ اور ان کے دلوں پر تعصب' دشمنی اور جہالت کے جو پردے پڑے تھے' ان کی وجہ سے ان کے لیے ہدایت کا نور دیکھنا ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ دور دراز... لوگ اسلام کے اس طلوع ہونے والے چاہتا... کی ضیا' افشانیوں سے تابناک ہونے کے لیے تشریف لاتے تو یہ کفار ان کے سامنے بھی جہالت کے پردے کھڑے کرنے کی کوشش کرتے۔ حبشہ میں اسلام کی تعلیمات کا غلغلہ پہنچ چکا تھا۔ بیس آدمیوں پر مشتمل نصرانیوں کا ایک وفد آپ سے ملنے مکہ پہنچا۔ آپ مسجد میں فروکش تھے۔ وہ آپ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ قریش کے لوگ بھی قریب ہی مجالس جمائے بیٹھے تھے۔ نصرانیوں سے آپ سے کچھ سوالات کئے۔ آپ نے ان کے جواب دیئے۔

آپ نے اللہ کا قرآن پڑھ کر سنایا۔ اور انہیں اسلام کی دعوت قبول کرنے کی تلقین کی۔ ان لوگوں نی جب اللہ کے قرآن کی تلاوت سنی تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ وہ فوراً اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے۔ قریب ہی بیٹھے ابوجہل بن ہشام انہیں وہاں سے نکلتے دیکھ کر قریب ہی راہ میں اپنے چند لوگوں کے ساتھ آملا۔ اور ان سے کہنے لگا۔

آپ لوگوں کو اپنے قبیلے والوں نے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ تمہیں نشیب و فراز سے آگاہی کے لیے بھیجا گیا تھا۔ لیکن آپ لوگ اطمینان سے چند ساعتیں بیٹھے بھی نہ تھے کہ اپنا دین چھوڑ کر اس کے اوپر ایمان لے آئے۔ تمہارے جیسا احمق

Marfat.com

قافلہ تو مجھے آج تک نظر نہیں آیا۔

نصرانی : ہم لوگ اہل کتاب تھے۔ ہماری کتابوں میں جو اوصاف درج تھے ہم نے ان کی تصدیق کی۔ اور اس کے بعد ہم ایمان لائے۔ ہم آپ کی جہالت کا مقابلہ کرنے نہیں آئے تھے۔ ہم نے بھلائی کی طلب میں کوتاہی نہیں کی۔ باقی آپ لوگ ہٹ دھرم ہے۔ ہمیں آپ کی باتوں سے کیا واسطہ ہے۔

قریش اپنا سا منہ لے کر واپس ہو گئے۔ قریش اس طرح لوگوں کے جتنے قبول اسلام کرتے دیکھ کر مختل افتراء باندھنے لگے۔ کبھی مساکین اسلام کا مذاق اڑاتے اور کبھی کہتے آپ کوہ مردار کے پاس ابن الحضرمی کے غلام نصرانی لڑکے سے یہ باتیں سن کر بیان کرتے ہیں۔ کبھی کہتے یہ تو ایک بے اولاد شخص ہے۔ اس کے بعد اس کا کون ہو گا۔ جب مرجائے گا تو اس کی کوئی نسل تک نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں سورۃ الکوثر نازل فرمائی۔ پھر کفار نے کہنا شروع کیا کہ کاش حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہوتا جو ان کی جانب سے لوگوں سے باتیں کرتا۔ اور ان کے ساتھ ساتھ روز چلتا پھرتا نظر آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی نازل کی اور فرمایا۔

> "اگر ہم کوئی فرشتہ نازل فرماتے تو بس معاملے کا فیصلہ ہو جاتا۔ پھر انہیں مہلت بھی نہ دی جاتی۔ اگر ہم ان کے دیکھ سکنے کے قابل کوئی فرشتہ بناتے تو اسے کوئی مرد بناتے تو پھر ان کو شبہ لاحق ہو جاتا۔ جس میں وہ اب بھی پڑے ہوئے ہیں۔" (6:8-9)

بیعت عقبہ اول:

اللہ تعالیٰ کی جب مشیت یہ ہوگئی کہ اب وہ اپنے نبی کو غلبہ دے تو پھر آپ نے قبیلوں کو دعوت دی۔ بنی خزرج کے وفد سے ملاقات کی' اور ان سے پوچھا۔

حضرت محمدؐ : تم لوگ کون ہو۔

بنی خزرج : ہم بنی خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت محمدؐ : کیا تم یہودیوں کے دوست ہو۔

بنی خزرج : ہاں

Marfat.com

حضرت محمدؐ : کیا تم تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھ کر میری باتیں سننے کے لیے تیار ہو۔
بنی خزرج : کیوں نہیں؟ ہم ضرور بیٹھیں گے اور آپ سے گفتگو کریں گے۔
حضرت محمد : آپ نے اللہ کا قرآن پڑھا۔ اور اسلام کی دعوت دی تو انہیں بڑا اشتیاق ہوا کیونکہ وہ یہودیوں سے سنتے تھے کہ ایک نبی معبوث ہونے والا ہے۔
بنی خزرج : (ایک دوسرے کی طرف استفہامیہ انداز میں پوچھتے ہوئے) خدا کی قسم۔ کیا یہ وہی نبی تو نہیں ہے۔ جس کا ذکر ہم سے یہودی کرتے تھے۔ دیکھو نہیں وہ اس میں ہم سے سبقت نہ لے جائیں۔ انہوں نے فوراً بیک زبان قبول اسلام کرلیا۔ اور آپ سے عرض کی۔ کہ ہم نے قوم کو عداوت و دشمنی کے فتنہ میں چھوڑا ہے۔ ہم انہیں اس دین کی طرف بلائیں گے۔

یہ لوگ جب واپس ہوئے تو ان کے دل اسلام کی دعوت سے سرشار تھے۔ یہ کل چھ آدمی تھے۔ اسعد بن زرارہ' عوف بن الحارث (بنی بخار کے تھے اور بعض بنی زریق کے بھی تھے۔ جب مدینہ پہنچے تو انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور ان کی پوری قوم نے اسلام قبول کرلیا۔ آئندہ سال زمانہ حج میں انصار نے بارہ آدمی بھیجے۔ مقام عقبہ پر انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ اور ان باتوں پر بیعت کی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ چوری نہ کریں گے' کسی پر جھوٹا الزام نہ لگائیں گے' زنا کا ارتکاب نہ کریں گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔ اور کسی بھی اچھی بات میں ممانعت نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے اس عہد کی تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے۔ اگر کسی نے عہد کو توڑا تو پھر اس کا معاملہ اللہ پر ہے' چاہے وہ بخش دے اور چاہے سزا دے۔

مدینہ میں تبلیغ:

یہاں سے یہ لوگ واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ دین کی تعلیم کے لیے حضرت مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ ان کی قیام گاہ ابوامامہ اسعد بن زراہ کے پاس تھی۔

ایک روز اسعد بن زراہ حضرت مصعب بن عمیر کو لے کر بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر

Marfat.com

کی بستی میں لے گئے۔ بنی ظفر کے ایک باغ میں قیام ہوا۔ وہاں پر ایک کنواں بھی تھا۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیران دنوں اپنی قوم عبدالاشہل کے سردار تھے اور دونوں اپنی قوم کے دین پر تھے۔ انہیں جب پتہ چلا کہ اسعد بن زراہ اور مصعب بن عمر ایک نئے دین کی تبلیغ کے لیے آئے ہیں۔ سعد نے اس سے کہا میرے تو زراہ سے تعلقات ہیں آپ جائیں اور انہیں ڈرا دھمکا کر چلتا کریں۔

اسعد بن حضیر نے اپنا برچھا ہاتھ میں لیا۔ اسعد بن زراہ نے دیکھا تو مصعب سے کہا۔

دیکھنا یہ قوم کا سردار ہے۔ تمہارے پاس آ رہا ہے۔ اللہ کے حقوق کی سختی سے پاسداری کرنا۔ سچ سچ کہنا کسی مروت سے کام نہ لینا۔

مصعب بن عمیر : اگر وہ بیٹھے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔ اتنے میں اسید بن حضیر گالیاں دیتا آ دھمکا۔ اور کہنے لگا۔

تم لوگ ہمیں بے وقوف بنانے اور ہمارے دین سے ہمیں مٹانے کے لیے آئے ہو۔ اگر تم دونوں کو اپنی جان عزیز ہے تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ اس پر مصعب بن عمیر نے کہا اچھا ہم چلے جائیں گے۔ آپ تھوڑی دیر تشریف تو رکھیں اور کچھ باہمی گفتگو تو کر لیں۔ کوئی بات اگر آپ کو ناخوشگوار لگے تو آپ اسے بالکل قبول نہ کریں۔ ہاں اگر کوئی بات آپ کے دل کو اچھی لگے تو قبول کر لینا۔

(اسید بن حضیر نے اس پر برچھا زمین پر گاڑھ دیا اور وہیں پر بیٹھ گیا۔)

مصعب بن عمیر نے قرآن پڑھا۔ اور اسلام کے بارے میں گفتگو کی تو اسید بن حضیر کے ماتھے پر چمک پیدا ہوئی اور وہ بولا۔

یہ چیز تو بہت خوب ہے۔ یہ کلام بہترین ہے۔ اگر یہی اسلام ہے تو اسے سے بڑھ کر کوئی دین مجھے محبوب نہیں۔ مجھے بتاؤ کہ اس دین کو قبول کرنے والے کے لیے کیا شرط ہو گی۔

مصعب بن عمیر : اگر آپ دین کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں تو آپ فوراً غسل کر کے پاک صاف کپڑے پہن کر آئیں اور حق کی گواہی دیں۔ پھر نماز پڑھیں۔

اسید بن حضیر: میرے ساتھ ایک اور بھی ہے۔ اگر اس نے بھی آپ کی دعوت کو

Marfat.com

قبول کرلیا تو پھر ہماری پوری قوم اسلام میں داخل ہو جائے گی۔ میں اسے لاتا ہوں۔ اور سعد بن معاذ کو لے آئے' ان کے سامنے بھی حضرت مصعب بن عمیر نے قرآن پڑھا اور اسلام کی گفتگو کی تو انہیں بھی اچھی لگی اور وہ فوراً قبول اسلام کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ دونوں واپس آگئے اور اپنی پوری قوم کو تیار کر کے لائے۔ اس طرح بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کی پوری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔

بیعت عقبہ ثانی

622ء سال حج کا زمانہ آیا۔ مدینہ کے قبائل سے تہتر مرد اور دو عورتوں پر مشتمل وفد نبی کریم ﷺ سے ملاقات کرنے آیا۔ عقبہ کے مقام پر رات کی تاریکی میں قریش سے بچا بچا کر یہ ملاقات کی گئی۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے' آپ کے ساتھ اہل مدینہ کی عقیدت اور جان نثاری کا بچشم خود مشاہدہ کرنے آئے تھے۔ عقبہ کے مقام پر پہنچ کر حضرت عباس بول بیٹھے! کیا ان لوگوں سے ملاقات کے لیے اسی چوٹی کا انتخاب نہیں کیا گیا تھا؟

حضرت محمد ﷺ : ہاں چچا جان۔ اسی جگہ ملنے کا وعدہ ہوا تھا۔

حضرت عباسؓ : (آگے بڑھتے جا رہے ہیں) بیٹے آپ کی اس ملاقات میں اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں بھی گفتگو کرلوں تاکہ یہ لوگ آپ کو اس قدر بے بس اور لاوارث نہ سمجھ بیٹھیں اور معاہدہ پختہ شرائط پر ہو۔ اگر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ واقعی دل سے آپ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں تو ان سے بڑھ کو کوئی متحد قبیلہ تمہارا مددگار ثابت نہیں ہو سکتا۔ ورنہ جو مناسب ہو گا اس کی تدبیر کی جائے گی۔

حضرت محمد ﷺ : چچا جان' آپ نے بجا ارشاد فرمایا--- ذرا دیکھیں۔ وہ لوگ شاید بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔

حضرت عباسؓ : ہاں جلدی چلیں۔

(گھاٹی کے پچھلے حصہ میں تمام خزرجی حسب وعدہ آکر جمع تھے)

حضرت محمد ﷺ : میرے دوستو! السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔

اہل خزرج : (تعظیماً اٹھتے ہوئے) وعلیکم السلام یا رسول اللہ ﷺ۔

Marfat.com

حضرت عباسؓ : معزز دوستو! تم لوگ جانتے ہو کہ مکہ کے لوگ دعوت حق کی وجہ سے حضرت محمد ﷺ کے جانی دشمن بن گئے ہیں۔ اس لیے اگر آپ آنحضور ﷺ کے اپنے ہاں لے جانا چاہتے ہیں تو یہ بہتر ہو گا کہ پختہ شرائط پر باہمی معاہدہ طے کر لیا جائے یہ کوئی معمولی امر نہیں میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قبائلی دشمنی اور بغض و عناد کے باوجود آنحضور ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ یہاں پر ان کے جانثار دوست اور رشتہ دار بھی موجود ہیں۔ جو حتیٰ الامکان انہیں ان کی تخریب کاریوں سے روکے ہوئے ہیں۔ آپ فی الحال خود بھی جانے پر تیار نہیں ہیں اور میں انہیں جانے پر مجبور بھی نہیں کر سکتا تاہم اگر آپ لوگوں کے جذبات آنحضور ﷺ کی عقیدت سے ڈوبے ہوئے ہیں تو پھر آپ کو پختہ طور پر وعدہ کرنا ہو گا کہ ان کی جان اور عزت پر آپ کوئی حرف نہ آنے دیں گے۔

آپ ایک بہادر قبیلہ کے سپوت ہیں اور اپنے وعدوں کے پورے کرنے کی پوری قوت بھی رکھتے ہیں۔

اہل خزرج : بزرگ عم رسول اللہ! آپ کے جذبات اور اندیشیوں کا ہمیں بخوبی علم ہو گیا ہماری دلی خواہش ہے کہ اللہ کے رسول اس سلسلہ میں ہم سے جو معاہدہ چاہیں۔ ہم بدل و جان اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے تیار ہیں۔

حضرت محمدؐ : میرے مسلمان بھائیو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہوا کہ اس نے آپ کو اپنے دین کے نور سے تمہارے دلوں کو منور کر دیا۔ اور آپ لوگوں کے جذبات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ ذات بابرکات آپ کو دین حنیف کی نصرت و حدد کی سعاست سے بھی مشرف کرنا جاہت ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور میری حفاظت کا ذمہ میرے خدا کے بزرگ و برتر کے ذمہ ہے۔ لیکن آپ لوگوں کی جان نثاری اور میرے ساتھ دلی وارفتگی دین کا بنیادی تقاضا ہے۔ اس لیے اگر آپ لوگ اپنی جانوں' مال اور اولاد سے بڑھ کر مجھے محبوب رکھنے کا وعدہ کرتے ہو تو پھر اللہ کی مشیت کا فیصلہ آپ کے حق میں ہو سکتا ہے۔

حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ : (نبی کریم کا دست مبارک پکڑ کر) ہمیں خدائے بزرگ و برتر کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر گمراہوں کی راہبر کے لیے بھیجا ہے۔

Marfat.com

ہم آپ کی اپنی جانوں' اولاد اور مال سے بڑھ کر حفاظت کریں گے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ کے دست مبارک پر اس بات کی بیعت کرتے ہیں کہ ہم خدا کی قسم ایک بہادر اور جنگجو قوم کے فرزند ہیں۔ ہمارے پاس وہ زرہیں محفوظ ہیں جو ہمیں اپنے بہادر بزرگوں سے ورثے میں ملی ہیں۔ ہماری کسی پشت میں بزدلی' بدعہد اور فریبی و دغاباز کا خون نہیں۔ ہم آپ پر بری نظر اٹھانے والے کی گردن نوچ دیں گے۔

حضرت ابوالہیثم : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس سے پہلے ہمارا یہود سے معاہدہ تھا۔ ہماری ان سے بھی اب ٹکر ہو سکتی ہے۔ جس کے لیے ہمیں ان سے معاہدہ ختم کردینا ہوگا۔ لیکن ہماری آپ سے درخواست ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو فتح و کامرانی سے سرفراز فرمائے اور آپ سب پر غالب آجائیں۔ تو پھر ہماری سرپرستی سے ہاتھ نہ کھینچ لینا۔

حضرت محمدؐ : (ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ) نہیں میرے دوستو۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اللہ کا دین اپنے جان نثاروں کو بھولنے نہیں دیتا۔ میرا جینا اور مرنا آپ کے ساتھ ہوگا۔ جس سے تمہاری جنگ ہوگی اس سے میں بھی لڑوں گا۔ اور جسے آپ لوگ امن دیں گے اس کو میری طرف سے بھی پناہ حاصل ہوگی۔ (براء اور الہیثم ایک ساتھ اٹھتے ہوئے) اے اللہ کے رسول۔ ہمیں آپ سے اسی کی امید تھی۔ ہم آپ سے اسی معاہدہ پر ثابت قدمی سے عمل درآمد کا وعدہ کرتے ہیں۔

ابن عبادہ : اہل خزرج۔ جان لو۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس بات پر بیعت کررہے ہو۔

اہل خزرج : آپ کا کیا مطلب؟

ابن عبادہ : یہ بیعت یا معاہدہ--- سرخ و سیاہ جنگ کا معاہدہ ہے۔ اس میں نہ صرف مال کی تباہی ہوگی بلکہ تمہاری قیمتی جانوں بھی جاسکتی ہیں۔ ممکن ہے کہ تمہیں اس پریشان وقت میں کہیں اپنی جانوں اور مال کی محبت معاہدے کی پاسداری سے روگردان نہ کردے۔ اور تم حضرت محمد ﷺ کو دشمن کے حوالہ کرنے پر تیار ہوجاؤ۔ اس لیے یہ بہتر ہے کہ اس سے پہلے خوب سوچ سمجھ لو۔ خدا کی قسم ہزیمت اور نقص عہد دونوں جہانوں کی رسوائی بنے گی۔ اور اگر آپ لوگوں نے جانوں کا نذرانہ دیکر اپنے عہد کو

Marfat.com

نبھالیا تو خدا کی قسم تمہارے لیے یہ دنیا و آخرت کی کامیابی کا سامان ہوگی۔

اہل خزرج : نہیں۔ آپ خاطر جمع رکھیں۔ ہمیں اپنے جانوں سے بڑھ کر اس معاہدے کی پاسداری عزیز ہوگی۔ خواہ ہم برباد ہو جائیں۔ ہماری چوٹی کے بہادر اور جگر گوشے میدان کارزار میں تڑپتے جان دے دیں۔ ہمیں آنحضور کی جان ان سب سے زیادہ عزیز ہوگی۔ ہم ان کے ہیں۔ اور ہماری یہ خوش بختی ہوگی کہ ہمیں آپ کی رفاقت و معیت کا اعزاز حاصل ہو جائے۔

حضرت محمدؐ : اہل خزرج۔ آپ کے جذبات پر خود خدا گواہ ہے۔ بے شک اگر آپ نے ان جذبات کو سچ ثابت کر دکھایا تو تم دنیا و آخرت کی عظیم الشان سعادتوں کے سزاوار ہوں گے۔ دنیا میں آپ کو عزت و جاہ اور امن و عافیت ملے گا اور آخرت میں رب کریم تمہیں جنت کے اعلیٰ درجات سے نوازے گا۔

اہل خزرج : (دست مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے) اے اللہ کے رسول ہماری دستگیری فرمائیں۔ ہمیں آپ سے اس معاہدے کی بیعت کرنے کی سعادت سے سرفراز فرمائیں۔ اور اللہ گواہ ہے کہ ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔

حضرت محمدؐ : (بیعت لیتے ہوئے) اللہ آپ کو ہمت اور حوصلہ دے اور آپ کو معاہدہ کو مکمل طور پر پورا کرنے کے اعزاز سے سرفراز کرے۔ اب مجھے آپ کی طرف سے بارہ نقیب درکار ہیں۔ جو کہ تین بنی اوس سے اور نو بنی خزرج سے ہوں گے۔

اہل خزرج : ہم حاضر ہیں۔ آدمیوں کے نام شمار کرتے ہیں۔

حضرت محمدؐ : تم اور تمہاری قوم پر اب ایسی ہی ذمہ داری آپڑی ہے جیسی حضرت عیسیٰ بن مریم کے حواریوں پر تھی۔ میں تمام مسلمانوں کا ذمہ دار ہوں۔

ٹھیک اسی وقت ایک طرف زور سے ایک چیخ کی آواز بلند ہوئی' اور خاموشی کو چیرتی ہوئی ساری فضا میں پھیل گئی اور ایک پکار بلند ہوئی۔

اے اہل قریش : دیکھو یہ اوس اور خزرج تم سے جنگ کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ دیکھو یہ حضرت محمد ﷺ سے جان نثار کی قسمیں کھا رہے ہیں۔

یہ آواز سن کر تمام حاضرین حیران ہوگئے۔ لیکن ان کے عزم و حوصلے میں کوئی دراڑ نہ پڑ سکی۔ عباس بن عبادہ کو اس پر بڑا جوش آیا اور بلند آواز سے بولے۔

Marfat.com

"اے اللہ کے رسول۔ قسم ہے خداوند قدوس کی۔ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو کل ہم اہل منیٰ پر چڑھائی کر دیں۔"

حضرت محمدؐ : صبر و تحمل سے کام لینا بھی بہادری کی علامت ہے۔ ہمیں ابھی اس کا حکم نہیں ملا تم سب اپنے اپنے خیموں میں چلے جاؤ۔ اللہ آپ سب کو خوش و خرم رکھے (آمین) اور سب لوگ اپنی اپنی خوابگاہوں کی طرف جا کر سو گئے۔

صبح ہوئی تو قریش نے اہل مدینہ کے خیموں کا رخ کیا۔ اور وہاں پہنچ کر انہیں برا بھلا کہا بولے:

اے اہل مدینہ : خدا گواہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ہمیں جنگ کرنا گوارہ ہے لیکن ہم تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ پھر آپ لوگ یہ کیسے منصوبے بنا رہے ہیں۔ اور محمد ﷺ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ تم لوگ کیوں ہمارے خلاف نبرد آزما ہونے پر تلے ہوئے ہو۔

مشرکین مدینہ کو رات کی کارروائی کا کوئی علم نہ تھا' وہ تو قسمیں کھانے لگے اور مسلمان خاموش رہے۔ اور کوشش کرتے رہے کہ کس طرح بات کا رخ بدل جائے۔ قریش اس صورتحال پر بڑی تشویش کا شکار تھے۔ کیا سچ مچ رات کو کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے؟ یا مخبر نے ہمیں غلط خبر دی ہے۔ یا مدینہ والے جھوٹ بول رہے ہیں۔ انہیں اب صورتحال جاننے کی دھن تھی۔ حقیقت کی چھان بین میں لگ گئے' لیکن ادھر اہل مدینہ اپنا رخت سفر باندھا اور اپنے وطن کا رخ کیا۔

قریش کو جب حالات کا صحیح طرح سے پتہ چلا تو انصار جا چکے تھے۔ ان کے تو ہوش اڑ گئے۔ غصہ سے بوکھلا گئے۔ بڑا پیچھا کیا۔ لیکن ہاتھ کچھ نہ آیا۔ قریش نے اکٹھ پر اکٹھ کئے۔ سر جوڑ کر بیٹھتے اور باہم مشورہ کرتے۔ کیونکہ دعوت کا کام اب بہت بڑھ گیا تھا۔ اوس اور خزرج کے قبائل نے اسلام قبول کر کے اسلام کی طاقت میں بے پناہ اضافہ کر دیا تھا۔ انہیں اب یہ اندیشے کھائے جا رہے تھے کہ حضرت محمد ﷺ ہم پر کیا غالب آجائیں گے۔ مدینہ میں تو اسلام پھیل گیا۔ کیا دیگر قبائل بھی اسلام کو قبول کر لیں گے' اور کیا اس طرح ہمارا دین اور ہماری چودھراہٹ ختم ہو جائے گی۔ ہمارے یہ بت مسمار ہو جائیں گے۔ آتش حسد و انتقام اب کسی طرح سے بیٹھنے نہ دیتی تھی۔ دارالندوہ میں

Marfat.com

ایک خفیہ اجلاس کیا قریش کے انتہائی معتمد اور راز دار سردار اکٹھے ہوئے۔ اجلاس شروع ہونے لگا تو ابوسفیان کی نظر اٹھی تو دروازے پر ایک بوڑھے نجدی بزرگ نظر آئے۔ پوچھا۔

ابوسفیان : ہاں بوڑھے بزرگ۔ آپ کا کیسے آنا ہوا۔

ابلیس : (بوڑھے نجدی کے بھیس میں۔) میں ایک نجدی عالم ہوں۔ سنا تھا کہ آپ لوگ نئے دین کے اٹھتے فتنہ کے حوالہ سے ایک اجلاس کر رہے ہیں تو میں بھی چلا آیا۔ شاید کوئی بہتر رائے دے سکوں۔

ابوسفیان : اچھا کیا۔ آپ تشریف لائیں۔ کارروائی شروع کرتے ہیں۔ ابوالحکم اس سلسلہ میں اپنی بات کریں۔

ابوجہل : (کھڑا ہو کر) حاضرین۔ آپ لوگ حالات کی نئی کروٹ سے اب بخوبی واقف ہیں۔ ہمارے تنومند و جری جوان عمر بن الخطاب اور حمزہ بن عبدالمطلب جیسے حضرت محمد ﷺ کے دین میں شامل ہو گئے۔ ہمارا تشدد اور سماجی مقاطعہ بھی کوئی فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکا۔ حضرت محمد ﷺ اب حج کے زمانہ میں دیگر عرب قبائل کو بھی اپنی دعوت میں شامل کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اوس و خزرج نے تو ان سے معاہدہ بھی کر لیا ہے۔ وہ انتہائی دل نشیں انداز میں اپنے کلام کو جب لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے تو لوگ سحرزدہ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو پھر وہ دن دور نظر نہیں آتا کہ وہ جواب تک ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا تھا' انہیں مسمار کرنے پر آجاتے۔ لات و عزیٰ کی قسم ہم ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اپنے باپ دادا کو دی جانے والی گالیاں اب مزید نہیں سن سکتے۔ اب ہمیں کوئی اٹل فیصلہ کرنا ہو گا۔ جو ہمیں اس اٹھتے ہوئے فتنہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نجات دلا دے۔

حاضرین : (برافروختہ ہو کر) ہر شخص اپنی اپنی تجویز دے اور پھر جس پر اتفاق ہو جائے اس پر سب عمل کرنے کے پابند ہو جائیں۔

امیہ بن خلف : میری تو یہ رائے ہے کہ محمد ﷺ کو لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر کہیں گمنام جگہ پر بند کر دو۔ اس کی شوایدہ سری کا وہیں گمنامی میں خود بخود علاج ہو جائے گا۔

Marfat.com

ابلیس : (چلا کر) نہیں۔ لات کی قسم۔ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ قید کرنے سے تو اس کی شہرت اور پھیل جائے گی۔ اور پھر اس کے جانثار ساتھی تمہارے سر پر آچڑھیں گے۔

ابو سفیان : (سوچ کر) کیوں نہ ہم اسے شہر سے ہی نکال دیں۔ وہ آگے کہاں جاتا ہے' کدھر ٹھہرتا ہے' اور اس کا کیا حشر ہوتا ہے' ہمارا درد سر نہیں۔ اور اس تجویز پر کسی قبیلہ کو اعتراض بھی نہیں ہو گا۔

ابلیس : یہ تجویز بھی قابل عمل نہیں ہے۔ لات و عزیٰ کی قسم۔ وہ تو آپ کے شہر سے نکل کر اور مظلوم بن کر اپنی دعوت دوسرے علاقوں میں پھیلا دے گا۔ اور پھر اپنے جان نثار ساتھی بڑھا کر تمہارے سر پر آکھڑا ہو گا۔ وہ خوش کلام ہے' کئی بڑے بڑے قبائل اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر اس کا ساتھ دے سکتے ہیں۔

ابو الحکم : (ؐ خاموشی کے بعد) میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔

سرداران قریش : (بیک زبان ہو کر) کہو کہو ابو الحکم۔ کیا تدبیر ہے؟

ابو الحکم : میری تجویز ہے کہ ہر قبیلے کا ایک جوان' مضبوط اور بہادر سپوت منتخب کیا جائے۔ اور یہ سب مل کر بیک وقت رات کو سوتے میں محمد پر برہنہ تلواروں سے ٹوٹ پڑیں۔ اور اس طرح اس کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیں۔ اور پھر کسی ایک قبیلہ کو دوسرے قبلہ پر شکایت لگانے کا بھی موقع نہ مل سکے گا۔

ابلیس : واہ واہ بھئی آپ نے تو انتہائی معقول تجویز دی ہے۔ اور اسی تجویز پر عمل درآمد کرو۔ سب سرداران قریش نوجوانوں کا انتخاب کرتے ہوئے اور اگلی رات کو یکبارگی حملہ کا وقت طے کر کے گھروں کو چل دیتے ہیں۔

Marfat.com

ہجرت مدینہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے سازش کی خبر مل جاتی ہے۔ اور آپ کو اپنے رب کی طرف سے رات کو اپنے بستر پر سونے کی بجائے ہجرت کرنے کا حکم ملتا ہے۔ آپ نے حضرت علی کو بتایا کہ مجھے مدینہ سے ہجرت کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ آپ رات کو میرے بستر پر میری چادر لے کر سوئیں گے۔ کفار میرے قتل پر جب آئیں گے تو تیرا بال بھی بیکا نہ کر سکیں گے۔ تم کو صبح کو ساری امانتیں لوٹا کر مدینہ چلا آنا۔ حضرت علی نے آپ کو اللہ کے سپرد کرتے ہوئے دروازہ پر الوداع کہا۔ اور خود بستر پر چادر لے کر لیٹ گئے۔ کفار نے سارے مکان کو گھیرا میں لے رکھا تھا۔ آپ جب نکلے تو آپ نے سورہ یٰسین پڑھ کر مٹی کی مٹھی کفار کی طرف پھینک دی۔ ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اور آپ وہاں سے بخیر و عافیت ابو بکر کے گھر پہنچے اور وہاں سے انہیں لیتے ہوئے غار ثور میں جا ٹھہرے۔

کفار اپنی جگہ پر مطمئن جب آپ کے بستر پر پہنچتے ہیں اور چادر ہٹا کر دیکھتے ہیں۔ تو وہاں حضرت علی کو پاتے ہیں۔ ان کے پیروں سے زمین نکل جاتی ہے۔ حضرت علی سے پوچھتے ہیں کہ وہ بتاتے ہیں۔ میں ان کی نگرانی پر مامور نہیں ہوں۔ آپ جب انہیں شہر چھوڑ جانے کا کہتے تھے' تو اب شاید وہ شہر چھوڑ گئے ہوں گے۔

ابو سفیان : کیا واقعی وہ یہاں سے چلے گئے ہیں؟

امیہ :ابو سفیان۔ وہ اطلاع غلط نہ تھی۔

ابو الحکم :چلو ان کا پیچھا کرو۔ وہ کوئی زیادہ دور نہ گئے ہوں گے۔

Marfat.com

سراقہ بن جعشم کا تعاقب:

سارے جوان ادھر ادھر چاروں طرف دوڑ جاتے ہیں اور ساری رات تلاش کرتے ہیں مگر کوئی کہیں پتہ نہیں چلتا۔ سارے شہر میں ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ جو کوئی ان کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اس کو سو سرخ اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ اس لالچ میں سراقہ جسے اپنے نیزہ کے نشانے پر بڑا ناز ہے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے پوچھتے پچھاتے آپ کے قریب جا پہنچتا ہے۔ ابوبکرا سے آتے ہوئے دیکھ کر آپ کو خبردار کرتے ہیں۔

حضرت محمدؐ : فکر نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ آپ پلٹ کر ایک نگاہ گھوڑا سوار پر ڈالتے ہیں۔ اور اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں۔ اور اسی لمحہ سراقہ کا گھوڑا منہ کے بل گر پڑتا ہے۔ گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس جاتی ہیں۔

سراقہ : (چلا کر) میں سراقہ بن جعشم ہوں۔ اے محمد ﷺ ۔ مجھے اتنا موقع دو کہ میں آپ سے معافی مانگ سکوں۔ بے شک آپ نے مجھے بددعا دی ہے۔ اور اس نے میرا یہ حشر کردیا ہے۔

حضرت محمدؐ : ابوبکرؓ اس سے جاکر پوچھو کیا چاہتا ہے۔

ابوبکر : (سراقہ کی طرف جاکر) بتاؤ سراقہ۔ اب کیا چاہتے ہو۔

سراقہ : جان کی امان --- خدا کی قسم میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ میرے لیے حضور سے دعا کی درخواست کرو۔ میں آپ لوگوں کے پیچھے آنے والوں کو پیچھے میں لوٹا دوں گا۔

حضرت محمدؐ : دعا فرماتے ہیں۔

سراقہ : (اطمینان سے) قریش نے انعام کا لالچ دے کر اعلان کیا تھا کہ جو شخص آپ کو قتل یا گرفتار کرکے لائے گا سو سرخ اونٹ انعام دیا جائے گا۔ میں اس لالچ میں آ گیا۔ اور ایک مخبر کی خبر آپ کے تعقب میں یہاں تک پہنچا۔ میرا اب ایمان ہو گیا ہے کہ آپ اللہ کی حفاظت میں ہیں اور آپ کا کوئی بال بیکا تک نہیں کرسکتا۔ اور بے شک آپ غالب آکر رہیں گے۔ میری ایک آپ سے گزارش ہے۔

Marfat.com

حضرت محمدؐ : وہ بھی بتادو۔
سراقہ : آپ مجھے ایک پروانہ خوشنودی عطا فرمائیں' جو میرا بوقت ضرورت میرے کام آئے۔
حضرت محمدؐ : ابوبکر! انہیں پروانہ لکھ کر دے دو۔ ابوبکر پروانہ امان لکھ کر سراقہ کے سپرد کردیتے ہیں۔
سراقہ : (پروانہ امن لے کر ترکش میں رکھتے ہوئے واپس ہوتا ہے)
اے اللہ کے نبی۔ میں واپس جارہا ہوں۔ اور اب کسی کو آپ کا تعاقب کرنے کی جرات نہیں ہوگی۔
حضرت محمدؐ : سراقہ تم لوٹ جاؤ۔ تمہاری اس وقت کیا شان ہوگی جب شاہ ایران کے کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔

ام معبد کے خیمہ میں:

رسول اللہ کا قافلہ راستے میں ام معبد کے خیمہ پر رکتا ہے۔ عامر معلومات دیتے ہوئے کہتا ہے یہ خاتون مہمان نوازی میں بہت مصروف ہیں۔
حضور : تو پھر ان سے کھانے کی کوئی چیز پوچھیں۔
ابوبکر : سب سواریوں سے اتر کر خیمہ کے پاس چلے جاتے ہیں۔
ابوبکر : (آواز دیتے ہوئے) اے ام معبد: ہم مسافر ہیں۔ اگر کھانے کی کوئی چیز ہے تو وہ لے آؤ۔
ام معبد : اے مسافر۔ اتفاق سے اس وقت گھر میں ایک بکری کھڑی ہے جو چل نہیں سکتی تھی۔ باقی کھانے کی کوئی چیز نہیں۔ جو آپ کو پیش کرسکوں۔
حضرت محمدؐ : (بکری کو دیکھتے ہوئے) ام معبد۔ یہ بکری کیسی ہے۔
ام معبد : یہ انتہائی کمزور ہے' بہت تھوڑا دودھ دیتی ہے۔ اگر دودھ نظر آتا ہے تو آپ دودھ لیں۔
حضرت محمدؐ : بکری کو پاس بلاکر اس کے تھنوں پر دست مبارک پھیرتے ہیں۔ (ام معبد کو برتن لانے کے لیے آواز دیتے ہیں۔)

Marfat.com

ام معبد : یہ بکری تو بڑا دودھ دیتی ہے۔ جلدی سے برتن لاؤ۔ دودھ تو تھنوں سے نیچے لٹک رہا ہے۔

ام معبد : (برتن لا کر حیرانی سے بکری کو دیکھتی ہے) یہ دوھ کر آپ پی لیں۔

ابو بکر : ام معبد۔ آپ تعجب نہ کریں اور خود پی لیں۔

حضرت محمدؐ : (دوبارہ دوھ کر ابو بکر سے مخاطب ہو کر) اب تم پی لو اور ابن دریقط کو بلاؤ وہ بھی پی لے۔

ابو بکر : اور آپ یا رسول اللہ!

حضرت محمدؐ : بھئی پلانے والا ہمیشہ آخر میں پیتا ہے۔ آخر پر خود دودھ پیتے ہیں اور ام معبد کو دعا دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ ام معبد خدا تمہارا بھلا کرے۔ یہ باقی دودھ برتن میں رکھا ہے اسے سنبھال لینا۔

ام معبد : (حیران ہو کر) سب کو جاتا دیکھتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔

ابو معبد : (بکریاں چراتا ہوا واپس آتا ہے) ام معبد۔ یہ دودھ کہاں سے آگیا؟

ام معبد : یہ ایک مقدس شخص کے دست مبارک کی برکت ہے۔ اس نے پہلے سب کو پلایا اور پھر آخر میں خود پیا۔ باقی دودھ ہمارے لیے رکھ کر چلا گیا۔

ابو معبد : ام معبد یہ تو شاید وہی شخص ہے جس کی مجھے تلاش تھی، ذرا اس کا حلیہ بیان کرو۔

ام معبد : پاکیزہ رو--- کشادہ چہرہ--- پسندیدہ خوب صاحب جمال، حسن مجسم آنکھیں سیاہ--- روشن اور فراخ پیشانی--- بال گھنے سیاہ گھنگریالے--- آواز میں کھنکھناہٹ--- لمبی گردن--- خاموش و باوقار--- گفتگو دل پذیر و دل نشیں عالی مرتبت و پاکباز--- میانہ قد نہ پست نہ طویل، جان نثار ساتھی، ایک کامل و مکمل انسان۔

ابو معبد : (محویت کے عالم میں) خدا کی قسم یہ تو ہی خزید قریشی ہے جس کی میں تلاش عرصہ سے کر رہا ہوں، اب ضرور ملوں گا۔

Marfat.com

غار ثور کا قیام:

غار ثور میں آپ تین دن رکے رہے۔ اس دوران ابوبکر کے بیٹے عبداللہ کا ان سے رابطہ رہا۔ وہ انہیں خوراک و دودھ وغیرہ جہاں پہنچاتے وہاں انہیں کفار کی دن بھر کی سرگرمیوں سے بھی مطلع کرتے رہتے۔ ایک دن تو پیچھا کرتے کرتے کفار بالکل غار کے دھانے پر آ گئے۔ نیچے بیٹھے ابوبکر کو ان کے پاؤں تک نظر آ رہے تھے' اور ان کی باتیں سنائی دے رہی تھیں۔ ایک قریش کہہ رہا تھا' کیا بات ہوئی۔ غار سے جھانکے بغیر کیوں لوٹ آئے۔

ابوبکر یہ سن کر گھبرا گئے۔ جس پر حضرت ابوبکر نے کہا کہ نہ گھبراؤ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ قریش کے ادھر ادھر ٹہلنے کی آوازیں صاف آ رہی تھیں۔ اگر کوئی غار کے دھانے پر کھڑا اپنے پاؤں کو دیکھنے لگتا تو نیچے سے انہیں صاف دیکھ لیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو ان کے لیے پردے ڈال دیئے تھے۔ غار کو دیکھنے والے قریشی کا جواب تھا۔

"بھئی غار کی کیا بات ہے۔ شاید محمد ﷺ اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے ہوں جو وہاں اس وقت سے لکڑی نے جالا بنا ہوا ہے۔ جنگلی کبوتروں کا وہاں گھونسلہ بنا ہے' اور غار کے دہانے میں ایک درخت نے راستہ بند کر رکھا ہے۔ اس کے اندر تو کوئی بھی نہیں جا سکتا۔"

اور اس طرح مایوس و نامراد ہو کر غار سے وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔ تیسرے روز حضرت عبداللہ انہی دونوں اونٹنیاں اور عبداللہ بن ارقط جو ابھی مسلمان تو نہ ہوا تھا مگر قابل اعتماد تھا' کو لاکے تاکہ وہ آپ کو مدینہ تک گمنام راستوں سے لے کر چلے۔

آپ اور ابوبکر علیحدہ علیحدہ اونٹنیوں پر سوار ہو گئے۔ حضرت ابوبکر نے اپنے غلام کو اپنے ساتھ اونٹنی پر سوار کر لیا۔ قبلہ عبداللہ بن ارقط علیحدہ اپنی اونٹنی پر بیٹھ گیا۔ اور یہ قافلہ غیر آباد راستوں سے ہوتا ہوا مدینہ کے قرب و جوار میں واقع تین میل کے فاصلے پر واقع وادی قبا میں پہنچ گیا۔ یہاں مسلمانوں کے کئی اونچے گھرانے آباد تھے۔ آپ وہاں چودہ دن مہمان رہے۔ اس دوران آپ کی آمد کی خبر مدینے پہنچ گئی۔ آپ نے یہاں پر مسجد بنائی اور پہلی جمعہ کی نماز پڑھی۔ حضرت علی بھی یہیں آپ سے آ ملے۔

Marfat.com

مدینہ کے مسلمان تو کجا سارے اہل شہر پر مسرتوں کا دور دورہ تھا' سب خوشی سے اچھل کود رہے تھے۔ بچے اور بچیاں خوشی کے ترانے گا رہی تھیں۔ روزانہ آپ کا راستہ دیکھتے اور مایوس واپس لوٹ جاتے۔ ہر گھر پر عید کا سماں تھا۔ ایک یہودی یہ سماں دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ اس نے آتے قافلہ کو جب دیکھا تو وہ خوشی سے پکار اٹھا۔ لوگو' جس کا انتظار تھا وہ آ گیا۔

تمام بوڑھے' جوان' مرد و خواتین گھر سے استقبال کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ لوگ آپ سے ملے تک نہ تھے' لیکن بہت خوش تھے۔ ان کے سینہ میں محبت و شوق کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ بنو سالم کے ہاں آپ رکے اپنے اصحابہ سے ملے جو اس سے پہلے اکا دکا ہو کر یہاں آ چکے تھے۔ یہیں پر جمعہ کی نماز ادا کی۔

مدینہ میں آمد:

مدینہ جب داخل ہوئے تو عجب منظر تھا۔ قبا سے مدینہ تک جان نثاروں کی قطاریں لگی تھیں۔ مدینہ کے ہر گھر کی تمنا تھی کہ کاش رسول خدا ہمارے مہمان بنیں۔ ہر ایک آپ کو قیام کی دعوت دے رہا ہوتا مگر آپ تبسم فرما کر شکریہ ادا کر دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی ہے۔ اسے جہاں خدا کا حکم ہوگا' وہیں جا کر رکے گی۔ اور میرا قیام اسی جگہ ہوگا۔ اونٹنی مدینہ کی گلیوں میں چلتی رہی۔ صحابہ کرام کا انبوہ کثیر آپ کے ارد گرد تھا۔ اللہ اکبر اور طلع البدر علینا کے نعرے اور ترانے گونج رہے تھے۔ خراج عقیدت کے اس دلفریب اور روح پرور منظر میں آپ کی اونٹنی بنو بخار کے دو یتیموں کی زمین کے پاس بیٹھ گئی۔ اس میں کچھ قبریں تھیں اور کچھ کھجور کے درخت تھے۔ معاذ بن عفا آگے بڑھ کر عرض کرنے لگے۔

حضور: سہیل اور سہیل دو یتیم بچے میرے زیر پرورش ہیں۔ یہ زمین ان کی ہے۔ آپ خوشی سے یہاں مسجد بنائیں اور قیام فرمائیں میں انہیں راضی کر لوں گا۔ لیکن آپ نے خود یتیموں سے بات کی۔ انہوں نے زمین مفت دینا چاہی لیکن آپ نے پسند نہ فرمایا۔ اور قیمت دے کر زمین خرید لی۔ زمین برابر کر کے وہاں مسجد بنا دی گئی۔ حضرت ابو ایوب انصاری کے ہاں آپ مہمان بنے۔ سات مہینے آپ یہاں ٹھہرے۔

Marfat.com

اس دوران آپ کے حجرے وغیرہ تیار ہو گئے تو آپ وہاں منتقل ہو گئے۔

مہاجرین اور انصار میں مواخات قائم کی۔ مل جل کر کاشتکار کا کاروبار چلنے لگے۔ اور جلد ہی مہاجرین اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہو گئے۔ مدینہ میں یہودی بڑے مالدار تھے۔ اور ان کی خاصی آبادی تھی۔ آپ نے تمام اہل شہر کو بلا کر باہمی معاہدہ کیا کہ کوئی کسی کے مذہب کے معاملہ میں دخل نہ دے گا۔ اور اگر شہر پر کوئی باہر سے حملہ کرے گا تو تمام اہل شہر مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ مال غنیمت سب میں برابر تقسیم ہو گا۔ کوئی کسی کی عزت' مال اور جان کا برا نہیں مانگے گا۔ جب کوئی تنازعہ ہو گا تو نبی کریم فیصلہ کریں' اور اس طرح یہ معاہدہ تحریری شکل میں طے کر لیا گیا۔ جس سے مدینہ کی ایک پرامن حکومت قائم ہو گئی۔

Marfat.com

نقوش عزیمت

بعثت نبوی ﷺ سے لے کر ہجرت مدینہ تک کا مکی دور سراسر اضطراب' روح فرسا اور حوصلہ شکن واقعات سے بھرا ہوا ہے۔ بدبختی سے قریش مکہ نے اپنی قبائلی نخوت و غرور' جہالت' آبائی رسم و رواج اور عقائد سے اندھی وابستگی کی وجہ سے دین حق کے ابھرتے نور سے اپنی آنکھیں موندلیں۔ تاہم قدرت جسے ایمانی نور کی دولت سے سرفراز کردیتی تو یہ عقل کے اندھے اُس کا جینا حرام کردیتے۔ تشدد اور ایذا رسانی کے وہ وہ طریقے آزمائے گئے کہ ان کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن کفر کی تمام حشر سامانیوں کے باوجود اہل حق نے صبر و تحمل اور عزیمت سے اپنے ایمان وایقان کو جس طرح محفوظ رکھا وہ آج بھی اہل ایمان کے لیے حوصلہ افزا اور ایمان افروز ہے۔ حضرت یاسر' ان کی بیوی سمیہ اور بیٹے حضرت عمار کا شمار مکہ کے غریب لوگوں میں ہوتا تھا۔ ان کا گھر بھی ابوجہل کے پڑوس میں تھا۔ اوائل اسلام ہی میں اسلام کا نور ان کے دلوں کو منور کرگیا۔ جس پر کفار مکہ نے ان کا جینا دوبھر کردیا۔ ان کے کپڑے اتار دیئے جاتے اور سخت دوپہر میں تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیا جاتا۔ کبھی آگ میں ان کے اعضا جلائے جاتے اور کبھی گہرے پانی میں ان کو غوطے دیئے جاتے۔ اس بے کسی کے عالم میں ایک دفعہ پیغمبر رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا تو آپ انتہائی درد بھرے لہجے میں صرف تسلی ہی دے سکتے کہ یاسر صبر کرو بے شک صبر کے عوض اللہ نے تمہارا ٹھکانہ جنت بنادیا ہے۔ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ مصائب کو جھیلتے جھیلتے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا پر ابوجہل کا تشدد جاری رہا۔ وہ ہر وقت آپ کی

Marfat.com

جان کے پیچھے پڑا رہتا' اور بڑی بے دردی سے مارتا۔ لیکن آپ برابر احد احد کی لے سے اپنا دکھ سہلاتی رہتیں۔ ایک دن ابوجہل کو اس عزیمت پر اس قدر غصہ آیا کہ اس نے ہاتھ میں لی ہوئی برچھی کھینچ کر ایسی ماری کہ آپ بھی اپنے خالق حقیقی کے حضور جا پہنچیں۔ اور اس طرح آپ کو شہادت کا پہلا شرف ہوا۔

حضرت عمار جوان تھے' ان کو ظالم لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں چھوڑ دیتے۔ تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے اور اتنا مارتے کہ آپ بے ہوش ہو جاتے۔ لیکن اس قدر تشدد اور ظلم کے باوجود آپ نے اسلام سے روگردانی نہ کی۔ اور آپ آخر دم تک صابر و شاکر ہو کر ظلم و جدل کا مقابلہ کرتے رہے۔

حضرت جناب رضی اللہ عنہ ام انمار کے غلام تھے۔ اوائل اسلام میں ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو نور ایمان سے سرفراز کیا۔ لیکن اس کی قیمت انہیں بے پناہ تشدد اور ظلم برداشت کر کے چکانا پڑی۔ ام انمار روزانہ لوہے کی سلاخیں گرم کر کے ان کے سر پر رکھ دیتی۔ اور کبھی کبھی کوئلوں کو دہکا کر ان پر آپ کو چت لٹا کر اوپر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے۔ آپ تڑپ کر ہل بھی نہ سکتے اور کوئلے آپ کے جلتے خون سے ٹھنڈے پڑ جاتے۔ آپ نے ایک دفعہ ان مظالم کی فریاد نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ خدایا' جناب کی مدد کر۔

اللہ کے نبی کی دعا رنگ لائی اور ام انمار کے سر میں ایسی بیماری پڑی کہ اس کا علاج گرم سلاخوں سے سر کو داغ کر کرتے۔ حضرت جناب سلاخیں گرم کرتے اور پھر اس کے سر میں داغتے۔ اور اس طرح اس کے مظالم کا آپ نے اپنے ہاتھوں سے بدلہ لیا۔

حضرت جناب کو اللہ نے طویل عمر عطا کی۔ آپ نے جنگ بدر اور جنگ احد میں حصہ لیا۔ اور خلفائے ارامہ کے دور کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آپ تشریف لائے تو آپ نے مسند خلافت سے اٹھ کر آپ کو وہاں بٹھاتے ہوئے کہا کہ تمام صحابہ میں سے حضرت بلال یا آپ اس مسند کے حقدار ہیں۔ آپ نے مشرکین کی ایذا رسانی کے واقعات سنانے کے لیے کہا تو آپ جواب دینے میں ہچکچائے۔ جب حضرت عمر نے اصرار کیا تو آپ نے اپنی پیٹھ سے چادر سرکا دی۔ حضرت عمر آپ کی پشت اور جسم پر لگے ہوئے زخموں کے نشانات دیکھ کر انگشت بدنداں رہ

Marfat.com

گئے۔ حضرت جناب رضی اللہ عنہ آپ کے استفسار پر فرمانے لگے کہ مشرکین لوہے کی چادر گرم کرتے جب وہ انگارہ بن جاتی تو میرے کپڑے اتار کر مجھے پیٹھ کے بل اس پر گھسیٹتے جس سے میرے بدن کا گوشت پیٹھ کی ہڈیوں سے الگ ہو جاتا۔ میرے بدن سے نکلنے والا خون اس آگ کو بجھا دیتا۔ آخری عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال کی کثرت عطا کی۔ اس قدر سونا چاندی اکٹھا ہو گیا کہ آپ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا' آپ نے مال کو راہ خدا میں بانٹنے کا یہ طریقہ نکالا۔ کہ آپ درہم و دینار ایک خاص جگہ پر رکھ دیتے جس کا فقرا و مساکین کو پتہ تھا۔ ضرورت مند آئے اور بغیر پوچھے اپنی ضرورت کے مطابق وہاں سے مال لے جائے۔ اس کے باوجود قیامت کے روز اس مال کی کثرت کا حساب دینے سے ڈرتے رہتے جب آپ پر مرض الموت کا وقت آیا تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میرے پاس اسی ہزار درہم ہیں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی ان کو کہیں چھپایا نہیں' اور نہ ہی کسی سائل کو محروم واپس لوٹایا۔ یہ بات کہتے ہی آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دلاسا دیتے ہوئے پوچھا تو آپ فرمانے لگے کہ میں اس لیے روتا ہوں کہ میرے بہت سے ساتھی اس دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوئے کہ انہیں مالی تنگدستی کا سامنا تھا' مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے اعمال صالحہ کا بدلہ یہ دنیاوی مال و متاع ہی نہ ہو۔ اور آخرت میں محروم کر دیا جاؤں' جب آپ کی وفات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

کہ اللہ جناب رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اس دلی رغبت سے اسلام قبول کیا۔ خوش دلی سے ہجرت کی اور مجاہد کے روپ میں زندگی بسر کی۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ یقیناً ان کی نیکیاں ضائع نہ کرے گا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی اوائل اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا۔ آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ جب اس کو پتہ چلا تو اس نے آپ کا کھانا پینا بند کر دیا۔ جب بھوک پیاس سے بے قرار ہو جاتے تو تپتی دھوپ میں گرمی سے دہکتی چٹانوں پر چت لٹا دیا جاتا اور چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے۔ اصرار کیا جاتا کہ محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ دو اور لات و عزیٰ کی پوجا کرو۔ ورنہ اسی طرح ایڑیاں رگڑتے رہو گے' لیکن

Marfat.com

آپ بڑی عزیمت سے یہ سارے مظالم سہتے اور آپ کی زبان پر احد 'احد' کے الفاظ کا ورد رہتا۔

آپ پر ایمان کا نشہ اس قدر طاری تھا کہ آپ یہ الفاظ زور زور سے دہراتے۔ تاکہ کفار مکہ کو ان کی ایذا رسانی کا برابر جواب ملتا رہے' رحمت عالم ﷺ کا جب گزر ہوتا تو ان کی مظلومی دیکھ کر تڑپ جاتے۔ اور درد بھرے لہجے میں فرماتے۔

بلال' گھبرانا نہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد نجات دے گا بے شک وہ ذات واحد و یکتا ہے۔ کبریائی اسی کو زیب ہے۔ اللہ تجھے صبر و برداشت کی قوت عطا کرے۔

آپ پر تشدد اور ظلم کے طرح طرح کے حربے آزمائے گئے۔ گلے میں رسی ڈال کر مکہ کے بازاروں میں گھسیٹا جاتا۔ لونڈروں کے رحم و کرم پر ڈال دیئے جاتے۔ لیکن آپ کے ایمان میں کسی قسم کا کوئی اضمحلال نہ آیا۔ آپ پر کئے جانے والے مظالم اہل ایمان سے نہ دیکھے جاتے۔ ایک روز اتفاقاً حضرت ابوبکر کا ادھر سے گزر ہوا تو حضرت بلال کی حالت دیکھ کر آگے نہ بڑھ سکے۔ فوراً امیہ کے پاس گئے اور بولے۔ "ارے! تجھے ذرا بھی اپنے رب کا ڈر نہیں کہ اس بے چارے کو مار مار کر یہ حال کر دیا ہے۔"

امیہ بولا : "تم نے ہی تو اس کو بگاڑا ہے۔ اب تم ہی بچاؤ۔"

ابوبکر بولے : اچھا میرے پاس ایک مشرک غلام ہے تو وہ لے لے اور اسے مجھے دے دے۔

امیہ بولا : مجھے منظور ہے۔ اسے لے جاؤ اور وہ میرے حوالہ کر دو۔

حضرت ابوبکر نے حضرت بلال کو لے کر آزاد کر دیا۔ آپ نے اس سے پہلے بھی کئی غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ تو آپ کے باپ نے کہا۔

ابوبکر : بیٹے تم تو بہت کمزور کمزور غلام آزاد کر رہے ہو۔ ذرا ایسے غلام آزاد کرو جو بہادر اور طاقتور ہوں کہ وقت پڑے تو کچھ کام بھی آسکیں۔ اور مصیبت میں تمہاری مدد کر سکیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے : ابا جان میرا مقصد تو صرف اللہ کی خوشنودی ہے۔ اللہ کا نام لینے والوں پر اس طرح کے مظالم مجھ سے دیکھے نہیں جاسکتے۔

حضرت بلال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور خادم خاص تھے۔

Marfat.com

مسجد نبوی میں اذان دینے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ آپ کی زبان میں لکنت تھی جس کی وجہ سے آپ کی اذان کا لہجہ پر درد اور پر کیف تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مدینے میں رہنا مشکل ہوگیا۔ شام ہجرت کر گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں داعی اجل کو بعثت نبوی سے دو سال قبل بصرہ سے ملحقہ قدیم شہر ابلد کا گورنر سنان بن مالکؒ غیری تھا۔ اس کی تقرری شاہ ایران کی ایما پر کی گئی تھی۔ حضرت صہیب اس کا انتہائی لاڈلا بیٹا تھا۔ خدام اور حفاظتی دستے کے ساتھ وہ عراق کے خوبصورت مقام سنی کی سیر کو نکلا تو رومیوں نے بستی پر حملہ کردیا۔ حفاظتی دستہ قتل ہوگیا اور صہیب غلام بنا کر منڈی میں بیچ دیئے گئے۔ عربی زبان تو بھول گئے لیکن یہ احساس برابر جوان رہا کہ میں عربی النسل صحرائی باشندہ ہوں۔ ایک روز مالک کے پاس ایک نصرانی نجومی نے باتیں کرتے ہوئے بتایا کہ عنقریب جزیرہ نمائے عرب کے شہر مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ جو حضرت عیسیٰ بن مریم کی نبوت کی تصدیق کرے گا اور لوگوں کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر دین کی روشنی کی طرف نکال لائے گا۔

حضرت صہیب اسی شوق میں غلامی کی زنجیریں توڑ کر ایک دن بھاگ نکلے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے مکہ معظمہ آپہنچے۔ آپ نے یہاں کے ایک سردار عبداللہ بن جدعان کے اشتراک سے تجارت شروع کردی۔ ایک روز سفر تجارت سے واپس لوٹے تو انہیں اطلاع ملی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کردیا ہے۔ اور لوگوں توحید باری تعالیٰ اور ایمان لانے کی تلقین کرتے ہیں' عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور فواحش منکرات سے روکتے ہیں۔ آپ کی ایمان لانے کی خواہش جاگ اٹھی فوراً آپ کی تلاش میں دار ارقم کا رخ کیا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آپ کے گھر کے دروازے پر پہلے سے کھڑے تھے۔ پہلے تو گھبرائے لیکن پھر ہمت کر کے عمار سے پوچھا کہ کیا ارادے ہیں۔ عمار رضی اللہ عنہ بولے' آپ کے کیا ارادے ہیں۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بولے کہ میں تو اس شخص سے ملنا چاہتا ہوں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ تاکہ اپنے کانوں سے اس کا پیغام سن سکوں اور ان آنکھوں سے اسے دیکھ سکوں۔ حضرت عمار بولے میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ حضرت صہیب سن کر خوش ہوئے اور بولے تو پھر آیئے دونوں اللہ کا نام لے کر اندر چلتے ہیں۔ دونوں اندر داخل ہوئے

Marfat.com

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہی دست ساتھیوں میں تشریف فرماتھے اور لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کررہے تھے۔ دونوں نے آپ کے ارشادات سنے تو ایمان کی شمع دل میں منور ہوگئی۔ فوراً آپ کے حضور حاضر ہوکر بیعت کی اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ دوسرے روز جب لوگوں کو پتہ چلا تو آپ کی جان کی دشمن ہوگئے۔ آپ کے گھر کا محاصرہ کرلیا گیا۔ اور آپ کو پکڑ کر اذیت و تشدد کے پہاڑ توڑ دیئے۔ آپ بار بار بے ہوش ہوجاتے۔ جب ہوش میں آتے تو پھر مظالم کا سلسلہ شروع ہوجاتا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دے دے تو آپ بھی ہجرت کرنے پر تیار ہوگئے۔ کفار کو آپ کے اس ارادہ کا پتہ چلا تو انہوں نے جاسوس مقرر کردیئے۔ کفار مکہ کو اندیشہ تھا کہ اگر یہ گئے تو اپنے ساتھ مال تجارت اور سونا چاندی بھی لے جائیں گے۔ نگہبانوں اور جاسوسوں کی آنکھیں بچاکر نکلنا مشکل ہوگیا۔ ایک رات شدید پیٹ درد کا شور مچایا تو جاسوس آپ کی اضطراری حالت دیکھ کر گہری نیند سوگئے۔ اور آپ انہیں سوتا دیکھ کر فوراً چل نکلے۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ جاسوسوں کو جاگ ہوگئی۔ فوراً تعاقب میں گھوڑا سوار سرپٹ دوڑے۔ جب تعاقب میں آتے گھوڑ سواروں کو دیکھا تو فوراً اپنے تیر کش سے تیر نکال کر ایک چوٹی پر کھڑے ہوگئے۔ اور کمان پر تیر چڑھا کر کہنے لگے۔ اے قریش، تم جانتے ہو کہ میں تم لوگوں سے بڑھ کر تیرانداز ہوں اور میرا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا۔ اس لیے خدا کی قسم جب تک میرے تیر ختم نہ ہوگئے اور میری تلوار تمہاری گردنوں کا بوجھ نہ اتارے گی، میری معرکہ آرائی ختم نہ ہوگی۔ اس پر ایک قریش سردار بولا۔ لات و عزیٰ کی قسم۔ صہیب ہم تمہیں یہاں سے جانے نہ دیں گے جب تم یہاں آئے تھے تو مفلس و تلاش تھے، لیکن تم اب دولتمند ہوگئے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم تمہیں سارا مال و متاع یہاں سے لے کر جانے دیں۔ اور خود دیکھتے رہ جائیں۔

حضرت صہیب نے سردار کی بات سن کر کہا اگر میں اپنا سارا مال تمہارے سپرد کردوں تو کیا تم میرا راستہ چھوڑ دو گے۔ جس پر وہ بیک زبان بولے۔ ہاں تم اپنا مال ہمارے سپرد کردو تو ہم تمہارا راستہ نہ روکیں گے۔ آپ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ جاؤ میرے گھر کے فلاں کونے میں میرا خزانہ چھپا ہے، جاکر نکال لو۔ چنانچہ سب لوگ لوٹ

Marfat.com

گئے اور آپ کا سارا مال نکال کر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور حضرت صہیب اطمینان قلب کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے۔ وادی قبا پہنچے تو دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے پہنچ چکے ہیں۔ فوراً حاضری دی۔ آنحضرت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ابو یحییٰ سودا نفع بخش رہا، سودا بہت ہی مفید رہا۔ آپ نے یہ جملہ تین دفعہ فرمایا۔ حضرت صہیب یہ کلمات سن کر خوشی سے تمتما اٹھے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدا مجھ سے پہلے تو آپ کے پاس کوئی نہیں آیا۔ یقیناً یہ خبر آپ کو جبریل علیہ السلام نے دی ہوگی۔ آپ نے تصدیق کردی اور وہ آپ کی شان میں نازل ہونے والی آیات تلاوت کی جس میں خداوند کریم نے فرمایا۔

انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان کا سودا کرلیتا ہے، اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے۔

حضرت ابو فکیہہ رضی اللہ عنہ نے بھی اوائل اسلام میں ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام قبول کرلیا یہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ اسلام کا قبول کرنا ہی تھا کہ آپ پر تشدد کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ان کے پاؤں میں رسی باندھ کر سارے بازاروں میں گھسیٹا گیا۔ اور پھر شدید گرمی سے دہکتی ریت پر لٹا دیا گیا۔ اتفاق سے قریب سے ایک گریلا گزرا تو استہزاء پوچھا گیا کیا تمہارا یہی خدا تو نہیں۔ آپ نے کمال صبر و شکر سے سب کچھ برداشت کرتے ہوئے کہا کہ میرا اور تمہارا خدا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس پر امیہ اور غضبناک ہوگیا۔ فوراً آپ کی گردن پر سوار ہوکر پورے زور سے آپ کا گلا دبانے لگا۔ لوگ تو سمجھے کہ آپ کا دم نکل گیا ہوگا، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس عزیمت اور برداشت سے نوازا تھا۔ وہ مثالی تھی۔ آپ کی زبان پر یہی ہوتا کہ میرا اور تمہارا خدا صرف اللہ تعالیٰ ہے وہی موت و حیات کا مالک ہے۔

یہ سلسلہ مظالم کوئی ایک دن نہ رہا بلکہ اس وقت تک کیا جاتا جب تک کہ خوف و دہشت کے ہاتھوں کوئی مجبور ہوکر ہاں نہ کردیتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو کبیر السن تھے صاحب جاہ و اعزاز تھے۔ جب اسلام لائے تو ان کے چچا نے رسی سے باندھ کر مارا اور طرح طرح سے اذیتیں دی لیکن ایمان کا نشہ نہ اتر سکا۔

حضرت زبیر بن العوام ایمان لانے والے پانچویں مسلمان تھے، اسلام لائے تو چچا

Marfat.com

نے ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں تک دیا۔ لیکن آپ نے کمال عزیمت سے تمام بے رحم مظالم برداشت کئے۔ اور راہ حق سے متزلزل نہ ہوئے۔

حضرت زید بن عمرو بعثت اسلام سے قبل ہی دین حنیف پر تھے۔ آپ کی بیوی صفیہ بنت عبداللہ الحضری آپ کی جاسوسی کرتی' خطاب بن نفیل جو آپ کے چچا تھے' آپ کی راہ حق کے لیے تڑپ پر بڑے افروختہ تھے۔ آپ کعبہ کے سامنے جاتے تو بڑے دردمندی سے کہتے۔

> بعجز و انکسار سے حاضری دیتا ہوں۔ واقعی تیری ہی دربار کی حاضری اصل حاضری ہے۔ میں اس گھر کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں۔ جس کی پناہ حضرت ابراہیم نے طلب کی۔ اے اللہ میری ناک تیری لیے ذلت سے مٹی کو رگڑ رہی ہے میں تیرے سامنے سر بسجدہ ہوں۔ جو تکلیفیں تو مجھ پر ڈالے میں انہیں برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

خطاب نے آپ پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ قریش کے گنوار نوجوانوں سے پٹوایا۔ مکہ سے نکال کر پہاڑی ٹیلوں پر رہنے کے لیے مجبور کردیا۔ جب نیچے آنے لگتے تو جاہل نوجوانوں سے پٹوا دیتے۔ آخر تنگ آکر ہجرت کرگئے دربدر ٹھوکریں کھانے لگے۔ یہودی علماء سے دین حق کے بارے استفسار کرتے تو وہ بتاتے کہ دین ابراہیمی پر ایک نبی تیرے ہی شہر میں مبعوث ہونے والا ہے۔ اس لیے ادھر ہی لوٹ جاؤ۔ فوراً وہاں سے مکہ کو واپس ہوئے۔ لیکن جب بنی لخم کی بستیوں میں پہنچے تو ان لوگوں نے حملہ کرکے انہیں قتل کرڈالا۔ ورقہ بن نوفل نیاس کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا اے ابن عمرو تو نے سیدھی راہ اختیار کی اور تو ایسی جگہ جا پہنچا جہاں کا رہنا عزت ہے۔ تو وہاں ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات کرے گا۔ تو سرکش لوگوں اور آگ میں گرنے والوں میں سے نہ تھا۔

حضرت ابوذر غفاری مکہ سے دور ایک بستی ودان میں رہتے تھے۔ آپ قبیلہ غفار کے فرد تھے۔ آپ تو بچپن ہی سے بت پرستی سے نفرت تھی۔ اور دین حق کے متلاشی تھے۔ آپ کو جب پتہ چلا کہ مکہ معظمہ میں نبی کی بعثت ہو چکی ہے تو فوراً اپنے بھائی انیس کو خبر لینے کے لیے بھیجا۔ انیس نے مکہ پہنچتے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضری دی۔ غور سے آپ کی باتیں سنیں' اور تمام حالات کا تفصیلی جائزہ

Marfat.com

لے کر فوراً واپس ہو گئے' حضرت ابوذر غفاری نے واپسی پر اپنے بھائی کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اور بڑے اشتیاق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے سوالات کرنے لگے' جس پر حضرت انیس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

"بھائی خدا کی قسم میں نے نبی کریم ﷺ کو بچشم خود دیکھا ہے' وہ لوگوں کو اچھے اخلاق کی دعوت دیتا ہے' آپ کی گفتگو اتنی پر تاثیر ہوتی ہی کہ سننے والے کو وجد آجاتا ہے' اور متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ آپ کی کلام بلیغ اور مربوط ہوت ہے۔ لیکن اس پر شعرگوئی کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔"

جس پر بے تابی سے ابوذر بولے تو پھر بھائی یہ بتاؤ کہ لوگ ان کے بارے کیا کہتے ہیں۔ حضرت انیس بولے کہ وہاں کے لوگ انہیں جادوگر' نجومی اور شاعر سمجھتے ہیں۔ حضرت ابوذر پریشان ہو گئے اور بھائی سے بولے۔ پیارے بھائی آپ کے بیان سے میری تشفی نہیں ہوئی۔ اور اب میری طلب اور بڑھ گئی ہے۔ اس لیے میرے اہل واعیال کا خیال رکھنا اور میں خود اب صورتحال کا جائزہ لینے جاتا ہوں۔

چنانچہ دوسرے روز زاد راہ رو پانی کا مشکیزہ لے کر عازم مکہ ہو گئے۔ پیدل مسافت طے کرتے جب مکہ معظمہ پہنچے تو پتہ چلا کہ جو بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں دلچسپی لیتا ہے۔ قریش اس کی جان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ چانچہ بڑے محتاط ہو کر بیت اللہ جاکر لیٹ گئے۔ حضرت علی کی ان پر نظر پڑی تو سوچا کہ یہ تو کوئی اجنبی مسافر ہے۔ ان کے پاس آئے اور گھر چلنے کی دعوت دی' آپ رضامند ہو گئے۔ حضرت علی ان کی ضیافت کا پورا پورا اہتمام کیا۔ لیکن ان کی آمد کے حوالہ سے کوئی بات نہ پوچھی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رات بڑے آرام سے گزاری۔ صبح ہوئی تو اپنا سامان لے کر پھر بیت اللہ جا پہنچے۔ دوسرا دن بھی سارا وہیں گزار دیا۔ اور ماحول کا مشاہدہ کرتے رہے۔ دوسرے دن کی شام کو جب حضرت علی نے پھر لیٹے دیکھا تو سوچا کہ شاید مسافر کو ابھی اپنی منزل نہیں ملی۔ اس لیے دوبارہ انہیں گھر چلنے کی دعوت دی' آپ ساتھ ہو لیے۔ اس رات بھی آپ نے حسب استطاعت بڑی مہمانداری کی لیکن مکہ میں آپ کی وجہ آمد کا بالکل ذکر نہ چھیڑا آپ نے بھی یہ رات گزاری اور دوسرے دن پھر بیت اللہ جابیٹھے۔ سارا دن یہیں لوگوں کی آمدورفت کو دیکھتے رہے۔ اور کسی سے کوئی کلام یا

Marfat.com

استفسار نہ کیا۔ شام ہوئی تو وہیں لیٹنے لگے۔ تو حضرت علی نے پھر گھر آنے کی دعوت دی۔ گھر لے آئے اور طعام و قیام کا انتظام کیا۔ اور اس دوران پوچھا کہ مہمان محترم اگر برا نہ مانیں تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کے مکہ میں آنے کا کیا مقصد تھا۔ حضرت ابوذر نے ایک نگاہ میزبان پر ڈالی اور قدرے تامل کے ساتھ بولے۔ میرے میزبان اگر آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ آپ میری صحیح راہنمائی کریں گے۔ تو میں آپ کو اپنے آنے کا مقصد بتائے دیتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "بالکل! کیوں نہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی پوری دیانتداری سے راہنمائی کروں گا۔"

ابوذر رضی اللہ عنہ بولے۔ "میں دور دراز کا سفر طے کر کے محض اس لیے آیا ہوں کہ میں اس عظیم ہستی کی زیارت کروں جس کو اللہ نے یہاں نبی بنا کر معبوث کیا ہے۔ میں ان سے مل کر اپنے کانوں سے اللہ کا کلام سننا چاہتا ہوں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی خواہش سن کر فوراً خوشی سے دمک اٹھے۔ اور فرمایا "خدا کی قسم' آپ سچے رسول کے طالب ہیں۔ اور آپ صحیح جگہ پر پہنچ گئے ہیں۔ آپ کا پیغام امن و سلامتی کا پیغام ہے۔ خداوند وحدہ لاشریک نے جس بندے کو اس مقام پر سرفراز فرمایا ہے اس سے مل کر آپ کی راہ حق کی طلب میں اٹھائی گئی تمام مشکلات بار آور ہو جائیں گی۔ جہاں کے حالات ابھی مصائب و مشکلات کا شکار ہیں۔ مکہ کے لوگ ابھی پرانی روش پر اندھے ہو کر راہ حق سے منہ موڑے بیٹھے ہیں۔ ان کو اپنے آباد کی جہالت کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں' وہ پتھر کے بے جان بتوں کو خدا سمجھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ انہیں کوئی فائدہ یا نقصان نہیں دے سکتے۔ وہ اللہ کے نبی کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے بڑی رازداری سے اپنی تلاش شروع کی ہے۔ یہ آپ کا بہت اچھا فیصلہ ہے۔ یہاں جو بھی نبی کریم ﷺ سے ملنے آتا ہے یہاں کے لوگ اس کی جان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ آپ کل میرے ساتھ چلنا۔ میں آگے آگے چلوں گا اور تم میرے پیچھے بالکل اجنبی بن کر چلتے آنا۔ جہاں پر کوئی خطرہ ہوا تو میں رک جاؤں گا لیکن تم چلتے رہنا۔ اور پھر جب میں ایک گھر میں داخل ہو جاؤں تو تم بھی بے دھڑک داخل ہو جانا۔ اب آپ آرام کریں۔ انشاء اللہ کل آپ کو آپ کے محبوب نبی

Marfat.com

ﷺ کے حضور لے چلوں گا۔

رات گزری تو صبح سویرے ناشتہ کر کے حسب پروگرام چل دیئے۔ حضرت ابوذر ان کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ بالآخر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ارقم کے گھر داخل ہوئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے داخل ہو گئے' اور اس طرح اپنے محبوب اقدس کے حضور حاضر ہو کر کہا۔

السلام علیکم یا رسول اللہ (اے اللہ کے رسول تم پر سلام ہو)

آپ نے جواباً فرمایا۔

وعلیکم السلام اللہ ورحمتہ وبرکاتہ'

اور آپ پر بھی اللہ کا سلام' اس کی رحمت اور اس کی برکت ہو۔ تاریخ اسلام میں آپ کا یہ انداز ملاقات ایک مستقل شعار بن گیا۔ اور اللہ نے اس کی تحسین فرمائی۔

آپ نے اپنا تعارف کرایا اور اپنی غرض و غایت بیان کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اللہ کا قرآن سنایا اور اسلام کی دعوت دی۔ آپ نے فوراً دعوت اسلام پر لبیک کہا۔ آپ کچھ دیر تک آپ کی محفل میں رہے۔ اور مسائل دینی سے آگاہی حاصل کی۔ نبی کریم ﷺ نے قرآن کی تعلیم دینے کے بعد آپ کو تلقین کی کہ ابوذر ابھی یہاں اپنے ایمان لانے کا کہیں ذکر نہ کرنا۔ کیونکہ یہاں کے لوگ مسلمانوں کی جان کے دشمن ہے۔ اس لیے کہیں ان کے ظلم کا آپ نہ شکار بن جائیں۔

حضرت ابوذر غفاری آپ کی اس تلقین پر درخواست گزار ہوئے۔ اے رسول خدا خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں مکہ سے روانگی سے قبل اپنے ایمان لانے کا اعلان ضرور کر کے جاؤں گا کیونکہ قریش کے سامنے کلمہ حق کہنے کو میرا جی چاہتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جذبات سن کر خاموش ہو گئے۔ آپ چند دن مزید مکہ میں رہے' اور معمول کے ساتھ آپ کی مجلس میں حاضری دے کر قرآن کی تعلیم لیتے رہے' اور اس طرح ایمان کی یہ روشنی آپ کے جسم کے پورے تار و پیر میں سرایت کر گئی۔ اور پھر ایک روز اس نور کے اظہار کے لیے بیت اللہ جا پہنچے۔ جہاں

Marfat.com

قریش آپس میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ وہاں جا کر کھڑے ہو گئے اور باواز بلند کہنے لگے۔ اے قریش۔ سن لو میں بنو غفار کا فرد ہوں اور میں نے صدق دل سے یہ اقرار کرلیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔

اہل قریش کا یہ سننا تھا کہ وہ بھڑک اٹھے اور آپ کو بے دریغ مارنا پیٹنا شروع کردیا۔ آپ لہولہان ہو گئے۔ اتنے میں حضرت عباس آپہنچے اور انہوں نے داخل ہو کر غصے کے ساتھ لوگوں کو ہٹا کر ابوذر کو ان کے تشدد سے نجات دلائی۔ آپ کے جب ہوش ٹھکانے آئے تو آپ نے فوراً آنحضرت کی مجلس میں حاضری دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی حالت دیکھ کر بڑے رنجیدہ ہوئے' اور فرمانے لگے۔ ابوذر! کیا میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا؟"

ابوذر بولے' اللہ کے رسول۔ آپ نے یقیناً مجھے روکا تھا۔ لیکن میری دلی تمنا تھی کہ مشرکین کے نرغے میں ایک مرتبہ اسلام کا اعلان کردوں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی مرہم پٹی کروائی اور آپ کو چند دنوں کے آرام کے بعد فوراً اپنی قوم کے پاس چلے جانے کا حکم دے دیا۔ اور تلقین کی کہ اپنی قوم کو حق کی دعوت دو شاید آپ کے ذریعہ ان کی کایا پلٹ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے لیے یہ اس کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ بن جائے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں واپس اپنی بستی آ گئے۔ گھر والوں کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور ان کی تعلیمات کے احوال سنائے تو سب مسلمان ہو گئے۔ اور پھر دعوت کا یہ کام قبیلہ میں شروع ہوا تو قبیلہ والے مسلمان ہو گئے۔ اور بستی میں باقاعدہ طور پر نماز باجماعت کا اہتمام کردیا گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو پھر حاضری دی اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ہمہ وقت آپ کی خدمت کرتے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے۔ تو مدینہ میں رہنا مشکل ہو گیا۔ طبیعت بے چین رہتی۔ ملک شام ہجرت کر گئے۔ عہد فاروقی تک وہیں رہے۔ عہد عثمانی میں دمشق چلے گئے۔ لوگوں کو جب دنیاوی جاوہ جلال میں ڈوبے دیکھتے تو بڑے کبیدہ خاطر ہوتے اور بڑی سختی سے لوگوں پر تنقید کرتے۔ حضرت عثمان

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدینہ منورہ بلالیا۔ مدینہ میں بھی آپ کی طبیعت لوگوں کی دنیاداری دیکھ کر اور پریشان ہو گئی۔ چنانچہ مدینہ چھوڑ کر قریب کی ایک بستی میں چلے گئے۔ آپ کے گھر میں کوئی سامان نہ تھا۔ ایک دفعہ ایک مہمان دوست نے پوچھا کہ گھر میں کوئی سامان نہیں ہے' تو فرمانے لگے ایک دوسری جگہ گھر ہے اچھا سامان وہیں بھیج دیتا ہوں۔ مہمان سمجھ گیا کہ آپ کی مراد آخرت کے گھر سے ہے۔ مہمان بولا۔ اے ابوذر جب تک آپ اس گھر میں ہیں یہاں رہنے کے لیے بھی تو کچھ سامان آپ کے پاس ہونا چاہیے' تو فرمانے لگے۔ دوست' گھر کا اصل مالک ہمیں یہاں رہنے نہیں دے گا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی عزیمت دیکھ کر ہی یہ فرمایا تھا کہ ارض وسماء نے آج تک ابوذر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی دل کا صادق نہ دیکھا ہو گا۔

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق ابولہب' حکم بن ابی العاص' عقبہ بن ابی معیط' عدی بن حمرالثقفی اور ابن الاصداء الہذلی جیسے لوگ ہر وقت آپ کو تکلیف و ضرر رسانی کے لیے پیش پیش رہتے۔ کبھی نماز کی حالت میں آپ پر اوجھڑی ڈالی جاتی اور کبھی آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیئے جاتے۔ ابن ہشام کے بیان کے مطابق ایک مرتبہ بازار میں آپ چلے جا رہے تھے کہ ایک قیشی آپ کے راستے میں آگیا اور ایک مٹی کا تو بڑا آپ کے سر پر ڈال دیا۔ انتہائی گرد آلود حالت میں آپ گھر پہنچے آپ کی صاحبزادی یہ حالت دیکھ کر زار و قطار رونے لگیں۔ آپ کے سر کو دھوئے جاتیں اور ساتھ ساتھ آہوں اور سسکیوں کی وجہ سے ان کی سانسیں بندھی تھیں۔ آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شفقت کے ساتھ سہارا دیتے ہوئے کہتے کہ بیٹی! نہ روؤ' صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا محافظ و نگران ہے۔

عرفہ بن زبر نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ایک دفعہ قریش کی طرف سے دی جانے والی ایذاؤں کے حوالے سے استفسار پر بتایا کہ ایک روز میں حرم کعبہ میں گیا تو اہل قریش حجر کے قیام پر جمع تھے اور آپ ﷺ کا تذکرہ زیر گفتگو تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے بڑا ضبط و تحمل سے کام لیا ہے' ابن عبداللہ ﷺ نے ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں اور ہمارے عقلمندوں کو احمق کہا۔ ہمارے دین کی عیب جوئی کی اور ہماری جماعت کو منتشر کر کے رکھ دیا۔ اسی دوران آپ ﷺ بھی ادھر آنکلے۔ انہوں نے

Marfat.com

حجر اسود کو بوسہ دیا بیت اللہ کا طواف کیا اور اہل قریش کی جماعت کے پاس سے گزرے تو ہر ایک نے مغلظات سے آپ کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ آپ کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے لیکن آپ خاموشی اور صبر کے ساتھ آگے گزر گئے۔ دوسری طرف جب طواف کے دوران وہاں سے گزرے تو پھر وہی گالیاں بکی جانے لگیں۔ آپ نے پھر بھی صبر و تحمل کیا اور آگے گزر گئے۔ تیسری بار جب پھر وہاں سے گزر ہوا اہل قریش نے پھر طعن و تشنیع سے کام لینا شروع کر دیا تو آپ وہاں رک گئے اور جلال بھری آواز میں بولے۔ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں تمہارے پاس ایک پاک اور صاف چیز لے کر آیا ہوں۔ سب لوگ سراسیمہ ہو گئے اور خوشامد اور دلجوئی کے انداز میں آپ سے کہنے لگے۔ ابو القاسم آپ جائیں آپ نے کبھی کوئی نادانی کی بات نہیں کی۔ آپ وہاں سے پھر طواف کرنے لگے اور طواف پورا کر کے چلے گئے۔ دوسرے روز اسی طرح پھر لوگ جمع ہوئے اور میں بھی وہیں موجود تھا۔ اہل قریش کل گذشتہ پر ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ تشریف لے آئے۔ تو اہل قریش ایک ساتھ آپ پر جھپٹ پڑے اور کہے جاتے کہ آپ ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں وہی ہوں جو ایسی باتیں کہتا ہوں اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ مدافعت پر آئے اور آپ کی جان چھڑوائی اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو مارتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا خدا صرف ایک اللہ ہے۔

اس طرح کے مکی زندگی میں آپ پر بیسیوں دفعہ مواقع آئے اور آپ نے بڑے صبر و تحمل سے تمام تکلیفیں برداشت کیں اور اپنی دعوت کو نہ چھوڑا آپ کو ہر طرح کی اذیت دی گئی اور اس کے لیے باقاعدہ جتھہ بندی قائم تھی۔ آپ پر پتھراؤ کیا گیا۔ آپ کی گردن میں پھندے ڈالے گئے۔ آپ کے اوپر غلاظتیں ڈالی گئیں۔ راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ استہزا اور بے ہودگی کا ہر موقع پر مظاہرہ کیا گیا۔ جادوگر اور پاگل کہا گیا۔

آپ کے خطاب کے دوران لغویات اور گالیوں کا شور اٹھایا جاتا اور لوگوں کو آپ سے بدظن کرنے کے لیے جھوٹ کے طومار باندھے جاتے۔ مسجد حرام میں نماز پڑھنے

Marfat.com

سے روکا گیا۔ برادری ترک کر کے شعب ابی طالب میں مقید کیا گیا۔ ہر طرح کے لالچ دیئے گئے اور قتل تک کی سازش کی گئی لیکن سب کچھ کے باوجود آپ نے کبھی بھی اپنی دعوت کو نہ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس ذمہ داری کا بوجھ ڈالا گیا تھا۔ اس کی بجا آوری میں کسی مصلحت اور ہزیمت کو جگہ پانے نہ دی یہاں تک کہ اللہ کی مدد شامل حال ہو گئی اور اذیت دینے والوں کا عبرتناک انجام ہوا۔

Marfat.com

سیادت و حکومت

مواخات

ہجرت مدینہ مسلمانوں کے لیے انتہائی عسرت' تنگدستی اور بے چارگی کے عالم میں کی گئی لیکن قیام مدینہ کے آغاز ہی میں نبی کریم ﷺ نے ایک عظیم الشان حکومت کی تاسیس کے لیے فوری نوعیت کے امور انجام دینا شروع کر دیئے۔ مہاجرین مکہ دین حق کی خاطر اپنا گھر بار' اعزہ و اقارب اور مال و متاع چھوڑ چھاڑ کر مدینہ پہنچے تھے۔ ان کی آبادکاری اور دلجوئی کے لیے انصار مدینہ نے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے۔ حضور اکرم ﷺ ان کے اس محبت و ایثار کو "مواخات" یعنی بھائی چارگی کے عمل سے مزید پختہ کر دیا۔ حضرت انس بن مالکؓ کے مکان پر مہاجرین و انصار کا ایک مشترکہ اجتماع کیا جس میں آپ نے ہر انصاری اور ایک مہاجر مکان کو بھائی قرار دینے کا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔ یہ کل نوے آدمی تھے آدھے مہاجرین اور آدھے انصار جن کے درمیان غمگساری اور بھائی چارگی باقاعدہ طور پر عمل میں آئی۔ ابتداء میں انصار نے اپنے کھجوروں کے باغات پیش کیے کہ آپ ان کو مہاجرین اور ہمارے درمیان برابر تقسیم کردیں آپ نے اس سے انکار فرما دیا۔ جس پر انصار نے کہا کہ پھر ایک صورت یہ ہے کہ مہاجرین ہمارے ساتھ کام کریں اور ہم پھلوں میں سے ان کو حصہ دار بنا لیتے ہیں۔ آپ نے اس صورتحال کو منظور فرماتے ہوئے کہا کہ اخراجات کی ذمہ داری انصار پر رہے گی۔ انصار نے اب بخوشی و انبساط منظور کر لیا۔ اس حوالہ سے حضرت سعد بن

Marfat.com

ربیع کا واقعہ بڑا روح پرور ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ان کا بھائی بنایا گیا۔ تو حضرت سعد بن ربیع نے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ تم میرے مال کو نصف نصف بانٹ لو۔ میری دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے ایک کو پسند کرلو تاکہ میں اس کو طلاق دے دوں اور تم عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرلو مواخات کا یہ نظام 6ھ تک برابر قائم رہا۔ جب خیبر کی فتح ہوئی تو مہاجرین نے انصار کو ان کے نخلستان واپس لوٹا دیئے۔

مواخات کے اس رشتہ سے مہاجرین و انصار میں وہ ماحول ابھرا جس نے ریاست مدینہ کی بنیادیں اور مضبوط سطح پر استوار کردیں۔ قبائلی عصبیت کا زہر ختم ہوا اور ایک امت و عالمی اخوت کا احساس ابھرا۔

مسجد نبوی کی تعمیر

مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے زمین کا انتخاب کیا گیا۔ منتخب زمین دو یتیم بچوں کی تھی۔ یہ تقریباً سو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی تھی اور اس میں مشرکین کی چند قبریں بھی تھیں کچھ ویرانہ تھا اور اس میں کھجور اور غرقد کے چند درخت بھی تھے۔ یتیم بچوں کو زمین کی قیمت دے کر یہاں تعمیر کا کام شروع کردیا گیا۔ دیواریں مٹی اور کچی اینٹوں سے اٹھائی گئیں۔ چھت کھجور کی شاخوں اور شہتیر کھجور کے تنوں سے بنائے گئے۔ فرش پر ریت اور کنکریاں بچھائی گئیں۔ مہاجرین و انصار نے بڑے شوق کے ساتھ اس کی تعمیر کا کام کیا۔ مسجد میں باقاعدہ اقامت نماز اور اذان کا نظام قائم کیا گیا۔

میثاق مدینہ

مدینہ منورہ میں اس سے پہلے ایک دیہی بستی کا ماحول تھا۔ لیکن اب اسی کی تشکیل اسلامی ریاست کے مرکز کے طور پر دینا مقصود تھا۔ اس لیے ضروری تھا کہ یہاں کے داخلی امن کو یقینی بنایا جائے۔ مدینہ میں بنی خطمہ، بنی واقف، بنی وائل، بنی امیہ اور بنی اوس کے صرف چند قبائل مسلمان تھے۔ جبکہ باقی قبائل میں اسلام کی دعوت پہنچانا باقی تھا۔ اوس و خزرج کے قبائل باہمی لڑائیوں اور خونریزیوں کی طویل تاریخ کے حامل

Marfat.com

تھے۔ لیکن اب ان کے درمیان رشتہ اخوت کو مضبوط کیا جاتا تھا۔ یہود کے یہاں دس قبائل آباد تھے۔ ان کی بھی آپس میں دشمنیاں تھیں لیکن مسلمانوں کے خلاف وہ ایک ہوسکتے تھے۔ چنانچہ اس ماحول کو پُرامن کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آتے ہی اہل مدینہ کا مشترکہ اجتماع کیا اور ان کو نئی صورتحال میں باہمی تعلقات اور حقوق و فرائض کا احساس دلاتے ہوئے شہر کی سیاسی تنظیم اور دفاعی حکمت عملی میں یک جان ہونے کی دعوت دی۔ اس موقع پر اہل مدینہ کے درمیان "میثاق مدینہ" کے نام سے ایک تحریری معاہدہ عمل میں لایا گیا جس پر تمام قبائل کے عمائدین نے دستخط کیے۔ معاہدہ کا متن حضرت امام 'عبید القاسم بن سلام کی روایت کے مطابق درج ذیل تھا۔

1۔ یہ محمد نبی و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد نامہ ہے جو قریشی وفد کی مسلمانوں اور ان لوگوں کے درمیان جو ان کی پیروری کر کے ان میں آملیں اور ان کے ساتھ آرہیں کے درمیان طے پایا۔
2۔ یہ سب لوگ مل کر دوسرے لوگوں سے الگ ہو کر ایک امت قرار پائیں گے۔
3۔ قریشی مہاجرین اپنے قبائلی نظام کے مطابق باہمی دیتیں ادا کریں گے۔ اسی طرح قیدیوں کو وار گزار کروانے کے لیے مسلمانوں میں مروجہ دستور اور عدل و انصاف کے مطابق فدیہ دیں گے۔
4۔ بنی عرف بھی اپنے قبائلی نظام کے مطابق اپنی پہلی دیتیں ادا کریں گے اور قیدیوں کا فدیہ مسلمانوں میں مروج دستور اور عدل و انصاف کے مطابق ادا کریں گے۔
5۔ بنو حارث (بنو خزرج) اپنے قبائلی دستور کے مطابق اپنی پہلی دیتیں ادا کریں گے اور ان کا ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ مسلمانوں میں مروجہ دستور و انصاف کے مطابق ادا کریں گے۔
6۔ بنی ساعدہ' بنی جشم' بنی نجار' بنی عمرو بن عوف' بنی نبیت اور بنی اوس اپنے اپنے دستور کے مطابق پہلی دیتیں ادا کریں گے اور ان کا ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ مسلمانوں میں مروج دستور کے مطابق ادا کریں گے۔
7۔ اہل ایمان اپنے کسی قرض دار کو بے یارومددگار نہیں چھوڑیں گے۔ بلکہ قاعدے کے مطابق دیت' اور تاوان ادا کرنے میں اس کی مدد کریں گے۔

Marfat.com

8- تقوی شعار مسلمان متحد ہو کر ہر اس شخص کی مخالفت کریں گے جو ان میں سے مومنوں کے درمیان ظلم' گناہ' زیادتی' سرکشی اور فساد و بغاوت کا موجب ہو گا- وہ سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے خواہ وہ ظالم ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو-

9- کوئی مومن کسی مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی مومن کے خلاف وہ کسی کافر کی مدد کرے گا-

10- سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مددگار و ساز گار ہوں گے-

11- اہل یہود میں سے جو بھی ہمارا تابع ہو جائے گا اس کے ساتھ دستور کے مطابق معاملہ کیا جائے گا اور انصاف و مساوات کا سلوک روا رکھا جائے گا- اس پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کے خلاف کسی کی مدد کی جائے گی-

12- مسلمانوں کی صلح یکساں اور برابر کی حیثیت رکھتی ہے- کوئی مسلمان قتال فی سبیل اللہ میں دوسرے مسلمان سے الگ ہو کر صلح نہیں کرے گا- اسے مسلمانوں کے درمیان مساوات و عدل کو ملحوظ رکھنا ہو گا-

13- ہر نمازی جماعت کے افراد آپس میں ایک دوسرے کی جانشینی کریں گے-

14- تقویٰ شعار مسلمان اس معاہدے کی شرائط پر کاربند رہیں گے-

15- کوئی مشرک یہودی قریش کے مال کو پناہ نہیں دے گا اور نہ ہی کسی مسلمان کے مقابلہ میں وہ قریش کی مدد کرے گا-

16- جو بھی کسی مومن کا خون ناحق کرے گا- اسے مقتول کے عوض قتل کیا جائے گا اور یہ کہ اس کے ورثاء اس مقتول کے عوض خون بہا لینے پر رضامند ہو جائے اور تمام اہل ایمان قاتل کے خلاف رہیں گے-

17- کوئی بھی مومن جو اس معاہدے کی پابندی کا اقرار کر چکا ہے- اللہ اور روز آخرت پر ایمان لا چکا ہے- یہ جائز نہ ہو گا کہ وہ کسی قانون شکن کی مدد کرے یا اس کو پناہ دے جو بھی کوئی مجرم کی مدد کرے گا یا پناہ دے گا قیامت کے دن تک اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہو گا- اس سے نہ بدلہ قبول کیا جائے گا اور نہ ہی فدیہ-

Marfat.com

18۔ جب بھی کسی معاملے میں اہل معاہدہ کوئی اختلاف کریں گے تو اس کے فیصلے کے لیے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔

19۔ مسلمان جب تک جنگ میں مصروف رہیں گے جنگی اخراجات میں یہودی ان کے شریک رہیں گے۔

20۔ بنی عوف کے یہودی بذات خود اپنے حلیفوں اور موالی کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے ساتھ ایک فریق اور جماعت ہوں گے۔ یہودی اپنے دین پر کاربند رہیں گے اور مسلمان اپنے دین پر البتہ جس نے ظلم و گناہ کیا وہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو مصیبت میں ڈالے گا۔

21۔ بنی نجار' بنی حارث' بنی ساعدہ' بنی جشم' بنی اوس اور بنی ثعلبہ کے یہود کے لیے بھی وہی مراعات اور فرائض ہوں گے۔ جو بنی عوف کے لیے ہوں گے۔ لیکن ان میں جس نے ظلم و زیادتی کی تو وہ اپنے آپ کو اپنے گھر والوں کو مصیبت میں ڈالے گا۔

22۔ بنو ثعلبہ بنی جفنہ کی طرح ہوں گے اور بنی شطیبہ کے لیے بھی وہی کچھ ہے جو بنی عوف یہودیوں کے لیے ہے۔ نیکی گناہ سے الگ ہو گی۔ بنو ثعلبہ کے موالی یا حلیف حقوق و فرائض میں انہی کی طرح ہوں گے۔

23۔ ان قبائل میں سے کوئی فرد حضرت محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر مدینہ سے اور معاہدے سے باہر نہیں نکلے گا۔

24۔ کوئی شخص حرم کا بدلہ لینے سے مانع نہیں ہو گا اور جو کوئی کسی کو قتل کرے گا بس وہ خود کو اور اپنے خاندان کو ہی ہلاک کرے گا۔

25۔ اہل اسلام پر اپنے اخراجات اور اہل یہود پر اپنے اخراجات واجب ہوں گے۔ نیز جو معاہدے کے شرکاء سے جنگ کرے گا تمام شرکاء معاہدہ اس کے خلاف آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

26۔ سب آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ رہیں گے اور ہر حال میں مظلوم کی مدد کریں گے۔

27۔ یہودی جب تک مسلمانوں کے ساتھ رہیں گے اپنا خرچہ خود برداشت کریں

Marfat.com

گے۔

28- معاہدے میں شریک لوگوں کے لیے مدینہ کی حدود کا داخلی علاقہ حرم کی حیثیت رکھے گا۔

29- ہر ایک کا ہمسایہ اپنے آپ کی طرح ہوگا اسے کوئی نقصان یا زیادتی نہ پہنچائی جائے گی۔

30- کسی کے زیر کفالت کو کوئی دوسرا اس کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دے گا۔

31- معاہدہ کرنے والوں کے درمیان جو بھی نیا معاملہ یا الجھن پیش آئے گی۔ جس سے نقصان یا فساد کا امکان ہوگا تو اس کے فیصلے کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

32- قریش اور ان کے مددگاروں کو کوئی پناہ نہیں دے گا۔

33- جو کوئی مدینہ پر یلغار کرے گا تو معاہدہ میں شریک تمام مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

34- مسلمانوں میں سے جو اپنے حلیف کے ساتھ صلح کرنے کے لیے یہود کو دعوت دے گا تو یہود اس سے صلح کرنے کے پابند ہوں گے۔ اس طرح اگر یہود کسی ایسی ہی صلح کی مسلمانوں کو دعوت دیں گے تو مسلمان بھی اس دعوت کو قبول کرنے کے پابند ہوں گے۔ بشرطیکہ وہ حلیف دین اسلام سے برسرپیکار نہ ہو۔

35- اخراجات میں تمام لوگ اپنے اپنے حصہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

36- بنی اوس کے یہود بذات خود اور ان کے حامی و حلیف اس عہدنامے پر خوبی و عمدگی سے عمل پیرا ہونے والوں کے ساتھ رہیں گے۔ گناہ کی حدود سے نیکی اور وفاداری سے بہت دور ہے۔ ہر کام کرنے والا اپنے عمل کا ذمہ دار ہوگا۔ زیادتی کرنے والا اپنے نفس پر زیادتی کرے گا۔ اس معاہدے پر سچائی اور نیکی سے کاربند رہنے والوں کا اللہ مددگار ہوگا۔

37- معاہدہ کسی ظالم و گناہ گار کو اس کے عمل بد کے انجام سے نہیں بچائے گا۔ جو (مدینہ سے) باہر نکل جائے گا وہ مامون رہے گا اور جو مدینے میں بیٹھا رہے گا وہ بھی مامون ہوگا۔ لیکن جو ظلم و گناہ کرے گا وہ مامون نہیں رہے گا۔ اللہ اور

Marfat.com

اس کا رسول ﷺ نیکو کار اور متقی لوگوں کا حامی و محافظ ہے۔

خبر رسانی و دفاعی حکمت عملی

ہجرت مدینہ کے بعد قریش مکہ کا غصہ دوگنا ہو گیا اور ان کی سرگرمیاں غارت گری تک بڑھ گئیں۔ چنانچہ آپ نے مدینہ کی حفاظت اور دفاع کے لیے جہاں داخلی امن و اخوت کے اقدامات کیے وہاں آپ نے قریش مکہ کی یورشوں سے بچاؤ کے لیے خبر رسانی و دفاعی حکمت عملی کے لیے بھی کئی اقدامات کیے۔ قریش کے چھوٹے چھوٹے دستے مدینہ کے اطراف میں گشت کرنے لگ گئے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں خبر رسانی و جاسوسی کا نظام قدیم دور سے مروج تھا۔ چنانچہ آپ نے اس مقصد کے لیے باشعور افراد کا تعین کیا۔ جو آپ کو قریش کی سرگرمیوں کے لحہ لحہ سے باخبر رکھتے۔

دوسری تدبیر آپ نے یہ اختیار کی کہ مدینہ سے باہر کے قبائل کو مصالحت کا پیغام دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے آپ نے بذات خود اطراف و کنات کے قبائل کا سفر کیا اور ان سے مصالحت کا معاملہ طے کیا۔ اہل قریش چونکہ حرم کعبہ کے متولی تھے اس لیے ان قبائل کے لوگوں میں ان کا بڑا احترام تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے مزاج کے مطابق ہی ان کے ساتھ معاملات طے کیے۔ ابن قتیبہ کے استاد محمد بن حبیب المتوفی 245ھ نے اپنی کتاب "المحبر" میں اس حوالہ سے جو روایت کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

> "جو تاجر بھی یمن اور حجاز سے نکلتا تو وہ اس وقت تک قریش خفارے یعنی محافظ دستے کا محتاج رہتا جب تک کہ وہ مغربی قبائل میں رہتا کیونکہ ایک مغربی قبیلہ دوسرے مغربی قبیلہ کے تاجروں کو نہ ستاتا تھا۔ مزید براں جن تاجروں سے حضری قبیلوں کی حلیفی قائم ہوئی۔ ان کے ساتھ بھی امن کا معاملہ رہتا۔ چنانچہ کلبی قبائل کا حضری قبیلہ بنو تمیم کے ساتھ حلیفی کا معاملہ تھا۔ اور بنو طے کے قبائل کا حضری قبیلہ بنو اد کے ساتھ حلفی کا معاملہ تھا اور اس طرح انہیں نہ ستاتے اور نہ چھیڑتے۔ حضری قبائل کہا کرتے تھے کہ قریش نے ہمارا وہ قرض ادا کر دیا ہے جو حضرت اسماعیل سے ہم کو

Marfat.com

درہمنا ملا تھا۔ جب قافلے آگے بڑھ کر عراقی سمت میں چلے جاتے تو بنی عمرو بن مرثلہ سے خفارہ حاصل کرتے جن کی حفاظت کی وجہ سے وہ قبائل ربیعہ کے علاقے میں محفوظ رہتے۔ جو تاجر دومتہ الجندل جاتے ان کو بھی قریش ہی سے خفارہ حاصل کرنا ہوتا۔ رابیہ جو حضرموت میں واقع ہے' کی طرف اگر جانا ہوتا تو قریش وہاں کے قبیلہ بنو آکل المرار سے خفارہ حاصل کرلیتے اور باقی لوگ آل مسروق سے خفارہ حاصل کرتے۔ (المعتبر ص 1263)

دوسری جگہ اس طرح رقم ہے۔

اگر مسافر بنی عمر بن مرثد کا خفارہ حاصل کرلیتے تو قبائل ربیعہ کے جملہ علاقوں میں حفاظت حاصل رہی۔ اگر بحرین کے سوق مشقر جاتا ہوتا تو قریشی خفارہ کافی رہتا۔ جنوبی عرب کے سوق مہرہ تک جانا ہوتا تو بنی محارب کا خفارہ حاصل کرنا پڑتا۔ حضرموت کے سوق رابیہ کے لیے قریش قبیلہ آکل المرارہ کا خفارہ حاصل کرتے اور دیگر لوگ آل مسوق کا۔ ان دونوں قبیلوں کو عزت کا مقام حاصل ہوتا۔

مندرجہ بالا صورتحال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اہل عرب کے قبائل کی باہمی آویزشوں اور غارت گریوں کی وجہ سے اس نظام کو اپنانا ایک ضرورت بن گیا تھا۔ اہل قریش نے اپنی تجارت کے فروغ کے لیے اپنے قافلوں کو انہی اقدامات کے ذریعہ ہی محفوظ بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے بایں طور اطراف واکناف کے قبائل کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ قریش کو مدینہ پر کسی قسم کے حملہ یا غارت گری کی منصوبہ سازی میں فریق نہیں بنیں گے اور نہ ہی قریش کو اس قسم کے کسی اقدام میں کسی قسم کی خبر رسانی یا معاونت کا کام کریں گے۔

اہل قریش سے مصالحت کی خواہش آپ ﷺ کے دل میں شروع سے ہی تھی چنانچہ قریش کی مصالحت پر تیار کرنے کے لیے آپ نے ہر ممکن تدابیر کیں۔

قریش کے حلیف قبائل کو اہل مدینہ کے ساتھ حلیف بنالیا۔ تاکہ ان قبائل کی وساطت سے قریش کو بھی مصالحت پر بھی تیار کیا جائے۔

اہل قریش کے تجارتی قافلوں کو مدینہ کے اطراف و اکناف سے

Marfat.com

گزرتے وقت خوف و ڈر کی صورتحال سے دوچار کرکے اہل مدینہ سے معاملہ کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اس سلسلہ میں آپ نے سریے بھیج کر تجارتی قافلوں پر خوف و ڈر کی کیفیت پیدا کی۔

Marfat.com

غزوات و مہمات

- رمضان 1 میں پہلا سریہ حمزہ بن عبدالمطلب کی سربراہی بھیجا۔ اس میں تیس مہاجرین تھے۔ یہ لوگ عیص کے اطراف میں بحراحمر کے ساحل تک گئے۔ اس راستے پر قریش کا ایک تجارتی قافلہ ابوجہل کی سرکردگی میں آرہا تھا۔ اس سے آمنا سامنا ہوگیا۔ باقاعدہ صف بندی تک ہوگئی لیکن مجدی بن عمرو جہنی کے بیچ بچاؤ کرانے سے لڑائی ٹل گئی لیکن اس طرح قریش کے لیے خطرات ابھر کر سامنے آگئے۔ یہ سریہ سیف البحر کے نام سے مشہور ہے۔ اس سریہ کا جھنڈا سفید تھا اور اس کے علمبردار ابو مرثد اکنازین حصین غنوی تھے۔ اسلامی تاریخ کا یہ پہلا سریہ اور پہلا جھنڈا تھا۔
- شوال میں ابوعبیدہ بن حارث ﷺ کی قیادت میں ایک سریہ نکلا اس میں ساٹھ مہاجرین تھے۔ یہ بطن رابغ گئے جہاں اس کا سامنا ابوسفیان کے تجارتی قافلہ سے ہوگیا جس کے ساتھ دو سو نفوس محو سفر تھے۔ دونوں طرف سے تیراندازی ہوئی لیکن معاملہ کوئی زیادہ آگے نہ بڑھا۔
- ذی قعدہ میں ایک سریہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی سرکردگی میں بطن رابغ گیا کہ قریب خرار کی طرف بھیجا گیا اس میں بیس مہاجرین تھے۔ اس کے ساتھ کسی کا سامنا نہ ہوا۔
- صفر 2ھ میں خود حضور اکرم ﷺ ایک سریہ لے کر ابواء اور ودان کی طرف نکلے آپ کے ساتھ ستر مہاجرین تھے۔ اسی سفر میں آپ نے عمر بن مخشی الضمری

Marfat.com

کے ساتھ امان اور تعاون کا معاہدہ کیا۔ لیکن کسی گروہ سے سامنا نہ ہوا۔

- ربیع الاول 2 ھ میں پھر آپ دو سو مہاجرین کے ساتھ بواط تک تشریف لے گئے اور کسی سے سامنا نہ ہوا اس کرزین جابر فہری مدینہ سے جانور ہانک کر لے گیا چنانچہ اس کے تعاقب میں آپ نے ستر مہاجرین بھیجے۔ بدر کے اطراف میں سفوان تک اس کا تعاقب کیا گیا۔ لیکن وہ کرز نکل کر بھاگ گیا۔ اس واقعہ کو "غزوہ بدر اولیٰ" کا نام بھی دیا جاتا ہے۔
- جمادی الاولیٰ 2 ھ میں آپ دو سو پچاس مہاجرین کو لے کر ذوالعشیرہ تک گئے لیکن اس مہم کے دوران آپ نے بنومدلج کے ساتھ امن و دوستی کا معاہدہ کیا۔
- رجب 2 ھ میں عبداللہ بن جحش اسدی کی قیادت میں بارہ مہاجرین کا ایک دستہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع وادی نخلہ گیا تاکہ وہ قریش کے تجارتی قافلہ کی خبر لائیں۔ مگر اس دستے نے قافلہ پر حملہ کر کے ایک آدمی قتل اور دو قیدی بنا لیے اور قافلہ ہانک کر مدینہ لے آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس حرکت پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا قیدیوں کو چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا ادا کر دیا۔ اسی موقع پر شہر حرام میں قتل کی حرمت وغیرہ کے حوالہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 217 نازل ہوئی۔ شعبان 2 ھ میں بیت المقدس کی جگہ خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر کر دیا گیا جس سے منافقین کی جماعت کے جھوٹ موٹ کا پول کھل گیا۔ وہ لوگ مرتد ہو گئے اور مسلمانوں کی جماعت ان سے پاک ہو گئی۔

معرکہ بدر

جمادی الاولیٰ جو قریش کا تجارتی قافلہ شام بچ کر نکل گیا تھا اس کو اپنی واپسی پر مسلمانوں کی یورش کا بڑا خطرہ تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنی واپسی پر اپنی حفاظت کے لیے بڑی احتیاطیں برتیں۔ مکہ میں اطلاع کر دی تاکہ وہاں سے مناسب وقت پر کمک مل جائے اور راستے میں آنے والے اگلے راستوں کا پہلے پورا پتہ کرا لیتے کہیں مسلمان کمین گاہ نہ بنا کر بیٹھے ہوں۔ جبکہ مسلمان اُن کی واپسی کے لیے باقاعدہ ٹوہ میں تھے۔ قریش کا تجارتی قافلہ ابو سفیان کی قیادت میں تھا۔ یہ قافلہ فوراً پہنچا تو مسلمان مخبروں

Marfat.com

نے اس کی اطلاع مدینہ میں کردی اور خبر ملتے ہی 12 رمضان المبارک کو رسول اکرم ﷺ 313 صحابہ کرام جن میں 82 مہاجرین' 61 قبیلہ اوس اور 170 قبیلہ خزرج کے انصار تھے سواریوں میں صرف دو گھوڑے اور 70 اونٹ لے کر مدینہ سے بدر کو نکلے۔ جو کہ مدینہ سے 155 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا۔ اسے ہر طرف سے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا۔ آمدورفت کے صرف تین راستے تھے جنوب میں العدوۃ القصوئ (دور کا ناکہ) شمال میں العدوۃ الدنیا (قریب کا ناکہ اور تیسرا شمالی راستے کے صرف تین راستے کے قریب ہی مشرق میں راستہ تھا جس سے اہل مدینہ آتے جاتے تھے۔ مکہ سے شام آنے جانے والے قافلے بھی اسی احاطے کے اندر سے گزرتے تھے۔ اس میں کچھ مکانات کنویں اور باغات بھی تھے۔ اس لیے قافلے کو یہاں پڑاؤ ڈالنے میں بڑے فوائد تھے۔ مسلمان یہاں پر قریش کے تجارتی قافلہ کو چاروں طرف سے گھیرنا چاہتے تھے اور مسلمانوں کو اس کے لیے ضروری تھا کہ قریش مکہ کو ان کے ارادوں کا پتہ نہ چلے۔ چنانچہ مسلمان لشکر ابتداء میں اپنا راستہ بدر کی بجائے دوسرا اختیار کیا اور دھیمی رفتار سے چلے۔ لیکن قریش چونکہ بڑی احتیاط اور پیشگی خبرگیری سے کام لے رہے تھے اسی وجہ سے ابو سفیان کو جب بھی کوئی راستے میں ملتا تو اس سے ضرور پوچھتا کہ کیا تجھے کوئی راستہ میں ملا تو نہیں تھا۔ اس طرح اس کو مجدی سے خبری ملی کہ راستے میں دو آدمی دیکھے جو کچھ دیر اونٹ روک کر ٹھہرے اور پھر مشکیزوں سے پانی بھر کر چلے گئے۔ ابو سفیان فوراً ان کی ٹھہرے کی جگہ پر پہنچا اور اونٹ کی مینگنیاں اٹھا کر توڑیں تو ان میں سے کھجور کی گٹھلیاں دیکھ کر فوراً بولا کہ بات کی قسم یہ تو اہل مدینہ تھے جو ضرور مسلمانوں کے جاسوس ہوں گے۔ اسی لیے مجھے قافلے کا رخ فوراً بدل دینا چاہیے۔ چنانچہ اس نے فوراً قافلے کا رخ بدلا اور اصل راستہ چھوڑ کر دوسرے نامعلوم راستے سے ہولیا۔ جبکہ مکہ میں خبر پہنچتے ہی قریش ایک ہزار تین کیل کانٹے سے لیس سو جوانوں کو لے کر روانہ ہوچکا تھا۔ ابو سفیان کے قافلہ میں چالیس آدمی' ایک ہزار اونٹ اور کم وبیش پچاس ہزار دینار کی مالیت کے سامان پر مشتمل تھا۔ وہ راستہ بدل کر مکہ پہنچا تو اس نے خیریت سے پہنچنے کی خبر اپنے لشکر کو دی لیکن ابو جہل نے واپس ہٹنا گوارا نہ کیا۔ صرف بنو زہرہ اور اخنس بن شریق کے تین سو آدمی واپس ہٹ گئے جبکہ باقی مسلمان دو دو ہاتھ کرنے کے لیے چلتے رہے۔

Marfat.com

تا آنکہ انہوں نے عدوہ قصوی کے قریب پہنچ کر انہوں نے بدر کے باہر پہاڑوں کے پیچھے ایک وسیع میدان میں پڑاؤ ڈالا دیا۔ ادھر 15 رمضان کو دفران کے مقام پر مسلمانوں کو تجارتی قافلے کے نکل جانے اور قریش کے مکہ سے آتے ہوئے لشکر کی خبر ہوگئی۔ آپ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تمام صاحابہ کرام نے معرکہ میں کود پڑنے کی صورت میں اپنی طرف سے بھرپور لڑنے کا یقین دلایا۔ جس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خدا نے ایک گروہ پر کامیابی کی خوشخبری دی ہے میں اس وقت اہل قریش کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔ آپ اللہ کی مدد کی بشارت کے ساتھ بدر کی طرف بڑھیں انشاء اللہ فتح مندی آپ کی ہے۔ مشرکین مکہ کے پہنچتے ہی اسی رات اسلامی لشکر بھی عدوۃ الدینا کی طرف میدان میں پہنچ گیا لیکن حضرت جناب منذر کی رائے پر قافلہ نے تھوڑی دور آگے جاکر پانی کے چشمے کے اردگرد پڑاؤ ڈالا۔ حوض بنا کر پانی جمع کرلیا اور میدان جنگ کو دیکھ کر صف بندی کی گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے میدان جنگ میں پہنچ کر مکہ سرداران قریش کے مرنے کی جگہوں کی نشاندہی کردی جس سے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھا۔ حضور اکرم ﷺ کے لیے ایک علیحدہ چھپری بنائی گئی جس کی حفاظت پر حضرت سعد بن معاذ کی کمان میں انصاری جوانوں کی ایک جماعت کو متعین کیا گیا۔

مسلمانوں نے رات بھرپور اعتماد کے ساتھ اللہ کی عبادت کی اور آرام کیا۔ خداوند تعالیٰ نے رات بارش کردی جس سے مسلمانوں کی جگہ ریت بیٹھ گئی اور میدان زیادہ پختہ ہوگیا۔ جبکہ مشرکین کی طرف پھسلاہٹ اور پانی کی وجہ سے بڑی خرابی مچ گئی۔

صبح 17 رمضان المبارک 2ھ طلوع ہوئی تو فریقین کی فوجیں صف آراء ہونے لگیں۔ اللہ کے رسول نے اسلامی لشکر کی صف بندی کی اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی اے اللہ یہ قریش اپنے غرور و تکبر کے ساتھ تیری مخالفت کرتے ہوئے اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہوئے آئے ہیں اے اللہ تو نے ہمیں جس مدد کا وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرما۔ اگر یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ اس لیے تیرے حضور عاجزی سے حاضر ہیں اور تیری مدد کے منتظر ہیں انہی ان کے غرور کو خاک میں ملادے اور اپنی مٹھی بھر جماعت کی غیب سے مدد فرما۔

Marfat.com

ادھر قریش نے عمیر بن وہب جہمی کو مسلمانوں کی خبر لینے کے لیے بھیجا گیا اس نے واپس جا کر اہل قریش کو بتایا کہ میں نے دیکھا بلائیں موت کو اٹھائے لا رہی ہیں۔ یثرت کی اونٹنیاں خاص موت کو اٹھائے لا رہی ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ دن کے لیے بجز ان کی تلواروں کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے نہ کوئی پناہ گاہ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ان میں سے کوئی شخص بھی ہم میں سے کسی شخص کو قتل کیے بغیر قتل نہ ہو گا اور جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر قتل کرلیں گے تو پھر سوچ لیں کہ کونسی زندگی کی بھلائی باقی رہ جائے گی۔

حکیم بن حزام نے جب یہ سنا تو وہ لوگوں میں گھومنے لگا۔ عتبہ بن ربیعہ جو کہ لشکر کا سردار تھا' سے کہا ابو ولید' قریش کے بڑے سردار ہو سب لوگ تمہاری بات مانتے ہیں۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ تم ان سے ایسی بات کہو جس کو یاد کر کے لوگ تیرا ذکر اچھے الفاظ میں کریں گے۔ عتبہ فوراً پوچھا۔ وہ کونسی بات ہے؟ حکیم بولا عمرو بن الحضرمی تمہارا حلیف ہے تم اس کا خون بہا ادا کر دو اور سب لوگوں کو محفوظ لے کر واپس لوٹ جاؤ۔ عتبہ فوراً بولا مجھے منظور ہے۔ میں خون بہا ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جس قدر مال لوٹا گیا ہے' وہ بھی دوں گا۔ تم ابو جہل کے پاس جاؤ کیونکہ اس کے سوا کسی سے تفرقہ ڈالنے کا ڈر نہیں ہے۔ اس پر عتبہ نے کھڑے ہو کر قریش سے کہا۔

"اے گروہ قریش! تم محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کر کے کیا نفع اٹھاؤ گے۔ اگر تم لوگوں نے ان سب کو مار بھی ڈالا تو پھر بھی یاد رکھو تم لوگ ہمیشہ ایک دوسرے کی صورت دیکھنے سے بیزار رہو گے۔ لازماً تم میں سے ہر ایک اپنے کسی چچازاد' خالہ زاد یا خاندان کے ہی کسی شخص کو مار ڈالے گا۔ لہٰذا پلٹ چلو اور محمد ﷺ کو تم باقی عرب کے مقابلہ میں چھوڑ دو اگر وہ مارے گئے تو یہ وہی بات ہو گی جو تم چاہتے ہو اور اگر کوئی دوسری صورت ہوئی تو وہ تمہاری طاقت کا موجب ہو گا۔ آج جو کچھ تم چاہتے ہو عملاً پسند نہ کرو گے۔"

ابو جہل عتبہ کے یہ خیالات جان کر بڑا سٹپٹایا اور بولا:۔۔۔

"جب سے عتبہ نے محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اس کا پھیپھڑا

Marfat.com

اور سینہ پھول گیا ہے۔ وہ خوف زدہ ہوگیا ہے ایسا کبھی نہ ہوگا اور جب تک میرے اور محمد ﷺ کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے ہم واپس نہیں جائیں گے۔ عتبہ نے جو کچھ کہا ہے وہ صرف اسی وجہ سے کہا ہے کہ اس نے دیکھ لیا ہے کہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھ گوشت کا ایک لقمہ ہیں اور اسی میں اس کا بیٹا بھی ہے۔"

یہ کہہ کر ابوجہل نے عامر بن الحضرمی کو پیغام دے کر بلایا اور کہا کہ دیکھو خود تمہارے حلیف کے ہاتھوں تمہارا خون آنکھوں کے سامنے نکل رہا ہے۔ تو اپنے بھائی عمرو کا نام لے کر فریاد کر۔ چنانچہ عامر نے عرب دستور کے مطابق کپڑے پھاڑ دینے اور واعمر' واعمر کا نعرہ مارنے لگا۔ اس سے قریش کے لشکر میں آگ لگ گئی اور معاملہ سنجیدگی سے نکل کر جذبات کی طرف نکل گیا۔ لوگ مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ دوسری صبح صف بندی ہوئی دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے۔ مسلمانوں کو آنحضور ﷺ نے حکم دیا کہ جب تک قریش کی طرف سے حملہ نہ ہو' وہ حملہ نہ کریں اور جب وہ قریب آ جائیں تو تیروں سے ان کا مقابلہ کرو۔

اہل قریش کی طرف سے عمیر بن وہب نے مسلمانوں پر حملہ کردیا' مسلمان اپنی صفوں پر قائم رہے۔ اس کے ساتھ ہی عامر بن حضرمی بھی حملہ آوار ہوگیا تو عام جنگ شروع ہو گئی۔ عامر بن الحضرمی کے مقابلہ حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام مبجع نکلے لیکن شہید ہو گئے حارثہ بن سراقہ انصاری حوض سے پانی پی رہے تھے انہیں کسی نے تیر مارا وہ وہیں شہید ہو گئے اور اس طرح بدر کا میدان مسلمان شہیدوں کے خون سے لالہ زار ہوگیا پھر قریش کی طرف سے عتبہ' شیبہ اور ولید میدان میں نکلے ان کے مقابلہ کے لیے بنی حارث کے تین انصاری معاذ' معوذ اور عوف نکلے۔ عتبہ نے پوچھا' تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا "انصاری" اس پر عتبہ نے کہا۔ آپ جائیں ہمیں مقابلے میں ہماری اپنی قوم کے لوگ مطلوب ہیں تم سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر بلند آواز رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ محمد ﷺ! ہمارے مقابلہ میں ان کو بھیجو جو ہماری قوم کے ہیں چنانچہ آپ نے حضرت حمزہؓ' حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن الاحارثؓ کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ تینوں کے سروں پر لوہے کے خود تھے اس لیے عتبہ پہچان نہ سکا

Marfat.com

فوراً پوچھنے لگا، "تم کون ہو؟" تینوں نے اپنے نام بتائے تو عتبہ کہنے لگا، "اچھے مقابل ہیں۔" عتبہ نے اپنے بیٹے ولید کو بڑھنے کے لیے کہا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت علیؓ آگے بڑھے۔ دونوں میں تلوار چلی اور ولید ڈھیر ہو گئے۔ عتبہ آگے بڑھے تو حضرت حمزہؓ مقابلے میں آئے۔ تلوار ٹکرانے لگیں اور عتبہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ شیبہ نے ان کے پاؤں پر تلوار ماری جس سے ان کی پنڈلی کی مچھلی کٹ گئی اور وہ زخمی ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو بھی ٹھکانے لگا دیا اور حضرت عبیدہ بن سعید بن عاص نکلا۔ مقابلہ میں زبیرؓ نکلے۔ انہوں نے نظر آتی آنکھوں کو نشانہ بنایا اور نیزہ آنکھ میں دے مرا۔ نیزہ آنکھ میں پیوست ہو گیا اور عبیدہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ حضرت زبیرؓ نے بڑے زور کے ساتھ نیزہ واپس نکالا۔ اس کے ساتھ ہی گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت زبیرؓ نے کفار پر تلوار چلانا شروع کی اور اس زور سے چلائی کہ اس میں دندانے پڑ گئے۔ جان توڑ کر لڑے اور اتنے گہرے زخم لگے کہ ٹھیک ہونے کے بعد بھی پوری انگلی زخم کے نشان میں چلی جاتی حضرت عکاشہ بن محصن نے اس زور سے تلوار چلائی کہ وہ ٹوٹ گئی۔ وہ رسول ﷺ کے حضور پیش ہوئے تو حضور ﷺ نے ایک لکڑی عنایت کی اور فرمایا عکاشہ اس سے جنگ کرو۔ چنانچہ انہوں نے اس لکڑی کو جب لہرایا تو وہ چمکتے ہوئے لوہے کی تلوار بن گئی اور یہ تلوار اس وقت تک چلی جب تک کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح نہ فرما دی۔ اس تلوار کا نام "عون" تھا اور عکاشہ ہر وقت اسے ساتھ رکھتے۔ یہاں تک دور صدیقی میں مرتدوں کے ساتھ جنگ میں بھی ان کے کام آئی اور اسی لڑائی میں جام شہادت نوش کر گئے۔

امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا علی کھڑے تھے کہ ادھر سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زرہیں لے کر گزرتے تو امیہ نے مکہ دوستی اور حضرت عبدالرحمٰن کے وعدے کہ اگر وہ مدینہ آئے گا تو وہ اس کی حفاظت کرے گا، کو یاد کرتے ہوئے آواز لگائی۔ عبدالرحمٰن! "تمہیں کچھ میرا بھی خیال ہے۔" حضرت عبدالرحمٰن نے زرہیں زمین پر چھوڑ دیں اور جر کر باپ بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ امیہ بولا "کہ آج جیسا دن میں کبھی نہیں دیکھا۔" پھر حضرت حمزہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا، "یہ کون شخص ہے جس کے سینے پر شترمرغ کے پروں کا نشان ہے۔" حضرت عبدالرحمٰن بولے، "حمزہ بن

Marfat.com

عبدالمطلب" امیہ نے کہا کہ ہماری ساری بربادی ان ہی کی لائی ہوئی ہے۔

حضرت عبدالرحمان ان دونوں کو حفاظت کی میت سے لے کر چلے تھے کہ حضرت بلالؓ کی نگاہ پڑ گئی انہوں نے چیخ کر بلند آواز سے کہا' "اے اللہ کے انصار' یہ تو کفر کے سردار امینہ بن خلف ہے یہ اگر بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ یہ سننا ہی تھا کہ صحابہ کرام ان پر ٹوٹ پڑے عبدالرحمٰن نے بچانے کی بڑی کوشش کی لیکن اس کے باوجود لوگوں نے ان دونوں کے ٹکڑے کر دیئے اور اس میں حضرت عبدالرحمٰن کے پاؤں بھی زخمی ہو گئے۔

حضرت معاذؓ اور معوذؓ دو ننھے بچوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے ابو جہل کا پوچھا اور پل بھر میں اس کے سر پر جا پہنچے وہ فوج کے وسط میں تھا۔ دونوں نوجوانوں نے وہاں پہنچ کر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ پنڈلی کے پاس سے اڑا دی۔ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کے کندھے پر وار کیا تو اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ لیکن اس نے پرواہ نہ کی۔ لٹکتے بازو کو پاؤں کے نیچے دبا کر علیحدہ کر دیا۔ اتنے میں معوذ ابو جہل پر پہنچ گیا اور ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر آ رہا۔ آس پاس سے تلواریں چلنے لگیں دونوں بھائی جنگ کرتے کرتے اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔

ابو جہل' عتبہ' شیبہ' ولید اور امیہ بن خلف جیسے سرداران قریش کے قتل ہو جانے پر اہل قریش کے پائے ثابت اکھڑ گئے۔ طبقات ابن سعد کے بیان کے مطابق بدر کے معرکہ میں چودہ مسلمان شہید ہوئے لیکن اس کے مقابلہ میں ستر مشرکین مارے گئے اور ستر مشرکین قید ہوئے۔ وہ سردار مارے گئے جن کی شجاعت کی قریش میں دھاک بیٹھی تھی۔ مشرکین مکہ کی کمر ٹوٹ گئی۔

بخاری میں ہے کہ 24 سرداران کی لاشیں ایک گڑھے میں ڈال کر حضور ﷺ نے گڑھے کے کنارے کھڑے ہو کر ایک ایک سردار کا نام لے کر کہا۔

"تمہارے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت آسان تھی میرے پروردگار نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پالیا ہے تم نے وہ انجام پالیا جس کا پروردگار نے وعدہ کیا تھا۔"

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ان بے جان لاشوں سے

Marfat.com

گفتگو فرمارہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔"

اور پھر انہیں لاشوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:....

"اے گڑھے والو تم اپنے نبی کے لیے اس کے خاندان کے بُرے لوگ تھے۔ تم نے مجھے جھٹلایا اور دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے گھر سے نکالا اور دوسرے لوگوں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے مجھ سے جنگ کی اور دوسرے لوگوں نے میری مدد کی۔"

ابن ہشام کا بیان ہے کہ جب آپ بدر سے مدینہ روانہ ہوئے تو "الروحا" میں فتح کی مبارک دینے کے لیے لوگ آ کر ملے۔ سلمہ بن سلامہ نے اُن سے کہا کہ تم ہمیں کس بات کی مبارکباد دیتے ہو۔ خدا کی قسم ہم نے تو صرف چند صاف بوڑھوں سے مقابلہ کیا جو قربانی کے اونٹوں کی طرح زانو بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کی قربانی کر دی۔ سلمہ کی اس خطابت پر رسول ﷺ مسکرائے اور فرمایا۔

"عزیز من! یہی لوگ چوٹی کے آدمی تھے۔"

اُدھر شکست کھا کر ابوسفیان بن حارث مکہ پہنچا تو ابولہب نے فوراً بلا بھیجا۔ ابولہب کے پوچھنے پر ابوسفیان نے کہا۔

"واللہ واقعہ تو اس کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ ہم ان لوگوں کے مقابل ہوئے اور اپنے شانے ان کے حوالے کر دیئے۔ وہ ہمیں جس طرح چاہتے قتل کر دیتے تھے اور جس طرح چاہتے قیدی بناتے تھے۔ اللہ کی قسم باوجود اس کے لوگوں پر میں نے ملامت نہیں کی۔ ہم ایسے لوگوں کے مقابل ہو گئے جو گورے گورے تھے اور ابلق گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان تھے۔ واللہ وہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے مقابل قائم نہ رہتی تھی۔"

ابو رافع جو حضرت عباسؓ کے غلام تھے اور درپردہ مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ ان کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔ خدا کی قسم وہ تو فرشتے تھے۔ اس کہنے پر ابولہب

Marfat.com

نے ابو رافع کے منہ پر زور سے تھپڑ دے مارا۔ ابو رافع نے اسی انداز میں تھپڑ دے مرا اور اٹھا کر زمین پر دے مارا ساتھ ہی سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور مارنے لگا۔ حضرت عباسؓ کی اہلیہ نے یہ دیکھ کر ایک لکڑی اٹھا کر ابولہب کے سر پر دے ماری جس سے ابولہب کا سر پھٹ گیا۔ ام فضل نے کہا کہ تو ابو رافع کو اس کے آقا کی عدم موجودگی کی وجہ سے کمزور سمجھ لیا تھا۔ ابولہب مار کر ذلت کے ساتھ اٹھا اور چلا گیا۔ اس کے بعد وہ سات روز سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا اور عدسیہ نامی بیماری کے ساتھ واصل جنہم ہو گیا۔

مدینہ واپسی

معرکہ بدر میں مسلمانوں کو فتح سے علاقے میں دھاک بیٹھ گئی۔ بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھ بھی اس موقع پر دکھاوے کے لیے مسلمان ہو گئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے قیدیوں کے بارے میں مشاورت کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فدیہ لینے اور حضرت عمرؓ نے قتل کر دینے کی رائے دی۔ حضور ﷺ نے فدیہ لینے کی رائے کو بہتر خیال کیا ایک ہزار سے چار ہزار تک فدیہ رکھا گیا۔ لکھے پڑھے قیدیوں کو دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا فدیہ قرار دے دیا گیا۔ بعض قیدی فدیہ لیے بغیر بھی رہا کر دیئے گئے اور احسان کا سلوک کیا گیا۔ قیدیوں میں رسول ﷺ کی بیٹی زینبؓ کے شوہر ابو العاص بھی تھے۔ آپ کی بیٹی نے مکہ سے شوہر کی رہائی کے لیے اپنا ہار بھیجا۔ یہ ہار حضرت خدیجہؓ کا تھا۔ رسول ﷺ کو ہار دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ آپ پر ایک رقت طاری ہو گئی صحابہ کرامؓ کی مشاورت پر آپ نے ابو العاص کو رہا کرتے وقت وہ ہار واپس دے دیا اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ حضرت زینب کی راہ چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ اس نے مکہ جا کر ان کا راستہ چھوڑ دیا جس پر وہ ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں۔

غزوہ بدر پر روانگی کے وقت رسول ﷺ کی صاجزادی حضرت رقیہؓ شدید بیمار تھیں جو کہ حضرت عثمانؓ کے عقد میں تھیں اور اسی وجہ سے رسول ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو ان کی تیمار داری اور علاج معالجہ کے لیے مدینہ میں رہنے کا حکم دیا۔ اسامہ بن زید کو بھی اسی وجہ سے وہیں مدینہ میں رہنے کا حکم ملا۔ غزوہ بدر کی فتح مندی کی خبر آنے

Marfat.com

سے پہلے حضرت رقیہؓ وفات پاگئیں۔ آنحضور ﷺ کے پہنچنے سے پہلے ان کی تدفین کی جا چکی تھی۔

عمیر بن وہب کا قبول اسلام

غزوہ بدر کی فتح اہل قریش کے لیے بہت ہی تکلیف دہ صدمہ تھا جس کی وجہ سے وہ بدلہ کے لیے تدبیریں کرنے لگے۔ ڈھائی مہینہ بعد ہی بنو سلیم نے مدینہ پر حملہ کی نیت سے جمعیت اکٹھی کرنی شروع کر دی۔ مسلمانوں نے ان کو تیاری سے پہلے ہی جا لیا اور اس بڑھتی ہوئی قوت کو وہیں ڈھیر کر دیا۔ اس یورش میں مسلمانوں کے ہاتھ اچھا خاصا مال غنیمت آیا۔ اس کے بعد عمیر بن وہب جمحی اور صفوان بن امیہ نے آنحضور ﷺ کے قتل کی سازش بنائی اور اس کی مقصد برآری کے لیے عمیر مدینہ پہنچا۔ صحابہ کرامؓ نے اسے آتے ہی پکڑ لیا اور آنحضور ﷺ کے حضور پیش کر دیا۔ آنحضور ﷺ نے اس سے مدینہ آنے کا مقصد پوچھا تو وہ بولا: آپ کے پاس میرا قیدی ہے اسے رہا کروانا چاہتا ہوں تم اس پر احسان کرو اور اس سے نیک سلوک کرو۔

حضرت محمد ﷺ : قیدی رہا کرنے آئے ہو تو تمہاری گردن میں یہ لٹکی ہوئی تلوار کیوں ہے؟

عمیر بن وہب : ان تلواروں سے ہمیں پہلے کون سا فائدہ پہنچا ہے؟

حضرت محمد ﷺ : عمیر تم بہت کچھ چھپا رہے ہو۔ سچ سچ بتا دو۔ آپ کس مقصد سے مدینہ آئے؟

عمیر بن وہب : قیدی لینے کے سوا میرا کوئی مقصد نہیں ہے۔

حضرت محمد ﷺ : (تھوڑی دیر اس کی صورت پر نگاہ جمائے رکھنے کے بعد گویا ہوئے) میں بتا دوں۔

عمیر بن وہب : کیوں نہیں۔ کوئی ایسی بات آپ کے علم میں ہے تو بتا دیں۔

محمد ﷺ : کنویں کی منڈیر کے پاس آپ اور صفوان بن امیہ کی مقتولین بدر کے موضوع پر گفتگو ہوئی اور آپ نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض اور اہل و عیال کا بار نہ ہوتا تو میں ابھی لحہ جا کر محمد ﷺ کا سر تن سے جدا کر دیتا اور پھر صفوان بن امیہ نے آپ

Marfat.com

سے مجھے واقعی قتل کرنے کے معاوضہ آپ کے قرض کی ادائیگی اور بچوں کے اخراجات کی ذمہ داری لی اور پھر تم زہر آلود تلوار لے کر مشن پر مدینہ آ پہنچے۔ لیکن ظالمو! تمہیں یہ خبر نہ ہوئی کہ تمہاری مشاورت کو اللہ برابر دیکھ اور سُن رہا ہے جو ہر جگہ ہر وقت ہمارے امور کو دیکھنے اور سننے والا ہے۔

عمیر بن وہب : (چہرے کی ہوائیاں اُڑنے لگیں اور حیران و ششدر ہو کر بولا) لات کی قسم۔ اس گفتگو کی خبر میرے اور صفوان کے سوا کسی بھی متنفس کو نہ تھی۔ واللہ آپ کو یہ خدا نے ہی بتایا ہے۔

محمد ﷺ : ہاں، میں تو عالم الغیب نہیں۔

عمیر بن وہب : تو پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔

محمد ﷺ : اللہ اکبر (صحابہ کرام نے بھی زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا)

عمیر بن وہب : اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کا شکر ہے اس نے مجھے ہدایت کی روشنی بخشی اور مجھے یہاں کھینچ لایا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔ یا رسول اللہ ﷺ آج تک میں آپ کی باتوں کو جھٹلاتا آیا ہوں اور اب گناہوں پر نادم ہوں۔ مجھے معاف کر دیں اور مجھے اسلام کا نور بخشیں۔

محمد ﷺ : (صحابہ کرام سے) اپنے بھائی عمیر کو لے جاؤ اور دینی تعلیم سے آگاہ کرو۔ اسے قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی بھی آزاد کر دو۔

عمیر بن وہب : اے اللہ کے رسول آج تک میں نور ہدایت بجھانے میں سرگرم رہا اور انشاء اللہ اب میری جان اور میرا مال اسلام کا نور پھیلانے کے لیے وقف ہے۔ آپ مجھے واپس گھر جانے کی اجازت بخشیں میں اہل مکہ کو اللہ اور اس کے رسول کی قعانیت اور اسلام کی روشن تعلیمات کی طرف دعوت دوں گا۔ ممکن ہے انہیں ہدایت مل جائے اور وہ راہ راست پر آ جائیں ورنہ میں عہد کرتا ہوں کہ میں انہیں وہی اذیتیں پہنچاؤں گا جو اس سے قبل اہل اسلام کو پہنچاتا تھا۔

محمد ﷺ : تم خود مختار ہو لیکن یہ یاد رکھنا کہ اسلام صلح و انصاف کی تعلیم دیتا ہے حسن سلوک سے لوگوں کو متاثر کرنا زیادہ خدا کو محبوب ہے اور اس کے ساتھ ہی عمیر بن وہب آنحضرت ﷺ کی قدم بوسی کر کے اجازت لیتا ہے اور صحابہ کرام کے ساتھ

Marfat.com

باہر نکل آتا ہے۔

بنی قینقاع کا محاصرہ

مشرکین مکہ کو جب عمیر بن وہب کے اسلام لانے کی خبر ملتی ہے تو وہ اور برافروختہ ہو جاتے ہیں۔ صفوان بن امیہ کے تو تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے اور عمر بھر اس سے کلام تک نہ کرنے کی قسم اٹھاتا ہے۔ سازشیں اور تدبیریں زور پکڑ جاتی ہیں۔ عبداللہ بن ابی کو مدینہ میں خط لکھا جاتا ہے کہ تم محمد ﷺ کو قتل کر دو یا مدینہ سے نکال دو ورنہ ہم تمہارا استحصال کریں گے۔ یہود کے قبیلہ بنو نظیر کو خط اسی مضمون کا لکھا جاتا ہے۔ یہود طبعاً اسلام دشمن تھے۔ اور اب اہل اسلام کی بڑھتی قوت پر دلی طور پر خوف زدہ رہتے تھے۔ انہیں سرداران قریش کے مارے جانے پر بڑا صدمہ ہوا ان کے علماء ور شعراء نے ان کے مرنے پر مرثیے لکھے۔ کعب بن اشرف جو کہ یہودی سردار تھا تعزیت کے لیے مکہ گیا اور قریش کو کشتگان بدر کا بدلہ لینے کی ترغیب دی مدینہ میں یہود کے تین قبیلے بنو قینقاع، بنو نظیر اور بنو قریظہ آباد تھے۔ یہ سب مالدار اور خوشحال لوگ تھے۔ جنگجوئی و بہادری میں بھی مانے ہوئے تھے۔ اس لیے بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کی فتح سے ان کے دلوں میں حسد اور طبعی عداوت کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں۔ وہ کھل کر مخالفت پر اُتر آئے آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے میثاق کو نبھانے اور امن و آشتی کے ساتھ رہنے کی بار بار درخواست کی۔ لیکن ان کی ہفوات اور تخریب کاری کے مشاغل بڑھتے گئے۔ بنو قینقاع نے سب سے پہلے اپنے عہد کو توڑنے کا اعلان کر دیا۔ وہ سرعام مسلمان عورتوں کی تذلیل اور مسلمانوں کو سب دشتم کرنے لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں سمجھانے کا ہر حیلہ آزمایا انہیں ان کی کتابوں کی پیش گوئیاں یاد دلائیں اور اسلام کی روشنی و حقانیت پر ایمان لانے کی دعوت دی لیکن وہ لوگ اپنے بغض و عصیان میں اندھے تھے وہ کہتے کہ قریش مکہ کے دھوکے میں نہ رہنا۔ انہیں لڑائی کرنا نہیں آتی تھی۔ ہم لوگ جب جنگ کریں گے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ جنگ کرنا کون جانتے ہیں۔ جب رسول اکرم ﷺ کی طرف سے صلح جوئی اور اسلام لانے کی دعوت پر ان کی معصیت غالب آ گئی تو آپ نے بھی ان کا مواخذہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بنو قینقاع

Marfat.com

قلعہ بند ہو چکے تھے۔ انہوں نے جنگ کی مکمل تیاریاں کر لی تھیں اور قریش کی انہیں پوری طرح سے اشیرباد حاصل تھی۔

15 شوال 2 ھ کو مسلمانوں نے بنو قینقاع کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ پندرہ دن تک جاری رہا۔ اسی دوران ان کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ عبداللہ بن ابی جو کہ ان کا حلیف تھا درمیان میں آ ٹپکا اور یہ فیصلہ ہوا کہ محاصرہ اٹھا لیا جائے اور یہ لوگ اپنے اہل و عیال سمیت کے بلا کسی سامان کے مدینہ سے نکل جاتے ہیں۔ چنانچہ بنو قینقاع کے تمام یہودی مدینہ سے نکل کر شام کے مضافات کے علاقہ فلسطین میں "اذرعات" کے مقام پر جا کر آباد ہو گئے۔ یہ تعداد میں سات سو تھے جن میں سے تین سو زرہ پوش تھے لیکن بعد میں کچھ امن پسند اشخاص کو ان کے اعتماد دلانے پر مدینہ میں کاروبار کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

غزوۂ سوق

بدر کے زخم ابوسفیان کو پاگل کر گئے۔ اس نے قسم کھا لی کہ جب تک مسلمانوں سے اس شکست کا بدلہ نہ لے لوں گا اس وقت تک اپنی بیوی کو ہاتھ تک نہ لگاؤں گا اور نہانا یا سر میں تیل لگانا اس کے لیے حرام ہو گا۔ چنانچہ وہ دو سو سواروں کو لے کر مدینہ کے قریب "ثیب" نامی مقام پر پہنچا یہاں پڑاؤ ڈال دیا اور رات کے وقت اکیلا مدینہ داخل ہوا اور سیدھا حی بن اخطب کے گھر پہنچا۔ یہ قبیلہ بنو نظیر کا سردار تھا۔ اس سے مسلمانوں اور آنحضرت ﷺ کے احوال جاننا چاہتا تھا لیکن اس نے گھر کا دروازہ نہ کھولا۔ چنانچہ پھر سلام بن مشکم کے دروازے پر دستک دی یہ بھی بنو نظیر ہی کا سردار تھا۔ اس نے دروازہ کھول دیا اور بڑے تپاک سے اس کا استقبال کیا۔ مہمان نوازی کی اور مسلمانوں کے حالات سے آگاہ کیا۔ رات کے آخری حصہ میں ابوسفیان وہاں سے نکلا۔ مدینہ سے تین میل پر آباد بستی "عریض" میں ایک انصاری کے نوکر کو قتل کر کے گھاس کو آگ لگا دی اور اس طرح اپنی قسم پوری کر کے پیٹھ پھیر کر بدحواسی سے بھاگ گیا۔ راستہ میں اپنا زادِ راہ جو کہ ستو تھیلوں بند تھا' ایک ایک کر کے گراتا گیا۔ آنحضور ﷺ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو مہاجرین و انصار دو سو کی تعداد میں تعاقب میں

Marfat.com

نکلے اور دور "قرقرۃ الکدر" تک کے قیام تک اس کا پیچھا کیا۔ گرائی گئی ستو کی تھیلیاں مسلمان اٹھاتے گئے لیکن وہ چونکہ بہت پہلے نکل گئے تھے اس لیے مسلمانوں کے ہاتھ نہ آئے اور پانچ دنوں کے تعاقب کے بعد مسلمان واپس مدینہ آ گئے۔ اس غزوہ کو غزوہ سویق کا نام دیا جاتا ہے۔

کعب بن اشرف کا قتل

مدینہ کے یہودیوں میں سے کعب بن اشرف کی سرگرمیاں مسلمانوں کے لیے انتہائی توہین آمیز اور تکلیف دہ تھیں۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا اور شاعری کرتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف بڑے شر انگیز اور ہجو آمیز شعر کہے۔ جس سے مسلمانوں کے دل میں اس کے خلاف بڑی نفرت پیدا ہو گئی اور اس کے اسی تکلیف دہ رویے پر رحمتہ اللعالمین بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں میں کون جوانمرد ہو گا جو اس دشمن اسلام کی زبان پکڑے۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ' عباد بن بشر' ابو نائلہ' حارث بن اوس اور ابو عبس بن جبرؓ فوراً اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ محمد بن مسلمہؓ کو ان کا امیر مقرر کیا گیا۔ محمد بن مسلمہؓ نے آنحضرت ﷺ سے اجازت مانگی کہ آپ مجھے اس کو دھوکہ دینے کے لیے اپنی طرف سے اسے اعتماد میں لینے کے لیے کچھ کہنے کی اجازت بخشیں۔ آنحضرت ﷺ نے بصد خوشی اجازت بخشی اور فرمایا کہ لڑائی تو ہوتی ہی دھوکہ ہے یہ دشمن اسلام ہے اس کو جس طرح چاہو شیشے میں اتار دو اور اپنا مشن پورا کرو۔ تاہم اس سلسلہ میں آپ سعد بن معاذ سے ضرور مشورہ کر لینا۔ چنانچہ آپ نے سعد بن معاذ سے مشورہ کیا مشاورت میں قبیلہ اوس کے ذمہ داران شریک ہوئے۔ حسب تجویز حضرت محمد بن سلمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کعب کے پاس پہنچے اور کہنے لگے۔

"محمد ﷺ نے ہم سے صدقہ مانگا ہے اور صدقہ کے ہاتھوں بڑی مشقت میں ہیں۔ ہمیں اس سلسلہ میں آپ قرض دیں۔"

کعب بولا : بہتر' اپنی بیویوں کو رہن رکھنا پڑے گا۔

محمد بن سلمہؓ : "ہم اپنے عورتیں رہن کیسے رکھیں۔ آپ اہل عرب میں سے سے

Marfat.com

زیادہ حسین ہیں۔"

کعب : تو پھر اپنے بچوں کو رہن میں دے دو۔

محمد بن سلمہ : یہ تو ہمارے بچوں کے لیے زندگی بھر کی گالی بن جائے گا۔ کہ یہ اتنے ذلیل ہیں کہ ایک وسق یا دو وسق غلہ میں رہن رکھے گئے تھے۔ آپ ہمارے ہتھیار رکھ لیں اور قرض دے دیں۔

کعب : ٹھیک ہتھیار لے آنا اور قرض لے جانا۔

چنانچہ رات کو محمد بن مسلمہؓ اور ابو نائلہ ایک ساتھ آئے۔ ابو نائلہ کعب کے رضائی بھائی تھے۔ دروازے پر دستک دی کعب بن اشرف کی انہی دنوں نئی نئی شادی ہوئی تھی اور وہ بالائی منزل پر تھا۔ وہ نیچے اترنے لگا تو بیوی نے پوچھا کہ اس وقت آپ کہاں جا رہے ہیں مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے' کعب بن اشرف نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے تسلی دی اور نیچے اتر گیا۔ دروازہ کھولا تو سامنے محمد بن مسلمہؓ اور ابو نائلہ ہتھیار لیے کھڑے تھے۔ چاندنی رات تھی کعب نے ہتھیار دیکھنے شروع کر دیئے اور اندر بیٹھنے کے لیے چل دیئے۔ راستے میں ابو نائلہ نے کعب اس کے سر میں لگے عطر کی بڑی تعریف کی اور کھڑے ہو کر اس سے سر سونگھنے کی خواہش کی۔ کعب نے بڑی خوشی سے سر اس کے ہاتھوں میں دے دیا۔ ابو نائلہ نے خود سونگھا اور پھر ساتھیوں کو بھی سونگھنے کی دعوت دی۔ وہ کمال بے فکری اور کبر و نخوت کے ساتھ اپنا سر ان کے ہاتھوں میں دیتا گیا۔ یکے بعد دیگرے انہوں نے بار بار سر ہاتھ میں لیا اور عطر سونگھنے کا بہانہ کیا۔ تیسری بار جب سر ہاتھوں میں آیا تو ساتھ ہی تلواریں بلند ہوئیں اور اس کے سر پر پڑیں لیکن ان کا وار بے فائدہ گیا۔ کعب اس اچانک صورتحال سے گھبرا کر سنبھل نہ پایا تھا کہ محمد بن مسلمہ نے اپنی کدال اس کے پیٹرو میں ناف پر دے ماری اور اسے گرا کر اس پر چڑھ بیٹھے دوسرا وار کیا تو کدال پیٹ کے آر پار ہو گئی۔ کعب چیخا تو گرد و پیش میں ہلچل مچ گئی۔ کعب تھوڑی ہی دیر میں ڈھیر ہو گیا اور محمد بن مسلمہ اور ابو نائلہ واپس بھاگ گئے۔ اہل خانہ نے آگ روشن کر کے جب دیکھا تو کعب کو مردہ پا کر سارے میں گھر میں صف ماتم بچھ گئی اور اس طرح یہودی فتنہ باز کے خاتمہ سے یہودیوں پر مسلمانوں کی ایسی دہشت چھائی کہ مدت تک وہ سر نہ اٹھا سکے۔ یہ واقعہ 14

Marfat.com

ربیع الاول 3ھ کو پیش آیا۔

سریہ زید بن حارثہؓ:

جمادی الاول 3ھ کے ابتدائی دن تھے کہ قریش نے ایک تجارتی قافلہ عراق بھیجا یہ راستہ دور کا تھا لیکن چونکہ مدینہ کا راستہ اُن کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔ اس لیے اب ان کے لیے تجارت کے لیے اسی راستہ میں عافیت تھی۔ بدر کی لڑائی کے 9 مہینے قریش کہیں بھی تجارت کے لیے خوف کی وجہ سے نکل نہ سکے جس پر ابو سفیان اور صفوان بن امیہ نے قریش سے کہا کہ اگر خوف کی وجہ سے گھر پڑے رہو گے تو جمع پونجی ختم کر بیٹھو گے اس لیے تجارت کے لیے عراق چلے جاؤ۔ وہ راستہ دور ضرور ہے لیکن اس کو اپنے روزگار کی بقا کے لیے قبول کرنا پڑے گا۔ چنانچہ ابو سفیان بن حرب' صفوان بن امیہ' ہو یطب بن عبدالعزیٰ اور عبداللہ بن ابی ربیعہ جیسے قریشی سرداروں پر مشتمل تجارتی قافلہ بہت ساری چاندی' سونا اور مال لے کر عراق روانہ ہوا۔ خرات بن حیان نامی بنی بکر بن وائل کو اس راستے کی راہنمائی کے لیے معاوضہ پر ساتھ لیا گیا۔ ادھر مدینہ میں آنحضرت ﷺ کو بھی اس قافلہ کی روانگی کی خبر ہو گئی تو آپ نے فوراً زید بن حارثہؓ کی قیادت میں دو سو جوانوں پر مشتمل دستہ قروہ کی طرف روانہ کیا۔ قروہ بنی نجد کے علاقے میں اس راستے میں پڑاؤ کی بڑی اہم جگہ تھی۔ یہاں پانی کا چشمہ تھا اور قافلوں کو یہاں پڑاؤ ڈالنے میں بڑی آسانی رہتی تھی۔ قریش کا قافلہ چشمے کے قریب پڑاؤ ڈال ہی رہا تھا کہ حضرت زید نے ان پر یلغار کر دی۔ اچانک حملہ سے پورا قافلہ گھیراؤ میں آگیا اور قافلے کے تمام نفوس سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نکل بھاگے۔ صرف قافلے کا راہنما فرات بن حیان مسلمانوں کے قابو آیا۔ مال غنیمت کے طور پر اس یورش میں ایک لاکھ درہم کا مال ہاتھ لگا۔ قریش کے لیے غزوہ بدر کے بعد یہ دوسری بڑی تکلیف دہ اور شرمناک شکست تھی۔

میدان بدر میں

شام اور عراق کے تجارتی راستوں پر مسلمانوں کی پُرخطر یورشوں سے اہل عرب

Marfat.com

کے لیے معاشی ناکہ بندی کی سی صورتحال بن گئی۔ چنانچہ ابو سفیان جو کہ اب قریش کا سردار بن چکا تھا' نے تمام عمائدین قریش سے مشورہ کر کے مسلمانوں کے استقبال کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات پر زور دیا۔

1۔ مقتولین بدر کا بدلہ لینا ہے اور روساء قریش کا خون خاندان قریش برابر اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے پریشان کر رہا ہے۔

2۔ شعرائے عرب کو مسلمانوں کے خلاف اہل عرب کو بھڑکانے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں کام میں لانی چاہیے۔

3۔ خاتونان حرم کے نام سے خواتین کا دستہ تشکیل دیا جائے جس میں سرداران قریش اور مقتولین بدر کی خواتین شامل کی جائیں اور یہ میدان جنگ میں نوجوانوں اور بڑوں کو اشتعال دلائیں۔

4۔ تمام عرب قبائل کے پاس سفراء روانہ کیے جائیں جو ایک مشترک یورش کے لیے تمام قبائل کو یکجا ہو کر کام کرنے پر تیار کریں۔

ان اقدامات کے نتیجے میں پورے عرب قبائل میں مسلمانوں کے خلاف محاذ تشکیل دینے کے لیے ایک پرجوش اور ہنگامہ خیز ماحول پیدا ہو گیا۔ شام کے تجارتی سفر کے سارے منافع جو کہ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار اشرفی تھا' اس جنگ کی تیاری میں جھونک دیا گیا۔ مزید برآں دیگر قبائل اور مشرکین قریش نے اپنی پوری مالی طاقت ایک فیصلہ کن یورش کی تیاری میں لگا دی۔ آخر تین ہزار لڑاکا جوانوں جن کے پاس تین سو اونٹ' دو سو گھوڑے اور سات سو زرہیں تھیں۔ ابو سفیان کی قیادت میں طبل جنگ بجاتا احد کے میدان میں جا پہنچا احد کا یہ میدان مدینہ کے قریب جبل عینین کے اندر وادی تناۃ میں تھا۔ ایک ہزار نشانہ باز تیرانداز اور پندرہ خاتونان حرم بھی لشکر کے ساتھ تھیں۔ مدینہ کا راہب ابو عامر بھی اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ لشکر میں شریک ہوا۔ حضرت عباسؓ نے اس یورش سے سعد بن ربیعہ کے ہاتھ خط لکھ کر آنحضرت ﷺ کو مدینہ میں آگاہ کر دیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ رسول ﷺ نے رات ایک خواب دیکھا کہ آپ ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے ہیں آپ کی تلوار ذوالفقار دھار کے پاس سے تڑک گئی ہے۔ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے اور ایک مینڈھا اس کے پیچھے

Marfat.com

ہے- آپ نے بیداری پر یہ خواب صحابہ کرامؓ کو بتایا اور اس کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ مضبوط زرہ سے مراد مدینہ ہے تلوار کے تڑک جانے سے مراد خود مجھ پر کسی مصیبت کی علامت ہے اور ذبح کی ہوئے گائے سے میرے اصحاب کا قتل ہے- مینڈھے کا پیچھا کرنا سے مراد لشکر کفار ہے-

تمام صحابہ کرام سے مشاورت کی گئی- عبداللہ بن ابی جو کہ اسلام قبول کر چکا تھا اس کو بھی مشاورت میں شریک کیا گیا اس نے اور انصار کی اکثریت نے مدینہ میں قیام کر کے حالات کا مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا اور ان کا کہنا تھا کہ ہم نے اکثر جب مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا تو فتح پائی اور جب کبھی مدینہ سے باہر نکل کر لڑائی کی تو نقصان اٹھایا لیکن کچھ صحابہ کرام نے شوق شہادت میں ایسی پُردرد اور پُرزور درخواست کی اور بڑے اصرار سے اپنی رائے کے ماننے کی رغبت دلائی- ان کی رائے میں مدینہ سے باہر نکل کر مشرکین کا مقابلہ کرنا تھا- حضور اکرم ﷺ پہلے مدینہ میں رہ کر مقابلہ کرنے کو پسند کر چکے تھے لیکن ان صحابہ کرام کے اصرار اور شوق کو دیکھ کر آپ نے ان کی رائے مان لی اور مدینہ سے نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر دیا اور ساتھ ہی اپنے مکان پر تشریف لے گئے- سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے صحابہ کرام سے بعد میں کہا کہ آپ لوگوں نے خواہ مخواہ زور دے کر آنحضور ﷺ سے اپنی رائے منوالی ہے حالانکہ معاملہ ان پر چھوڑ دینا چاہیے تھا- وہ مشیت ایزدی کے مطابق فیصلہ کر دیتے- چنانچہ سب لوگ دستہ بدستہ منبر کے پاس کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا انتظار کرنے لگے- کچھ ہی دیر بعد جب آپ مکان سے باہر تشریف لائے تو زرہ پہنے' عمامہ باندھے اور تلوار لٹکائے ہوئے تھے- ڈھال آپ کی پشت مبارک پر پڑی ہوئی تھی اور زرہ چمڑے کی پٹی سے وسط میں بندھی ہوئی تھی- اب صحابہ کرام نے آپ کے اس طرح تیار نکلنے پر بڑی ندامت محسوس کرتے ہوئے آپ کو خود فیصلہ کرنے کے لیے کہا- لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبر کو نہ زیبا نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتار دے اب جو اللہ کا امر ہے وہ ہو کر رہے گا- چنانچہ 6 شوال 3 ھ کو ایک ہزار کی جمعیت لے کر مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے- ان میں عبداللہ بن ابی بھی اپنے تین سو سواروں کے ساتھ تھا لیکن بعد میں اپنی رائے نہ مانے جانے پر غصہ کرتے ہوئے اپنی جمعیت لے کر واپس ہو گیا اور اس طرح

Marfat.com

اب صرف سات سو صحابہ کرام آپ کے ہمراہ ہو گئے۔ آپ نے اُحد کی پشت پر جا کر صف آرائی کی۔ مصعب بن عمیرؓ کو علمبردار بنایا۔ زبیر بن عوام کو رسالہ کا نگران بنایا۔ حضرت حمزہؓ کو ان لوگوں کے دستہ کی نگرانی دی جو کہ زرہ پوش نہ تھے۔ پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ عبداللہ بن جبیر کی نگرانی میں لشکر کی پشت پر موجود "عینین" پہاڑ اور نالہ پر کھڑے کیے تاکہ دشمن اس طرف سے یورش نہ کر سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس دستہ کو خصوصی ہدایت دی کہ وہ اس جگہ سے بالکل نہ ہٹیں۔ اگر وہ ادھر اُدھر نہ ہوں اور اگر مسلمان قتل بھی ہونے لگیں تو پھر بھی وہ اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہیں اور مسلمانوں کی مدد کے لیے بالکل نہ اتریں۔

اُدھر ابو سفیان نے اپنے لشکر کے میمنہ پر خالد بن ولید' میسرہ پر عکرمہ بن ابو جہل کو متعین کیا۔ سواروں کی کمان صفوان کو دی۔ تیر اندازوں کی کمان پر عبداللہ بن امیہ کو مقرر کیا۔ دو سو گھوڑے تیار حالت میں بوقت ضرورت کے لیے ایک جگہ پر کھڑے کر دیئے گئے۔ طلحہ بن ابی طلحہؓ کو علمبردار مقرر کیا گیا۔

جنگ کی ابتداء ابو عامر کے دستہ نے کی جانبین سے پتھراؤ شروع ہوا۔ جس میں بالآخر ابو عامر اور اس کے ساتھ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مشرکین عورتوں نے اس پر ڈھول کی تھاپ پر برانگیختہ اور اشتعال دلانے کے لیے مقتولین بدر کی یاد میں اشعار پڑھنے لگیں۔ لشکر ایک دوسرے کے قریب ہونے لگے۔ مسلمان تیر اندازوں نے ادھر تیروں کی بارش شروع کی تو مشہور قریشی تیر انداز ہوازن میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ پھر طلحہ علمبردار قریش میدان میں نکلا اور مقابلے کی دعوت دی۔ یہ اونٹ پر سوار تھا۔ حضرت زبیر بن عوام آگے بڑھے اور جست لگا کر اس کے اونٹ پر جا بیٹھے اور پھر اسے اپنی گرفت میں لیے زمین پر کود گئے اور تلوار کے وار سے اسے ذبح کر دیا۔ طلحہ کے بعد اس کا بھائی عثمان علم اٹھاتے میدان میں آیا تو حضرت حمزہؓ مقابلے پر آئے اور ایسی تلوار ماری کے اس کی کمر تک اتر گئی۔ اس پر عثمان کے بھائی ابو سعد نے بھاگ کر علم پکڑا' حضرت سعدؓ نے ایسا تیر چھوڑ کہ وہ اس کے حلق میں اتر گیا۔ اس کی زبان باہر نکل آئی اور اسے قتل کر دیا گیا پھر اس کا بھائی مسافع آگے بڑھ کر علم پکڑنے آیا تو عاصم بن طلحہ نے تیر مار کر ڈھیر کر دیا۔ بھاگ کر کلاب نے علم پکڑا تو طلحہ بن عبداللہؓ نے تلوار سے

Marfat.com

اس کا سر جدا کر دیا۔ ارطاۃ بن شرجیل قریش کی طرف سے آگے ہوا تو حضرت علیؓ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اب شریح بن قارضی قریشی لشکر سے نکلا تو وہ بھی آتے ہی لقمہ اجل بن گیا۔ پھر پواب غلام نے علم قریش کو پکڑا تو تلوار چلی اور اس کے دونوں ہاتھ کٹ گئے اس نے فوراً سینہ کے بل پر گر کر علم کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن موت نے سنبھلنے کی مہلت نہ دی۔ علم خاک آلود ہوا ہی تھا کہ عمرہ بنت علقمہ بہادر قریشی عورت نے بھاگ کر علم اٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر ہر طرف سے قریشی سپوت سمٹ آئے اور ان کے اکھڑے پاؤں سنبھل گئے۔ عام لڑائی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے ہر طرف سے یورش کر دی۔ صفوں کی صفیں اُلٹ دیں۔ مشرکین پر ایسی وحشت طاری ہوئی کہ جان بچانے کے لیے جدھر منہ لگا بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس لڑائی میں حضرت حمزہؓ اور ابو دجانہؓ نے بہادری کے انمٹ باب رقم کیے۔ جبیر بن مطعم کی ہدایت پر اس کا غلامی وحشی بن حرب حضرت حمزہؓ کی تاک میں تھا۔ وہ نیزہ مارنے کا ماہر تھا۔ حضرت حمزہؓ جب مشرک سباع بن عرفطہ کا سر قلم کر رہے تھے تو اس وحشی نے تاک کر نیزہ حضرت حمزہؓ پر اچھال دیا۔ وہ غافل تھے۔ نیزہ ان کے پیڑو پر لگا اور دونوں پاؤں کے درمیان سے نکل کر آگے جا گرا۔ آپ گر گئے اور جام شہادت نوش کر گئے۔ مشرکین قریش کو عورتیں گھیر گھیر کر دوبارہ لڑنے پر اُکسا رہی تھیں۔

اسی اثناء میں خالد بن ولید جو اس وقت قریشی لشکر کے ساتھ تھے، چالیس جوانوں کو لے کر اسلامی لشکر کی پشت پر عینین پہاڑ کی طرف سے حملہ آور ہو گئے کیونکہ وہاں پر سے مسلمان تیر اندازوں نے فتح مندی دیکھ کر مال غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔ اب مسلمانوں پر سامنے سے قریش اور پیچھے سے بھی قریش حملہ آور تھے اور اس طرح چکی کے دو پاٹوں میں گھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ پیچھے تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ سات انصار اور دو مہاجرین تھے آپ نے خالد بن ولید کے سواروں کو آتے دیکھ کر اپنے جوانوں کو پکار لیکن چونکہ مشرکین زیادہ قریب تھے اس لیے انہوں نے آپ ﷺ کی آواز کو سُن لیا اور تیزی سے آواز کے رُخ پر تابڑ توڑ حملہ کیا۔ لیکن انصار نے آپ کی حفاظت میں مردانہ وار مقابلہ کیا۔ شہید ہوتے گئے لیکن مشرکین کو آنحضرت ﷺ کے قریب آنے سے روکے رکھا۔ جب سات انصاری شہادت کے مقام پر فائز ہو گئے تو پھر دو

Marfat.com

مہاجر بچ گئے۔ یہ طلحہ بن عبداللہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص تھے۔ اب مشرکین نے اپنا حملہ رسول ﷺ پر مرکوز کر دیا آپ کی طرف ایک پتھر پھینکا گیا جس سے آپ پہلو کے بل گر پڑے آپ کا نچلا داہنا رباعی دانت ٹوٹ گیا۔ نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا۔ خود سر پر ٹوٹ گئی جس سے سر اور پیشانی پر بھی چوٹ آئی۔ آنکھ کے نیچے کی ابھری ہوئی ہڈی پر تلوار کی ضرب لگی جس سے خود کی دو ٹکڑیاں اندر دھنس گئیں کندھے پر بھی تلوار کی ایک ضرب لگی لیکن اُس سے کوئی کٹ نہ آیا۔ آپ حضرت سعد بن ابی وقاص کو تیر نکال کر دیتے اور وہ تیر چلاتے آپ ساتھ ہی اسے فرماتے "تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔" ادھر طلحہ بن عبداللہ آپ کی پشت پر قریشوں کی یلغار کو تنہا روکے ہوئے تھے۔ انہیں 39 زخم لگے ان کی انگلیاں زخمی ہو کر شل ہو گئیں۔ ان کے منہ سے "سی" کی آواز نکلی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا "طلحہ اگر تم بسم اللہ کہتے تو تمہیں فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ دیکھتے رہتے۔" اسی دوران دوسرے مسلمان بھی آپ کی طرف پلٹ آئے۔ پہلے پلٹ کر آنے والوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے پھر ان کے ساتھ ہی عبیدہ بن جراح آ گئے۔ انہوں نے جم کر دفاع کیا اور قریش کو ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

ابو دجانہ' مصعب بن عمیر' عمر بن خطاب' علی بن ابی طالب اور دیگر صحابہ کرامؓ نے آپ پر کیے جانے والے قریش کے تابڑ توڑ حملوں کو ناکام کر دیا۔ کوئی تیر چلاتا کوئی تلوار چلاتا اور کوئی آپ پر پھینکے گئے تیروں کی بارش روک لیتا۔ جھنڈا حضرت مصعب بن عمرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ مشرکین نے ان کے داہنے ہاتھ پر زور سے تلوار ماری تو آپ کا ہاتھ کٹ گیا۔ آپ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ مشرکین نے وہ ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ انہوں نے گھٹنے ٹیک کر سینے اور گردن کے سہارے علم کو بلند کیے رکھا۔ اسی اثناء میں عبداللہ بن قمر نے تلوار مار کر آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت مصعب بن زبیرؓ چونکہ آنحضرتؐ کے کسی قدر ہم شکل تھے اس لیے اس نے نعرہ مارا کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس آواز کے لگنے پر آپ ﷺ پر کیے جانے والے حملے رک گئے کیونکہ حملوں کا مقصد چونکہ آپ کو شہید کرنا تھا۔ اس لیے وہ مطمئن ہو کر ہٹ گئے۔ لیکن دوسری طرف مسلمانوں پر یہ نعرہ قیامت بن کر گزر گیا۔ مسلمانوں میں غم و اندوہ کے عالم میں بدنظمی در کر آئی اور انہیں پتہ ہی نہ چلتا کہ ان کی تلوار کس کا خون کر رہی

Marfat.com

ہے۔ پہلی صف پلٹی اور پچھلی صف سے ٹکرا گئی۔ حضرت خدیفہ بن یمان کے والد یمانؓ مسلمانوں کے ہاتھوں ہی شہید ہو گئے۔ بعض مسلمان حوصلہ چھوڑ کر بیٹھ گئے تو دوسروں نے حوصلہ دیا اور کہا کہ اگر وہ شہید ہو گئے تو پھر ان کے شہید کرنے والوں کو واپس نہ جانے دیں اور پھر ایک نیا جوش اور جنون سوار ہو گیا۔ اُٹھے اور پھر زوردار طریقے سے لڑنے لگے۔ اسی اثناء میں کعب بن مالکؓ نے رسول ﷺ کو دیکھ لیا تو وہ خوش ہو کر پکارے کہ "مسلمانو خوش ہو جاؤ اللہ کے رسول ﷺ زندہ سلامت ہیں۔" چنانچہ آواز کے سنتے ہی مسلمانوں نے آپ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ مشرکین قریش راستہ روکنے کی بڑی کوشش کی لیکن صحابہ کرام کی دیوانہ وار لڑائی نے انہیں راستہ دینے پر مجبور کر دیا۔ مسلمان نرغے سے نکل کر آنحضرت ﷺ کے اردگرد پھر جمع ہو گئے اور آپ کو لے کر نیچے گھاٹی میں لے آئے۔ اب مشرکین میں آگے بڑھنے اور مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ وہ بھاگتے جان بچاتے اور مسلمان لاشوں کا مثلہ کرتے میدان چھوڑنے لگے۔ ہند بنت عتبہ نے حضرت حمزہؓ کا پیٹ کاٹ کر کلیجہ نکالا اور اس کو چبایا اور چبا کر پھینک دیا۔ کان' ناک اور دوسرے اعضاء کاٹ کر پازیب بنائے۔

ادھر ابی بن خلف نے بڑے گھمنڈ کے ساتھ گھاٹی کا رُخ کیا اور اس کا ارادہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کر کے آئے گا۔ اس آتا دیکھ کر صحابہ کرامؓ اس کی طرف بڑھے لیکن آنحضرت ﷺ نے کہا آپ ہٹ جائیں یہ میرا شکار ہے۔ اور آپ نے ایک چھوٹا سا نیزہ اچھالا جو اس کے خود اور زرہ کے درمیان سے حلق میں جا لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ گھوڑے سے کئی بار لڑھکا اور بیل کی طرح درد سے چنگھاڑتا قریش کے پاس پلٹا اور واپسی میں مکہ کے بالکل قریب مقام "سرف" پر واصل جہنم ہو گیا۔

ابو سفیان اور خالد بن ولید کی قیادت میں پھر چند قریشی جوانوں کا دستہ گھاٹی میں آنے کے لیے پہاڑ پر چڑھا تو حضرت عمرؓ اور چند دیگر مہاجرین صحابہ کرامؓ کی جماعت نے آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان پر تیر پھینک کر تین قریشی ہلاک کر دیئے۔

اس لڑائی میں مشرکین کے 22 آدمی قتل ہوئے۔ جس کے مقابلہ میں مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہوئے ان میں 41 بنو خزرج' 24 بنی اوس اور چار مہاجرین تھے اور

Marfat.com

ایک یہودی مارا گیا۔

جب مشرکین واپسی کے لیے نکل کھڑے ہوئے تو ابو سفیان "جبل احد" پر نمودار ہو کر بآواز بلند مخاطب ہوا "کیا تم میں محمد ﷺ ہیں؟"

کسی نے جواب نہ دیا تو اس نے پھر کہا "تم میں ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکرؓ ہیں۔"

اب پھر کسی نے جواب نہ دیا تو اس نے پھر کہا، "کیا تم میں عمر بن خطابؓ ہیں؟"

اب پھر کسی نے جواب نہ دیا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں منع کر رکھا تھا۔

اب ابو سفیان نے کہا "اچھا چلو! ان تینوں سے تو خلاصی ہوئی۔"

یہ سن کر حضرت عمرؓ بے قابو ہو گئے فوراً غصہ اور جذبے کے ساتھ بولے "او اللہ کے دشمن جن کا تو نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں اور ابھی اللہ نے تیری رسوائی کا سامان باقی رکھا ہے۔"

ابو سفیان نے کہا، "تمہارے مقتولین کا مثلہ ہوا ہے میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی اس پر بُرا منایا ہے۔"

اور ساتھ ہی نعرہ مارا "ھبل بلند ہو"

اس پر حضور ﷺ نے صحابہ کو نعرہ سکھایا تو انہوں نے زور سے کہا "اللہ اعلیٰ واجل" یعنی اللہ اعلیٰ و برتر ہے۔ ابو سفیان نے پھر کہا "ہمارے لیے عزیٰ ہے اور تمہارے لیے عزیٰ نہیں ہے۔"

نبی اکرم ﷺ نے پھر جواب سکھایا تو صحابہ کرامؓ نے زور سے کہا۔ "اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے۔" اس کے بعد ابو سفیان نے کہا "کتنا اچھا کارنامہ رہا۔ آج کا دن جنگ بدر کے دن کا بدلہ ہے۔

حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا، "نہیں ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں۔"

ابو سفیان نے کہا، "تم لوگ یہی سمجھتے ہو لیکن اگر ایسا ہوا تو ناکام و نامراد رہے۔"

پھر ابو سفیان نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور کہا، "عمر میں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا ہم نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے۔"

حضرت عمرؓ نے کہا، "خدا کی قسم نہیں اور اس وقت وہ تمہاری باتیں سن رہے

Marfat.com

ہیں۔"

ابو سفیان نے کہا، "تم میرے نزدیک ابن قمہ سے زیادہ سچے اور راست باز ہو۔" اس کے بعد پھر ابو سفیان پکارا، "آئندہ سال بدر میں پھر لڑنے کا وعدہ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا کہ کہہ دو ٹھیک ہے اب یہ بات تمہارے اور ہمارے درمیان طے رہی۔" یہ سن کر ابو سفیان واپس ہوا مشرکین کے لشکر نے کوچ کیا۔ وہ اونٹوں پر سوار تھے اور گھوڑوں کو پہلو میں کر رکھا تھا۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ان کا ارادہ مکہ کا ہے اور یہ مسلمانوں پر اللہ کا خاص فضل تھا کیونکہ مدینہ اگر جاتے تو مدینہ میں اُن کے مقابل کوئی نہ تھا۔ جو انہیں مدینہ میں داخل ہونے سے روکتا۔

مسلمانوں نے اب زخمیوں اور شہیدوں کی کھوج کی۔ بعض شہیدوں کو تو مدینہ منتقل کیا جبکہ بعض کو ان کی شہادت گاہوں پر ہی دفن کر دیا گیا۔ بعض جگہوں پر تو دو دو اور تین تین شہیدوں کو اکٹھا دفن کر دیا گیا۔ ان کے درمیان میں گھاس ڈال دی اور لحد میں اس شخص کو آگے کیا جسے قرآن زیادہ یاد تھا اور آپ نے فرمایا، "میں ان لوگوں کے بارے میں قیامت کے روز گواہی دوں گا۔"

حنظلہ بن عمرؓ کی لاش زمین سے اوپر تھی اور اس سے پانی ٹپک رہا تھا۔ صحابہ کرامؓ اس حالت پر بڑے حیران ہوئے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا، فرشتے انہیں غسل دے رہے ہیں۔" اور حقیقت بھی یہی تھی کہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ بیوی کے ساتھ ہی جنگ میں چلے آئے۔ جنگ کی پکار پر سیدھے میدان جنگ میں آ گئے اور حالت جنابت میں ہی لڑتے شہید ہو گئے۔ للذا فرشتوں نے انہیں غسل دیا اور اس وجہ سے انہیں "غسیل الملائکہ" کہا گیا۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کو ایسی چادر میں کفنایا گیا جو چھوٹی تھی۔ اگر سر ڈھاکا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جائے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ چنانچہ پاؤں پر گھاس ڈال دی گئی اور چادر منہ پر کر دی گئی۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کا کفن بھی کچھ اسی قسم کا تھا۔

جب مشرکین قریش چلے گئے اور آنحضور ﷺ شہداء کی تدفین اور زخمیوں کی

Marfat.com

مرہم پٹی سے فارغ ہو گئے تو آپ نے مشرکین کے تعاقب کے لیے مشاورت کی۔ آپ کی خواہش پر ستر صحابہ کرامؓ فوراً تیار ہو گئے۔ اگرچہ وہ خود بڑے زخمی اور تھکے ٹوٹے تھے لیکن مصلحت وقت اور اطاعت فرمان نبوی کو نظرانداز نہ کر سکے۔ باقی لشکر مدینہ کی طرف واپس لوٹا۔ راستے میں شہداء کی خواتین اور اعزہ و اقربا ملے۔ آپ نے ان کو تسلی دی اور اُن کے لیے دعا فرمائی۔ لیکن شہداء کے ورثا مسلمانوں کی کامیابی اور آنحضرت ﷺ کی صحت و سلامتی سے واپسی پر مطمئن تھے۔ بنو دینار کی ایک خاتون ملی اس کا شوہر' بھائی اور باپ شہید ہو چکے تھے لیکن اسے جب یہ خبر دی گئی تو وہ کہنے لگی کہ جب اللہ کے فضل و کرم سے صحت و سلامت ہیں تو پھر سب مصیبتیں پر کاہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

مدینہ پہنچے لیکن یہاں خوف و خطر کے اندیشوں کے پیش نظر ہنگامی انتظامات کیے گئے۔ رات کو پورے مدینہ پر پہرہ کا انتظام کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کی حفاظت پر بھی آدمی متعین کیے گئے اور دشمن کی نقل و حرکت کو نظر میں رکھنے کے لیے مدینہ کے گردو پیش میں آدمی بھیج دیے گئے رات بخیر و عافیت گزری تو صبح حضور اکرم ﷺ نے چند صحابہ کرامؓ کو بلایا اور مشاورت کی۔ آپ نے مشرکین مکہ کے تعاقب میں بھیجے گئے ستر صحابہ کرام کو ناکافی سمجھا اور یہ حکم دیا کہ آج ہی ان کے تعاقب میں چلنا ہو گا تاکہ اگر مشرکین قریش ہٹ کر حملہ آور ہونے کی نیت سے آئیں تو راستے ہی میں ان سے دو دو ہاتھ کر لیے جائیں۔ آپ نے اس کے لیے بھی انہی افراد کو جانے کا حکم دیا جو معرکہ احد میں شریک تھے۔ چنانچہ حضرت بلال کو منادی کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ چنانچہ فدائین نے تھکاوٹ اور زخموں کی پرواہ کیے بغیر دوبارہ روانگی کے لیے حاضری دے دی۔ حضرت جابر بن عبداللہ اس موقع پر حاضر ہوئے کہ یا رسول ﷺ کل کی جنگ میں میرے والد نے بہنوں کی نگرانی کے لیے مجھے گھر پر رہنے کے لیے مجبور کیا تھا اور خود شریک جنگ ہوئے تھے۔ اب آپ مجھے شریک جنگ ہونے کی اجازت بخشیں۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی اُدھر ابو سفیان اپنے شکر کے ساتھ واپس "روحاء" کے مقام پر پہنچا تو اس کو خیال آیا کہ ہم نے اُحد سے واپس روانہ ہو کر مدینہ پر چڑھائی کا ایک اہم موقع کھو دیا ہے۔ مسلمان تو اُس وقت خاصے پریشان اور کمزور تھے اور وہ اس

Marfat.com

وقت اُحد کی گھاٹیوں میں موجود تھے۔ اس طرح مسلمانوں کے استحصال منصوبہ تو ناکام رہا اور تجارتی راستے حسب معمول غیر محفوظ رہیں گے۔ اس لیے سارے کا سارا یہ معرکہ بے حاصل رہا۔ اب انہوں نے سوچنا شروع کردیا کہ یہاں سے پھر لوٹ جائیں اور مسلمانوں کو سنبھلنے سے پہلے ہی مدینہ میں جالیں۔ مسلمانوں کا لشکر جب مدینہ سے دوبارہ روانہ ہو کر حمراء الاسد کے مقام پر پہنچا تو آپ نے لشکر کو وہاں پڑاؤ ڈالنے کا حکم دے دیا۔ یہ مدینہ سے آٹھ میل دور کا مقام تھا۔ یہاں پر معد بن ابی معبد خزاعی مسلمانوں کے خیرخواہ تھے۔ وہ آپ کے پاس آئے۔ اُحد کے شہداء کی کمی پر افسوس کا اظہار کیا آپ نے اسے فرمایا کہ آپ قریش مکہ کے پاس جائیں اور مدینہ پر حملہ آور ہونے کی نیت سے لوٹنے کے معاملہ میں ان کی حوصلہ شکنی کریں۔ معبد فوراً روحاء پہنچا۔ مشرکین قریش اب مدینہ پر چڑھائی کا فیصلہ کرچکے تھے اور روانہ ہونے کی تیاری کررہے تھے۔ معبد سرداران قریش سے ملا اور انہیں بتایا کہ مسلمان دوبارہ مدینہ سے بھاری جمعیت لے کر روانہ ہوچکے ہیں۔ وہ غصے میں بھڑکے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کوچ کرنے سے پہلے تمہیں ان کے ہراول دستے اس ٹیلے کے پیچھے نمودار ہونے نظر آجائیں گے۔ یہ سن کر لشکر قریش کے عزائم ڈھیلے پڑ گئے۔ ابوسفیان نے لشکر کو فوراً وہاں سے مکہ کی روانگی کا حکم دے دیا اور صرف اعصابی جنگ پر اکتفا کرتے ہوئے ایک قافلے کو اہل مدینہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ مسلمانوں سے کہے کہ اہل قریش تمہاری خلاف بڑے غضبناک ہیں اور زبردست لڑائی کے لیے تیار ہیں۔ اس لیے تم لوگ اُن سے ٹکرانے سے باز رہو۔ لیکن مسلمانوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور تمام لشکر "حمراء الاسد" میں ایک عرصہ ٹھہرے رہنے کے بعد اس وقت واپس لوٹ گیا جب یہ اطلاع مل گئی کہ لشکر قریش واپس مکہ پہنچ گیا ہے۔

معرکہ احد میں مسلمانوں کا جانی نقصان تو زیادہ ہوا لیکن اس کے باوجود اس معرکہ سے اہل قریش کو کوئی ناقابل تلافی نقصان ہوئے۔ وہ قبائل عرب جو قریش کے غلبہ کی امید لگائے بیٹھے تھے' وہ ان کی کثیر افرادی قوت کے باوجود ناکام واپسی پر بڑے بددل ہوئے۔ اہل قریش نے اس معرکہ میں آنحضرت ﷺ کی حفاظت میں ان کے صحابہ کرامؓ کے جذبہ جانثاری کے جو مناظر دیکھے وہ ان کے دلوں پر گہرے اثرات چھوڑ

Marfat.com

گئے۔ مسلمان میدان جنگ میں آخر وقت تک رہے جبکہ اہل قریش فوراً میدان چھوڑ کر نکل گئے۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر بھی اس پر حملہ کی جرات نہ کر سکے۔ ابوسفیان کی کھلی دھمکیوں پر مسلمانوں کی طرف سے جس جرات اور اعتماد کے ساتھ جواب دیا گیا اس نے لشکر قریش کے اکثر جوانوں کو مرعوب کر دیا۔ قریش نے اس جنگ کی تیاری پر زر کثیر خرچ کیا لیکن اس سے اپنے مقصد کو پورا نہ کر سکے اور باوجود لشکر کی کثیر تعداد میں قریش چند نہتے اور انتہائی تھوڑے مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکے اسی بنا پر اطراف و جوانب میں ان کی بُزدلی و ناکامی پر ایسے تبصرے کیے جانے لگے۔ جن سے قریش کو بڑی ہزیمت اٹھانی پڑی۔

ابتدائے محرم 4 ھ تھی۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ملی کے طلحہ اور سلمہ جو کہ خویلد کے بیٹے ہیں "بنی اسد بن حزیمہ کی بستیوں میں پھر پھر کر انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکسا رہے ہیں۔" چنانچہ آپ ابوسلمہؓ کی قیادت میں ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کا ایک دستہ ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ انہیں جب اس دستے کی روانگی کا علم ہوا تو وہ وہاں سے نکل کر منتشر ہو گئے اور جب اسلامی دستہ وہاں پہنچا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ ابو سلمہ اونٹ، بکریاں اور تین چرواہے پکڑ کے مدینہ لائے۔ اسی طرح ابوسفیان بن خالد ہذلی کی تخریبی سازشوں کا انکشاف ہوا تو حضرت عبداللہ بن انیسؓ کو 5 محرم 4 ھ کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا گیا۔ وہ بطن عرفہ پہنچے تو دیکھا کہ مختلف قبائل کے کافی لوگ اس کے ساتھ مل کر تخریبی اور دشمنانہ سرگرمیوں میں سرگرم ہیں۔ چنانچہ انہوں تدبیر کر کے ابوسفیان بن خالد ہذلی سے ملاقات کا منصوبہ بنایا۔ عبداللہ بن انیسؓ کی ابوسفیان سے جب ملاقات ہوئی تو عبداللہ نے اپنی طرف سے اس کی سرگرمیوں میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ اس نے بتایا کہ ہم مسلمانوں کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر جرار کی تیاری کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اگر آپ بھی شریک ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے یہ خوشی ہوئی۔ گفتگو کرتے کرتے ابوسفیان انہیں اپنے خیمہ میں لے گیا۔ اسی دوران اس کے ساتھی چلے گئے اور عبداللہ اور ابوسفیان اکیلے رہ گئے۔ ابوسفیان جب سونے کے بعد غافل ہو گیا تو عبداللہ بن انیسؓ اس کا سر کاٹ کر پہاڑ کے غار میں لے گیا۔ لوگ سارا دن تلاش کرتے رہے لیکن انہیں کوئی خبر نہ ہوئی اور ادھر عبداللہ بن

Marfat.com

انیس بچ بچا کر رات کا سفر کرتا اور دن کو چھپ جاتا۔ یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں اس کا سر لا کر رکھ دیا۔ آپ نے عبداللہ کے اس کارنامے میں اسے ایک "عصا" کا انعام دیا۔ یہ عصا ان کے پاس رہا یہاں تک کہ ان کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔

صفر کے مہینے میں اہل اسلام کے ساتھ دو بڑے صدمے پیش ہوئے۔ ایک صدمہ تو عضل اور قارہ قبائل کے اس دھوکے سے ہوا جو انہوں نے اسلام لانے کے لیے انہی خواہش کا اظہار کر آپ سے عاصم بن ثابت کی قیادت میں دس مبلغ صحابہ کرام کو لے کر انہیں رجیع لے گئے۔ وہاں پر انہیں ایک ٹیلے پر جا کر کھڑا کیا اور اس دوران قبیلہ ہذیل کی شاخ بنو لحیان کے تیراندازوں کے ذریعے سے سات صحابہ کرام کو شہید کر دیا۔ عاصم بن ثابت، حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن دشنہ باقی بچ گئے۔ چنانچہ انہیں پھر جھوٹے عہد و پیمان دے کر ٹیلے سے اتار لائے اور دوبارہ ان سے بدعہدی کی اور انہیں باندھ لیا۔ عام بن ثابت نے جب ان کی بدعہدی پر احتجاج کیا تو انہیں قتل کر دیا گیا۔ جبکہ باقی دونوں صحابہ کرام کو مکہ لے کر جا کر بیچ دیا گیا۔ جہاں انہیں کچھ عرصہ قید رکھا گیا۔ خبیب نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا اس لیے انہیں تنعیم لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ قتل سے پہلے انہوں نے دو رکعت نماز نفل ادا کیے اور نماز پڑھ کر دو شعر پڑھے جن مطلب کچھ یوں تھا۔

"میں مسلمان مارا جاؤں تو مجھے کچھ پروا نہیں اس لیے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہوتا ہوں اور یہ تو اللہ کی رضا و خوشنودی میں ہے اور اگر وہ چاہے تو وہ بوٹی بوٹی کیے ہوئے اعضاء کے جوڑ توڑ میں برکت دے دے۔"

ابو سفیان نے اس پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ تمہاری بجائے آج ہمارے پاس محمد ﷺ ہوتے۔ ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے اہل و عیال میں خوش و خرم ہوتے۔

اس پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جذباتی ہو کر کہا، "خدا کی قسم میرے دل میں یہ کبھی خواہش نہیں ہے کہ میں اپنے اہل و عیال میں ہوں اور حضرت محمد ﷺ کو کوئی کانٹا بھی چبھے اور انہیں اس سے ہلکا سا درد ہو۔"

Marfat.com

اس پر حارث بن عامر کے بیٹے نے آگے بڑھ کر اپنے باپ کے بدلے میں انہیں شہید کردیا۔

حضرت زید بن دشنہؓ نے غزوۂ بدر میں امیہ بن محرث کو قتل کیا تھا۔ لہٰذا ان کے ان کے بیٹے صفوان بن امیہ نے خرید کر اپنے باپ کے قتل کے بدلہ میں قتل کردیا۔

اس حادثہ رجیع کے ساتھ ہی ایک دوسرا حادثہ بیر معونہ پر پیش آیا۔ صفر4ھ میں ابو براء کلابی جو کہ بنو کلاب کا رئیس تھا' آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ چند مبلغ صحابہ کرام ہمارے ساتھ بھیجیں جو میرے قبیلے کے لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے نجد سے خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا کہ ان میں ضامن ہوں۔ جس پر آپ نے اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ستر صحابہ کرام اس کے ساتھ بھیج دیئے۔ یہ تمام نہایت مقدس اور درویش قسم کے لوگ تھے۔ اکثر صحابہ صفہ تھے جو دن بھر لکڑیاں چن کر شام کو فروخت کرتے کچھ اصحاب صفہ کی نذر کرتے اور کچھ اپنے لیے رکھتے۔

بیر معونہ کے مقام جب یہ دستہ پہنچا تو صرام بن ملحانؓ رسول ﷺ کا نام مبارک لے کر عامر بن طفیل کے پاس پہنچے۔ اس نے خط پڑھنے کے بجائے ایک آدمی کو اشارہ کیا جس پر اس نے حرام بن ملحان کی پشت پر سے نیزہ مار کر انہیں گرادیا۔ حضرت حرامؓ نے اس پر فرمایا "اللہ اکبر اب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔"

اور ساتھ ہی عامر بن طفیل نے باقی صحابہ کرام پر حملہ کرنے کے لیے بنو عامر کو آواز دی لیکن انہوں نے ابو براء کی پناہ کے پیش نظر اس کی دعوت پر عمل نہ کرسکے یہیں کہ بعد اس نے بنو سلیم کو پکارا جس پر انہوں نے صحابہ کرام کا محاصرہ کرکے سب کو تہہ تیغ کرنا شروع کردیا۔ وہ جب قتل عام کرکے چلے گئے تو عمرو بن امیہ ضمری اور نندر بن عقبہ جو تھوڑی دور اونٹ چرا رہے تھے' انہوں نے مقتولین کے اوپر پرندوں کو منڈلاتے دیکھا۔ انہوں نے فوراً جائے واردات پر مقتولین کا اندازہ کیا۔ حضرت کعب بن زید زخمی تھے انہیں اٹھالیا گیا۔ وہ زخموں کی مرہم پٹی کے بعد صحت یاب ہوگئے۔ عامر بن طفیل کو جب پتہ چلا تو اس نے عمرو بن امیہ کو قید کرلیا۔ لیکن جب اسے پتہ چلا کہ ان کا تعلق قبیلہ مضر سے ہے تو اس نے ان کی پیشانی کے بال کٹوا کر اپنی ماں کی طرف

Marfat.com

سے، جس پر ایک گردن آزاد کرنے کی نذر تھی، انہیں آزاد کر دیا۔
حضرت عمرو بن امیہ فوراً مدینہ پلٹے راستے میں "قرقرہ" کے قیام پر بنو کلاب کے دو آدمی ملے حضرت عمرو نے انہیں دشمن کا آدمی سمجھ کر قتل کر دیا حالانکہ ان کے پاس رسول ﷺ کی طرف سے عہد تھا۔ چنانچہ جب مدینہ پہنچے اور حضور اکرم ﷺ کو ان کے قتل سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا۔
"تم نے ایسے دو آدمی قتل کیے جن کی دیت مجھے دینی ہو گی۔"
دونوں واقعات کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو ایک ہی رات میں پہنچی آ نے ان کے قاتلوں پر تیس روز تک نماز فجر میں بددعا فرمائی یہاں تک کہ اللہ نے ان شہدا کی طرف سے یہ پیغام نازل کیا۔
"ہماری قوم کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔" اس کے بعد آپ نے بددعا کرنی ترک کر دی۔

غزوۂ بنی نضیر

عمرو بن امیہ ضمریؓ کے ہاتھوں قتل ہونے والے دو آدمیوں کی دیت کی ادائیگی آنحضرت ﷺ چند صحابہ کرام کے ہمراہ بن نضیرؓ کے پاس گئے اور ان سے دیت کی ادائیگی میں اعانت کی درخواست کی۔ جس پر انہوں نے کہا "ابو القاسم: ہم ایسا ہی کریں گے آپ یہاں تشریف رکھیں ہم آپ کی ضرورت پوری کیے دیتے ہیں۔"
آنحضرت ﷺ اس وقت ایک دیوار کی ٹیک لگا کر انتظار میں بیٹھ گئے اور یہودی دوسری جگہ اکٹھے ہو کر آپ کے قتل کا منصوبہ بنانے لگے۔ چنانچہ انہوں نے منصوبہ بنایا کہ ایک آدمی مکان پر چڑھ کر اوپر سے محمد ﷺ پر پتھر لڑھکا دے جس سے ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ عمرو بن مجاش یہودی فوراً مکان پر چڑھنے لگا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے خبیث باطن سے آگاہ کر دیا۔ جس پر آپ تیزی سے اُٹھے اور مدینہ چلے آئے آپ کے اٹھتے ہی تمام صحابہ کرام اُٹھ آئے لیکن اس طرح آپ کے تیزی سے اُٹھ جانے پر حیرانگی ہوئی۔ مدینہ جب پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اُن

Marfat.com

کی سازش سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ محمد بن سلمہ جا کر یہودیوں سے کہے کہ وہ مدینہ سے نکل جائیں۔ اب وہ یہاں نہیں رہ سکتے۔ انہیں نکلنے کے لیے دس دن کی مہلت ہے اس کے بعد جو پایا جائے گا اس کی گردن ماردی جائے گی۔"

آنحضرت ﷺ کے اس نوٹس پر یہود جانے کی تیاریاں کرنے لگے تو عبداللہ بن ابی نے انہیں ڈٹ جانے اور نہ نکلنے کا پیغام بھیجا اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ میرے پاس دو ہزار مردان ضرب و ضرب ہیں یہ تمہارے ساتھ قلعوں میں رہ کر تمہارے جان و مال کی حفاظت دیں گے۔ اس پیغام سے یہود شیر ہو گئے اور انہوں نے باغیانہ پیغام بھیجا کہ وہ تو نکلنے والے نہیں ہیں۔ آپ کو جو کرنا ہے کر دیکھنا۔

آنحضرت ﷺ کو یہودیوں کی طرف سے جب باغیانہ جواب ملا تو آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ صحابہ کرام نے بھی تکبیر کہی۔ آپ نے حضرت ابن کلثومؓ کو مدینہ کے انتظام کا ذمہ دار بنایا اور بنو نضیر پر چڑھائی کرنے کے لیے بنو نضیر کے علاقے کا محاصرہ کرنے کا حکم دے دیا۔ حضرت علیؓ کو علمبرداری کے منصب پر فائز کیا گیا۔ بنو نضیر کے قلعوں اور گڑھوں میں پناہ لے کر اسلامی لشکر پر پتھراور تیر برسانے شروع کر دیئے۔ کھجور کے درخت اور باغات اسلامی لشکر کے حملوں سے انہیں بچا رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام کو درختوں کے کاٹنے اور آگ لگا دینے کا حکم دے دیا۔ چار پانچ روز ہی گزرے تھے کہ یہودیوں کے قلعوں کے اردگرد کھڑے باغات آگ لگ جانے کی وجہ سے جہنم کدہ بن گئے۔ وہ اپنے قلعوں کے اندر محبوس تھے لیکن اردگرد کے آتش گیر ماحول کو دیکھ کر ان کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ ان کی تیراندازی رُک گئی۔

اُن کو مدد دینے کا یقین دلانے والے بھی نہ آئے تو انہوں نے جان بچانے کی راہیں تلاش کرنا شروع کر دیں۔ محاصرہ پندرہ دن تک جاری رہا اور اس دوران بنو نضیر پر جان کنی کا عالم بن گیا۔ چنانچہ فوراً مدینہ چھوڑنے اور مسلمانوں کی شرائط ماننے پر تیار ہو گئے۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے ان کو ہتھیاروں کے علاوہ جو کچھ سامان سے لے جانا چاہیں لے کر نکل جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ بنو نضیر وطن چھوڑ کر جب نکلے تو گھروں کے دروازے کھڑکیاں، کھونٹیاں اور چھتوں کی کڑیاں تک اکھاڑ کر لے گئے۔ ان کی اکثریت نے خیبر جا کر رہائش اختیار کی اور کچھ ملک شام جا کر بسے۔

Marfat.com

آنحضرت ﷺ نے ان کی زمین مہاجرین اولین میں تقسیم کردی۔ ابودجانہ اور سہل بن حنیف انصاری تنگدستی کا شکار تھے' چنانچہ انہیں بھی زمین کے ٹکڑے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ آپ اپنی ازدواج مطہرات کا سال بھر کا خرچ یہیں سے نکالتے رہے اور باقی جو کچھ بچتا اسے جہاد کی تیاری' ہتھیاروں اور گھوڑوں کی فراہمی پر صرف کرتے۔ یہود ہتھیاروں میں پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں چھوڑ گئے جو لشکر اسلام کے کام آئیں۔

غزوۂ بدر دوم

شعبان 4 ھ میں ابو سفیان کے جنگ احد کے موقع پر اگلے سال بدر کے مقام پر لڑائی کرنے کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے بدر کی طرف لشکر کی تیار کا حکم دیا۔ آپ بدر کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ آٹھ دن تک پڑاؤ ڈالے رہے۔ لیکن کسی قریشی لشکر کی آمد کی خبر نہ ملی۔ آپ کے ساتھ ڈیڑھ ہزار نفوس پر مشتمل لشکر تھا۔ دس گھوڑے تھے۔ علمبردار حضرت علیؓ تھے اور مدینہ کا انتظام عبداللہ بن رواحہؓ کے سپرد تھا۔

اُدھر اسلامی لشکر کے جواب میں ابو سفیان مکہ سے پچاس سواروں سمیت دو ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا لیکن جب "مرالظہران" کے مقام پر پہنچ کر مجنۃ کے چشمے پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دے دیا اور اپنے ساتھیوں سے مشاورت کرتے ہوئے کہا۔

"جنگ اسی وقت موزوں ہوتی ہے جب شادابی اور ہریالی ہو۔ جانور آسانی سے چر سکیں اور لشکر کو دودھ بھی افراط سے مل سکے۔ آج کل خشک سالی ہے۔ لہٰذا میں تو واپس جانا چاہتا ہوں۔"

لشکریوں کو اسلامی لشکر کے بدر میں پہنچ جانے کی اطلاعات مل چکی تھیں اور اس لیے ان کے دل خوف واضطراب کا شکار تھے۔ انہوں نے ابو سفیان کی اس رائے کو غنیمت سمجھتے ہوئے واپسی کی تجویز کو مان لیا اور پورا لشکر واپس ہو گیا۔

مسلمانوں نے بدر میں ٹھہر کر تجارت کی۔ ایک درہم کے دو درہم بنائے اور جب واپس ہوئے تو پورے علاقے میں اسلامی لشکر کی ہیبت چھائی تھی اور مکمل امن وامان

Marfat.com

قائم تھا۔ پورا ایک سال گزرا لیکن دشمن کو کسی قسم کی اشتعالی کارروائی کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اطراف و جوانب کے قبائل سے راہ و رسم بڑھائے اور ڈاکوؤں کی سرکوبی اور امن وامان کے قیام کے لیے ضروری اقدامات اٹھائے۔

غزوۂ خندق

بدر کے میدان میں قریش اور مسلمانوں کا دوبارہ ٹکراؤ کا نہ ہونا ابوسفیان کے لیے انتہائی ہزیمت اور رسوائی کا باعث بن گیا۔ چنانچہ اب قریش کے ساتھ ساتھ یہود و نصاریٰ کو بھی مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت پر بڑی تشویش ہونے لگی۔ بنو انمار اور بنو ثعلبہ نے مسلمانوں پر لشکر کشی کے لیے منصوبے بنانا شروع کر دیئے۔ آنحضرت ﷺ کو ان تیاریوں کی خبر ہوئی تو آپ فوراً نوٹس لیتے ہوئے چار سو صحابہ کرام پر مشتمل ایک دستہ لے کر روانہ ہوئے اور حضرت عثمانؓ مدینہ کی طرف امارت پر مامور کیا۔ جب اس چڑھائی کی خبر بنو انمار اور بنو ثعلبہ کو خبر ہوئی تو وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے اور جب آنحضرت ﷺ اپنا دستہ لے کر "ذات الرقاع" پہنچے تو وہاں کوئی فرد نظر نہ آیا۔ یہ واقعہ محرم 5ھ کا ہے۔ یہ لشکر پندرہ راتیں اسی مہم میں گزار کر صرار کے راستے مدینہ واپس پہنچا۔

ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں خبر آئی کہ درمتہ الجندل کا حاکم "اکیدر" ایک کثیر لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ یہ حاکم قیصر روم کے زیر اثر تھا۔ دومتہ الجندل حجاز سے شام و عراق کے جانے کے راستے پر مدینہ منورہ سے پندرہ یا سولہ رات کی مسافت پر تھا۔ اسی راستے سے تجارتی قافلے ضروریات رسد کا سامان لے کر مدینہ آتے تھے اور دومتہ الجندل کے نبطی ان کاروانوں کے گزرنے میں روڑے اٹکاتے۔ کئی دفعہ قافلوں کو لوٹ بھی لیا گیا۔

آنحضرت ﷺ نے اس خطرہ کو ختم کرنے کے لیے فوری اقدام کو ضروری سمجھا چنانچہ آپ نے سباع بن عرفطہ نکاری کو مدینہ کی امارت پر مامور کیا اور خود ایک ہزار جوانوں کی جمعیت لے کر 25 ربیع الاول 5ھ کو دومتہ الجندل کے لیے روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

جب آپ کی آمد کا انہیں پتہ چلا تو وہ فوراً ترک وطن کر گئے آپ ان کے میدانوں میں اُترے اور چند روز تک وہاں قیام کیا۔ کئی چھوٹی چھوٹی جماعتیں اطراف و اکناف میں بھیجیں مگر ان کا کچھ پتہ نہ چلا۔ صرف ایک شخص گرفتار ہوا اس کو اسلام کی تعلیمات سے جب آگاہ کیا گیا تو وہ فوراً مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی موقع پر عینیہ بن حصین کی صلح کی بات چیت ہوئی جس میں اسے تغلمین اور اس کے قرب وجوار سے لے کر المراض تک کے علاقے میں اپنے جانور چرانے کی اجازت دے دی گئی۔ یہ مقام سرسبز تھا جبکہ عینیہ کا شہر خشک اور بنجر تھا۔ یہ چراگاہ دو میل تک پھیلی تھی اور مدینہ سے الزبدہ کے راستہ پر چھبیس میل کے فاصلے پر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مہم سے 20 ربیع الاخر کو واپس مدینہ پہنچے۔

بنو مصطلق قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ تھی جو کہ قریش کے حلیف تھے۔ یہ لوگ مدینہ سے نو منزل کے فاصلہ پر واقع "مریسیع" میں رہتے تھے۔ ان کے رئیس حارث بن ابی ضرار تھے اور عربوں میں ان کا گہرا اثر و رسوخ تھا۔ قریش کی دلجوئی میں یہ لوگ بھی مدینہ پر حملہ کی تیاری کے لیے لشکر ترتیب دینے لگے۔ اڑوس پڑوس کے کئی قبائل ان کا ساتھ دینے پر تیار ہو گئے۔ مدینہ میں جب ان کی تیاریوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ نے فوراً یزید بن خصیب کو حالات کی تحقیق کے لیے بھیجا۔ یزید حارث سے ملا تو اس کی گفتگو سے اس کے مذموم ارادوں کا پتہ چلا گیا۔ چنانچہ یزید نے حالات سے جا کر آگاہ کر دیا۔ حالات کی تصدیق ہونے پر 2 شعبان 5 ھ کو آپ ایک جمعیت لے کر اُن پر چڑھائی کر دی۔ اس مرتبہ کئی منافقین بھی شریک لشکر ہو گئے۔

حارث کو جب خبر ملی تو بڑا خوفزدہ ہوا۔ آہستہ آہستہ عربی قبائل جو حلیف بنے ہوئے تھے' ساتھ چھوڑنا شروع ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مریسیع پہنچ کر خیمہ نصب کرایا اور پڑاؤ ڈال دیا۔ بنو مصطلق کے لوگ معمول کے کام کاج میں تھے۔ اسلامی لشکر کے اچانک آ جانے سے انہیں خوف لاحق ہو گیا۔ بنو مصطلق نے ابتداً دفاع میں تیر اندازی کی لیکن جب مسلمانوں نے باقاعدہ صف بندی کر کے دفعتاً" حملہ کر دیا تو انہیں ہزیمت اٹھانا پڑی۔ ان کے دس آدمی ہلاک ہو گئے جبکہ کئی گرفتار ہوئے۔ طبقات ابن سعد میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ بطور مال غنیمت ملنے کا ذکر

Marfat.com

ہے- قیدیوں میں حضرت جویریہ بنت حارث بھی آئیں- یہ ثابت بن قیس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئیں- حضرت جویریہ نے 9 اوقیہ ہونے کے بدلے ان سے مکاتبت کا معاملہ کرلیا اور آنحضرت ﷺ سے شادی کرنے کی خواہش کی- چنانچہ آ نے 9 اوقیہ سونا ادا کر کے آپ کو اپنے حلقہ زوجیت میں کرلیا اور اس کو دیکھ کر صحابہ کرام نے گرفتار ہونے والے جملہ چھ سو قیدیوں کو رہا کردیا اور اس طرح آپؓ کی وجہ سے بنو مصطلق کے سو گھرانوں کے تمام لوگ آزاد ہوئے-

ان مہمات سے اطراف واکناف میں یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ مسلمانوں کو کوئی ایک قبیلہ یا گروہ شکست نہیں دے سکتا- اس لیے اب سب مخالف قبائل کو مل جل کر مسلمانوں سے نبٹنا پڑے گا- حی بن اخطب اور کنانہ بن ربیع جسے بنو نضیر کے یہودی سرداروں نے ایک ایک قبیلہ کے پاس جاکر انہیں قریش کے ساتھ مل کر مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لیے آمادہ کیا- بنو اسد' بنو سلیم' بنو سعد' بنو غطفان اور قریش کے سرداروں کی اس مہم سے چوبیس ہزار نفوس کا ایک لشکر جرار اکٹھا ہوگیا- ان کے پاس تین سو گھوڑے اور ایک ہزار پانچ سو اونٹ تھے- اس لشکر کی کمان ابو سفیان کے ہاتھ میں دی گئی-

مدینہ میں جب ان تیاریوں کی اطلاع پہنچی تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام سے مشاورت کی اور حضرت سلمان فارسی کے مشورہ پر آپ نے مدینہ منورہ میں رہ کر مقابلہ کرنے کو پسند فرمایا اور مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا- 8 ذی قعد 5 ھ کو تین ہزار صحابہ کرام کی معیت میں خندق کی کھدائی کا کام شروع ہوا- خود پیغمبرعالم حضرت محمد ﷺ نے اس کھدائی میں مزدوروں کی طرح کام کیا- جوش جہاد میں سب صحابہ کرام نے انتہائی جاڑے کی سردی میں بیس دن کے اندر پانچ گز گہری خندق تیار کردی- مدینہ میں ان دنوں قحط سالی کی بھی کیفیت تھی- صحابہ کرامؓ نے تین تن روز بھوکے رہ کر گذارہ کیا- نبی کریم ﷺ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر کھدائی میں حصہ لیا- خندق تیار ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مقابلہ کے لیے باقاعدہ منصوبہ سازی کی- کوہ سلع کو پشت میں رکھ کر خندق کے سامنے صف بندی کی مستورات مدینہ کو مضبوط قلعوں میں بھیج دیا گای- بنو قریظہ کے خطرہ کے پیش نظر سلمہ بن اسلم کو ان کی

Marfat.com

حفاظت پر متعین کیا گیا۔

قریش کا لشکر جرار جب مدینہ پہنچا تو خندق کی وجہ سے داخل نہ ہو سکا۔ چنانچہ باہر سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا گیا اور تین طرف سے مدینہ پر بڑے زور شور کے ساتھ حملہ کر دیا۔ دور سے تیروں کی بارش کی جاتی اور پتھر پھینکے جاتے۔ مدینہ کے اندر بنو قریظہ کو معاہدہ توڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ منافقین کے ساتھ رابطے پیدا کر کے مدینہ کے اندر سے بغاوت کی کوششیں کی گئیں۔ تقریباً ایک ماہ تک پوری سختی کے ساتھ محاصرہ جاری رہا۔ بنو غطفان کے رئیس حارث کا خیال تھا کہ مسلمان اس طویل محاصرہ سے تن آ چکے ہوں گے۔ چنانچہ اس نے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ مجھے مدینہ کی نصف کھجور دینے کا اگر آپ وعدہ کر دیں تو آپ کو بچانے کی کوئی سبیل ہو سکتی ہے۔ ورنہ ہم مدینہ کو آدمیوں اور گھوڑوں سے بھر دیں گے۔ آپ نے اس کا جواب سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے مشورہ پر موقوف کیا اور حارث کی موجودگی ہی میں دونوں کو بلا بھیجا دونوں نے عرض کیا کہ ہم نے کفر کی حالت میں تو کسی کو خراج نہیں دیا اور نہ ہی کسی کو اس طرح خراج مانگنے کی جرات دی کہ وہ خراج مانگے۔ جبکہ اب ہم مسلمان ہیں اور اسلام نے ہمیں قوی کر دیا ہے۔ اب ہمارے لیے موت شہادت اور زندگی خداوند قدوس کی دین ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سرداران انصار کا استقلال دیکھ کر حارث کو دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ جا سکتے ہیں اور تم سے جو کچھ بن آئے کر دیکھیں۔

حارث نامراد اور مایوس واپس لوٹا۔ محاصرہ کی طوالت سے اب قریش مایوس ہو گئے۔ عکرمہ، ضرار بن خطاب، نوفل، جبیرہ اور عمرو بن عبدود نے مقابلہ کے لیے للکارا۔ حضرت علیؓ مقابلے پر نکلے اور پہلے ہی وار میں زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ حالانکہ یہ جوان ہزاروں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ اس کا حشر دیکھ کر باقی سوار فوراً واپس بھاگے۔ حضرت نوفل نے تیزی سے وار کر کے نوفل کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ جبکہ باقی بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ دوسرے دن باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ مسلسل تیر اندازی اور سنگ باری کا سلسلہ سارا دن جاری رہا۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اس روز ظہر سے لے کر عشاء تک مصروفیت کی وجہ سے نمازیں بھی نہ پڑھ سکے۔ رات گئے جب

Marfat.com

جماعتیں متفرق ہوئیں۔ تو آپ نے حضرت بلالؓ کو اذان دینے کے لیے کہا اور قضا نمازیں ادا کی گئیں۔

نعیم بن مسعود ثقفی غطفانی رئیس تھے۔ قریش اور یہود دونوں ان اعتبار کرتے تھے۔ وہ اسلام لا چکے تھے لیکن کفار کو اس کا علم نہ تھا۔ انہوں نے یہود اور قریش سے جنگ کے نتائج کو سامنے رکھ کر ایسی باتیں کیں کہ بنو قریظہ اور قریش میں اختلافات پیدا ہوگئے اور بنو قریظہ لڑ جھگڑ کر واپس اپنے قلعہ میں آگئے اور حی بن اخطب کو بھی ساتھ لائے۔

محاصرہ کی طوالت' رسد کی مسلسل کمی اور بنو قریظہ کی علیحدگی نے حملہ آور لشکر کی ہمت توڑ دی اور اس پر مزید مایوسی اور پریشانی اس وقت بڑھ گئی جب رات کی ٹھٹھرتی سردی میں اچانک موسم بدل گیا اور تند و تیز آندھی کا طوفان چل نکلا۔ کجاوے دفن ہوگئے' خیموں کی میخیں اکھڑ گئیں اور طنابیں ٹوٹنے سے خیمے زمین بوس ہوگئے' دیگچے چولہوں پر اُلٹ گئی۔ گھوڑے اور اونٹ خوف اور دہشت کی وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس عالم میں ابو سفیان کو کہنا پڑا۔

"اے گروہ قریش اب تم اس پوزیشن میں نہیں ہو جو مزید قیام کر سکو۔ ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہوگئے ہیں۔ بنو قریظہ سے ہم نے وعدہ خلافی کر لی اور اب ہم ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہوگئے جو تمہارے سامنے ہے۔ اس لیے فوراً کوچ کرو۔ میں بھی کوچ کرتا ہوں۔"

لوگوں کا یہ اعلان سننا ہی تھا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابو سفیان نے پیچھے سے مسلمانوں کی طرف سے حملہ کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے عمرو بن العاص اور خالد بن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ لشکر کے آخری حصے پر حفاظت کے طور پر رہنے کا حکم دیا اور اس طرح کفار قریش کا یہ امکان سے بڑھ کر پوری قوت و طاقت سے کیا گیا حملہ قدرت کی غیبی امداد کی وجہ سے بُری طرح ناکام ہوگیا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کی طرف سے صرف چھ آدمی شہید ہوئے۔

حضرت حذیفہؓ خبر لانے کے لیے کفار کے محاذ کے اندر تک گئے۔ ان کو وہاں جا کر کسی قسم کی سردی نہ لگی۔ انہیں تو ایسا حسوس ہوا جیسے کہ گرم پانی کے حمام میں ہیں جبکہ

Marfat.com

مشرکین قریش سردی سے ٹھٹھرتے میدان چھوڑ گئے۔ صبح ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ کفار کا میدان صاف ہے۔ رسول ﷺ غزوۂ خندق سے واپس آنے کے بعد ابھی ہتھیار اور کپڑے اتار کر ام سلمہؓ کے گھر میں غسل فرما ہی رہے تھے کہ حضرت جرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور بنو قریظہ کی طرف لشکر کشی کا حکم ربی پہنچایا اور فرمایا کہ میں ادھر پہلے جا رہا ہوں، ان کے قلعوں میں زلزلہ برپا کردوں گا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالوں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے منادی کرا دی کہ جو شخص سمع وطاعت پر قائم ہے وہ عصر کی نماز بنو قریظہ ہی میں پڑھے۔ مدینے کا نظم ونسق حضرت ابن ام مکتومؓ کے سپرد کیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھ علم دے کر لشکر کے ساتھ آپ ﷺ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ بنو قریظہ نے یہ دیکھا تو وہ بڑے سٹپٹائے۔ وہ اپنی گڑھیوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے "انا" نامی کنویں کے ساتھ پڑاؤ ڈال دیا اور بنو قریظہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہودی محاصرے کی سختی اور طوالت سے گھبرا گئے۔ چنانچہ انہوں نے مصالحت کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ ان کی طرف سے درخواست آئی کہ ابولبانہؓ کو ہمارے پاس بھیجیں تاکہ ہم ان سے مشاورت کر سکیں۔ چنانچہ ان کی درخواست پر ابولبانہؓ کو ان کے پاس بھیج دیا گیا۔ ابولبانہؓ جب بنو قریظہ کے ہاں پہنچے تو مرد حضرات ان کی منت سماجت پر حث گئے۔ عورتیں دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں۔ ابولبانہؓ ان کی گریہ وزاری سے بڑے متاثر ہوئے۔ اس لیے جب بنو قریظہ نے پوچھا 'کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت محمد ﷺ کے فیصلے پر ہتھیار ڈال دیں۔ تو ابولبانہؓ نے اپنے گلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ "ہاں" ہاتھ سے اشارہ کرنے کا مطلب یہ تھا کہ ہتھیار پھینکو گے اور ذبح کر دیئے جاؤ گے۔ یہ سراسر خیانت تھی۔ انہیں اپنی اس غلطی کا احساس ہوا تو بڑے رنجیدہ ہوئے۔ بنو قریظہ سے واپس لوٹے تو سیدھے مسجد نبوی جا کر اپنے آپ کو ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی کہ اب انہیں رسول ﷺ ہی آزاد کریں گے۔ رسول ﷺ ہی آزاد کریں گے۔ رسول ﷺ کو جب اس کی اطلاع کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابولبانہؓ اگر سیدھا میرے پاس آ جاتا تو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتا لیکن اب اس کا فیصلہ اللہ ہی کی جانب سے آئے گا۔ نماز کے لیے ان کی بیوی کھول دیتی اور نماز پڑھ کر دوبارہ ستون

Marfat.com

کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لیتے اور اسی کیفیت میں ان کی چھ راتیں گزر گئیں۔ تانکہ حضرت ام سلمہؓ کے مکان پر سورۃ توبہ نازل ہوئی جس میں ان کی رہائی کا پروانہ ملا۔ حضرت ام سلمہؓ نے انہیں بشارت دی تو کھلنے کے لیے صحابہ کرام دوڑے مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نہ کھولے گا۔ چنانچہ نماز فجر کے لیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو انہیں کھول دیا گیا۔

ادھر بنو قریظہ محاصرے کی طوالت سے جب ہمت چھوڑ بیٹھے اور اس میں پچیس روز گزر گئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو قبول کرنے پر اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ جس پر آپ نے مردوں کو قید کرنے اور عورتوں و بچوں کو علیحدہ کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس فیصلہ کو سُن کر قبیلہ اوس کے لوگوں نے عرض کیا۔ آپ ہمارے حلیفوں پر احسان فرمائیں جس طرح آپ نے بنو قینقاع کے حلیفوں پر احسان فرمایا تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم : کیا آپ لوگ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کے متعلق فیصلہ آپ کے ہی خاندان کا آدمی کرے۔

بنو اوس : "کیوں نہیں"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم : "آپ کا فیصلہ سعد بن معاذؓ کے حوالے ہے۔"

بنو اوس : "ہم اس پر راضی ہیں۔"

حضرت سعد بن معاذؓ کو غزوۂ خندق کے دوران ایک شدید زخم لگا تھا جس کی وجہ سے وہ مدینہ ہی میں تھے۔ چنانچہ انہیں گدھے پر سوار کر کے لایا گیا۔ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو اوس کے لوگوں کے پاس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے سردار کی تعظیم کے لیے اٹھو۔" چند لوگ اُٹھ کر ان کے استقبال کو گئے اور انہیں دونوں طرف سے گھیر لیا اور ان سے کہنے لگے کہ سعد اپنے حلیفوں کے بارے میں حسن سلوک کا فیصلہ کیجئے گا۔ حضرت سعدؓ بالکل خاموش تھے۔ لوگوں کی طرف سے گزارشات کی بھرمار تھی لیکن وہ کچھ جواب نہیں دے رہے تھے۔ جب صرار بہت زیادہ بڑھ گیا تو آپ نے کہا۔

"اب وقت آ گیا ہے کہ سعد کو اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں۔"

Marfat.com

حضرت سعدؓ آنحضرت ﷺ کے حضور پیش ہوئے تو انہیں بتلایا گیا کہ بنو قریظہ ان کی ثالثی پر راضی ہیں۔ لہٰذا آپ ان کے مستقبل کا فیصلہ کریں۔ چنانچہ آپ نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا۔"

"مردوں کو قتل کردیا جائے' عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور اموال تقسیم کردیئے جائیں۔" اس فیصلہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

"سعد! تم ان کے بارے وہی فیصلہ کیا جو سات آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ یہودی شریعت کے مطابق یہ پھر بھی نرم ہے۔"

حضرت سعد بن معاذؓ کے اس فیصلہ پر بنو قریظہ کو مدینہ لایا گیا اور بنو نجار کی ایک عورت جو حارث کی صاحبزادی تھی' کے گھر میں انہیں قید کردیا گیا۔ مدینہ کے بازار میں خندقیں کھودی گئیں اور پھر مردوں کو گروہ گروہ کرکے ان کو لایا گیا اور ان کی گردنیں ماردی گئیں۔ ان کی تعداد چھ سے سات سو کے درمیان تھی۔ انہیں مارے جانے والوں میں بنو نضیر کا سردار حی بن اخطب بھی مارا گیا۔ جس نے قریش اور غطفان کو غزوۂ احزاب کے لیے تیار کیا تھا اور بنو قریظہ کو عہد شکنی پر اکسایا اور ورغلایا یہاں تک کہ وہ مدینہ کے مشکل وقت میں غداری پر تیار ہوگئے۔ بنو قریظہ کے وہ لوگ جو ہتھیار ڈالنے سے پہلے مسلمان ہوگئے تھے ان کے ساتھ کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ بعض لوگوں کو ہبہ کروالیا گیا تھا۔ انہیں بھی چھوڑ دیا گیا اور وہ مسلمان ہوگئے۔ ہتھیار اور اموال جمع کیے گئے۔ ڈیڑھ ہزار برتن' تین سو زرہیں' دو ہزار نیزے' پانچ سو ڈھال بہت سا سامان' بہت سارے برتن' اونٹ' بکریاں جمع ہوئیں۔ چنانچہ کھجوروں اور قیدوں سمیت سب کا خمس نکال کر بقیہ مال غنیمت فوجیوں میں تقسیم کردیا گیا۔ پیدل کو ایک حصہ اور شہسوار کو تین حصے دیئے گئے۔ قیدیوں کو نجد بھیج کر ان کے بدلہ میں ہتھیار خرید لیے گئے جبکہ عورتوں میں سے ایک عورت قتل کی گئی جس نے چکی پھینک کر حضرت خلاد بن سویدؓ کو قتل کیا تھا۔ جبکہ ریحانہ بنت زید بن عمرو بن خنافہ آنحضرت ﷺ کی ملکیت میں آئی تھیں آپ نے اسے آزاد کرلیا۔ جس پر اس کی خواہش پر آپ ﷺ نے اسے اپنے حلقہ ازدواج میں لے لیا۔ ان کا حجتہ الوداع کے بعد انتقال ہوا۔

ہجرت کا چھٹا سال جب شروع ہوا تو اس وقت مدینہ منورہ ہر طرح کے داخلی و

Marfat.com

خارجی خطرات سے ایک حد تک محفوظ ہوگیا تھا اور مسلمانوں کے لیے بڑی حد تک اطمینان بخش فضا پیدا ہوگئی۔ مدینہ کے اندر موجود مار آستین یہود کچھ جلاوطن ہوگئے اور کچھ قتل ہوگئے اور اس طرح اسلامی مرکز ان کی شب و روز کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے بالکل محوظ ہوگیا۔ خارجی طور پر اطراف و اکناف آباد قبائل اور قریش پر غزوۂ خندق کی عبرت ناک شکست سے خوف و دہشت کے سائے پڑ گئے۔ لیکن اب مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اردگرد کے قبائل میں موجود نفرت و حقارت کی چنگاریوں کو ہمیشہ کے لیے بجھادیں چنانچہ اس کی منصوبہ بندی کی گئی۔

10 محرم 6 ہجری کو محمد بن انصاری کی سربراہی میں ایک تیس سواروں پر مشتمل دستہ قرطاء بھیجا۔ یہ بستی بنو لکبر کی شاخ بنو کلاب کا مرکز تھی۔ یہ قبیلہ بڑا سازشی اور قریش کا زبردست حلیف تھا۔ "بیرِ معونہ" کے ستر صحابہ کرام کی شہادت کا صدمہ مسلمانوں کو انہی کی بدولت پیش آیا تھا۔ چنانچہ جب ان کا گھیراؤ کیا گیا تو وہ مقابلہ کی ہمت نہ پاکر بھاگنے لگے۔ کچھ لوگ جان بچانے میں کامیاب ہوگئے جبکہ کئی قتل ہوگئے۔ اس یورش سے مسلمانوں کے ہاتھ ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں بطور مال غنیمت آئیں۔ 29 محرم کو یہ دستہ کامیابی کے ساتھ واپس مدینہ پہنچ گیا۔

بنو عضل اور بنو قارہ کی بدعہدی سے واقعہ رجیع میں مسلمانوں کو دس جید صحابہ کرام کے قتل کا جو زخم لگا تھا وہ بڑا تکلیف دہ تھا۔ چنانچہ بنو لحیان کی سرکوبی کے لیے ربیع الاول 6 ھ میں آپ ﷺ نے دو سو صحابہ کرام کی معیت میں رخت سفر باندھا۔ جن کے ایک سو تیر اندازوں نے دس مبلغ صحابہ کرام کو قتل کردیا تھا۔ یہ قبیلہ بطن غران میں آباد تھا۔ جوامج اور عسفان کے درمیان ایک سرسبز وادی تھی۔ بنو لحیان کو جب اسلامی لشکر کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ سب بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیوں میں جا چھپے۔ آپ نے دس سواروں پر مشتمل دستے بنا کر چاروں طرف ان کی تلاش کے لیے بھیجے لیکن ان کا کوئی پتہ نہ چلا۔ چنانچہ شہید صحابہ کرام کے لیے دعائے مغفرت کی۔ دو روز وادی میں قیام کیا اور اس طرح چودہ دن مدینہ سے باہر رہ کر واپس پہنچ گئے۔ مدینہ میں آپ کی عدم موجودگی کے دوران حضرت عبداللہ بن مکتومؓ امیر بنائے گئے تھے۔ عضل اور قارہ کی

Marfat.com

شاخیں بنو اسد سے تھیں ان کی بدعہدی کے سزا دینے کے لیے عکاشہ بن محض کو چالیس صحابہ کرام کے ساتھ "غمر" بھیجا گیا۔ یہ بنو اسد کی بستی تھی لیکن جب عکاشہ بستی کے نواح پہنچے تو بستی کے سب لوگ بھاگ گئے اور اس طرح دو سو اونٹ مال غنیمت میں ملے اور کسی قسم کی لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ بنو اسد اب بھاگ کر ذوالقصہ پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ محمد بن سلمہؓ کی نگرانی میں دس صحابہ کرام کو ان کی خبر لینے کے لیے بھیجا گیا۔ ذوالقصہ مدینہ منورہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب یہ دستہ رات کو وہاں پہنچا تو وہ پہلے سے خبردار ہو چکے تھے۔ ان کی تعداد سو تھی اور تیروں و نیزوں سے مسلح تھے۔ طرفین میں تیراندازی شروع ہو گئی اور پھر دوبدو نیزوں سے ٹکراؤ ہوا اور اس ٹکراؤ میں محمد بن مسلمہؓ کے علاوہ سب صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔ محمد بن مسلمہ بھی شدید زخمی ہو گئے اور انہیں کسی دوسرے مسلمان نے اٹھا کر مدینہ منورہ پہنچایا۔

اوائل 6 ہجری میں بنو ثعلبہ اور بنو انمار کو شدید خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ المراض سے لے کر تغلمین تک تمام تالاب خشک ہو گئے۔ المراض مدینہ منورہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ چنانچہ ان قبائل نے مدینہ کے مویشیوں کو لوٹنے کا منصوبہ بنایا جو مدینہ سے سات میل دور ہیفا کی وادی میں چرتے تھے۔ مسلمانوں کو اس منصوبہ کی خبر ہوئی تو فوراً عبیدہ ابن الجراح کی نگرانی میں چالیس آدمیوں کو بھیجا گیا۔ یہ صبح کی تاریکی میں پہنچے اور فوراً ان پر حملہ کر دیا۔ وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور پہاڑوں میں جا کر چھپ گئے اور اس طرح چند اونٹوں کے ساتھ کچھ مال غنیمت لے کر مسلمان واپس ہوئے۔

بیرٔ معونہ کے واقعہ میں ستر صحابہ کرام کی شہادت میں بنو صفہ' ہورغل اور بنو ذکوان کے قبائل کا بڑا ہاتھ تھا۔ چنانچہ ان کی تادیب کے لیے ایک دستہ جب گیا تو وہ بھاگ کر دور پہاڑوں میں چھپ گئے تھے۔ چنانچہ دربار زید بن حارثہ کی قیادت میں ایک دستہ بھیجا گیا۔ یہ لوگ بطن نخل کے نواح میں آباد تھے۔ "بطن نخل" مدینہ سے 48 میل کے فاصلہ پر تھی۔ مسلمانوں کا جب دستہ پہنچا تو وہ فرار ہو گئے۔ صرف گنے چنے افراد موجود ملے جن کو قید کر لیا گیا اور اس طرح مال غنیمت میں بہت سارے اونٹ' بکریاں اور قیدی ہاتھ آئے۔

جمادی الاول 6 کو اچانک اطلاع ملی کے قریش کا ایک قافلہ شام سے آ رہا ہے

Marfat.com

چنانچہ اس پر گرفت ڈالنے کے لیے حضرت زید بن حارثہ کو ستر سواروں کے ساتھ بھیجا گیا۔ عیص کے مقام پر جو کہ مدینہ سے چار راتوں کی مسافت پر ہے' قافلہ والوں پر یورش کر کے سب کو گرفتار کرلیا گیا۔ تمام سامان قبضہ میں لے لیا گیا۔ اس سامان میں صفوان بن امیہ کی بہت سی چاندی تھی اور قیدیوں میں حضور ﷺ کے داماد "ابوالعاص" بھی تھے۔ جماری الاخر میں حضرت زید بن حارثہ کی ایک دستہ "طرف" کے مقام پر بھیجا گیا۔ یہ نخیل اور مراض کے قریب ایک چشمہ تھا۔ جو کہ مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس دستہ میں پندرہ آدمی تھے اور انہیں عضل اور قارہ قبائل کی تادیب کے لیے بھیجا گیا۔ یہ بنو ثعلبہ کی شاخ بنی اسد سے تھے۔ حضرت زید کے پہنچنے سے قبل ہی یہ سب لوگ بھاگ گئے۔ چنانچہ حضرت زید 34 اونٹوں کو ہانک کر مدینہ واپس آ گئے۔

جمادی الاخریٰ 6 ھ میں حضرت دحیہ کلبیؓ قیصر روم سے مل کر واپس آ رہے تھے کہ حسمی کے مقام پر الںید بن عارض' اس کے بیٹے اور قبیلہ جذام کے لوگوں نے ان کا راستہ روکا اور تمام مال و اسباب چھین لیا۔ حضرت دحیہؓ نے واپس پہنچ کر واقعہ کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو کی تو آپ نے فوراً پانچ سو آدمیوں کو حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں ان لوگوں کی تادیب کے لیے بھیجا۔ حضرت دحیہؓ بھی ان کے ساتھ تھے۔ صبح ہوتے ہی ان پر حملہ ہوا جس میں الفھد بن عارض اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا گیا۔ ایک ہزار اونٹ' پانچ ہزار بکریاں اور سو عورتیں و بچے قید کر لیے گئے۔ زید بن رفاعہ جذامی فوراً آنحضرت ﷺ کے حضور پیش ہوا اور وہ تحریر پیش کی جو آپ نے اس کے اور اس کی قوم کے لیے اس وقت لکھ دی تھی جب آپ وہاں تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فوراً حضرت علیؓ کو ان کے ساتھ بھیجا۔ راستے میں حضرت زید بن حارثہ مل گئے جو اونٹنی پر سوار تھے۔ انہیں آنحضرت ﷺ کا پیغام ملا تو آپ نے زید بن رفاعہ جذامی اور اس کی قوم کا سب کچھ بمعہ اس اونٹنی کے واپس کر دیا۔

رجب 6 ھ میں حضرت زید بن حارثہ بسلسلہ تجارت شام روانہ ہوئے تو وادی القریٰ کے قریب بنی بدر کی شاخ فزارہ کے کچھ لوگ حملہ آور ہو گئے۔ کئی صحابہ کرام شہید ہو گئے اور خود حضرت زید بن حارثہؓ زخمی ہو کر مدینہ واپس پہنچے اور قسم کھائی کہ جب

Marfat.com

تک ان لوگوں سے بدلہ نہ لے لوں گا غسل جنابت نہ کروں گا۔ چنانچہ جب زخم ٹھیک ہو گئے تو رمضان 6ھ میں آنحضرت ﷺ کی اجازت سے بنو فزارہ پر صبح طلوع ہوتے ہی جا حملہ آور ہوئے۔ تمام موجود لوگوں کو گھیرے لیا۔ ام قرفہ (جو وہاں کی حاکم فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر نامی تھی) اور اس کی بیٹی جاریہ بنت مالک کو گرفتار کرلیا۔ قیس بن محمد نے ام قرفہ کو قتل کردیا۔ نعمان اور عبیداللہ جو مسعدۃ بن حکمہ بن مالک بن بدر کے بیٹے تھے' انہیں بھی قتل کردیا گیا اور اس طرح کامیاب و کامران ہو کر مدینہ پہنچے فوراً آنحضرت ﷺ کے گھر پر حاضر ہوئے دستک دی تو آنحضرت ﷺ کپڑے اتارے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے باہر آئے فتح مندی پر مبارک باد دی اور گلے لگایا۔

شعبان 6ھ کو اطلاع ملی کے دومتہ الجندل میں ایک بہت بڑا گروہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لیے تیاریوں میں لگا ہے اور مدینہ آنے والے قافلوں کو لوٹ لیتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اپنے سامنے بٹھایا اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا اور فرمایا کہ اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو جو اللہ کے ساتھ کفر کرے تم اس سے اس طرح لڑو کہ نہ تو خیانت کرو اور نہ ہی کسی قسم کی بدعہدی کرو۔ کسی بچے کو قتل نہ کرنا اور اگر وہ تمہیں مان لیں اور ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کرلینا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف دومتہ الجندل پہنچ کر دعوت اسلام میں مصروف ہو گئے۔ اصبغ بن عمرو کلبی نصرانی تھا اور ان لوگوں کا سردار تھا۔ اسلام لے آیا اور اس طرح اس کے قبیلہ کے کئی لوگ بھی دائرہ اسلام میں آ گئے اور جو ایمان نہ لائے انہوں نے جزیہ دینا قبول کرلیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے اصبغ کی بیٹی "تماضر" سے شادی کرلی اور اسے مدینہ لے آئے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اسی کے بطن سے تھے۔

شعبان 6ھ میں ہی حضرت علی بن ابی طالب کی قیادت میں ایک سو آدمیوں کا ایک دستہ سعد بن لکبر کی تادیب کے لیے بھیجا گیا۔ یہ لوگ خیبر کے یہودیوں کے مددگار بن کر انہیں بغاوت پر تیار کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ رات کو چلتے اور دن کو چھپتے چھپاتے یہ جماعت "املیح" کے مقام پر پہنچ گئی۔ یہ مقام خیبر اور ندک کے درمیان موجود ایک چشمہ پر تھی۔ وہاں ایک راہ گیر مل گیا اس نے سعد بن لکبر کے اس گروہ کی خبر پوچھی گئی

Marfat.com

تو اس نے اس شرط پر بتا دیا کہ اسے امان دے دی جائے گی۔ چنانچہ اسے امان دے دی گئی۔ پتہ ملنے پر حملہ آور ہوئے تو وہ لوگ سامان چھوڑ چھاڑ کر فرار ہو گئے۔ پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں مال غنیمت کے طور پر ہاتھ لگیں۔

رمضان 6ھ میں عبداللہ بن عتیک کو چند انصار کے ساتھ ابو رافع بن ابی حقیق کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا۔ جس نے مشرکین عرب کو جمع کر کے ایک بڑی جنگ کی تیاری شروع کی ہوئی تھی۔ یہ لوگ ابو رافع کے گھر داخل ہو گئے اور اسے قتل کر دیا۔ جب گھر سے نکلے تو اس کی بیوی چیخی تو گھر والے جمع ہو گئے اور یہ لوگ ایک نالے میں چھپ گئے۔ حارث ابو زینب تین ہزار مسلح جوانوں کے ساتھ ان کی تلاش تعاقب میں نکلا لیکن ناکام رہا اور یہ لوگ بچ بچا کر مدینہ واپس پہنچ گئے۔ یہود نے ابو رافع کے قتل کے بعد اُسیر بن زرام کو اپنا سردار بنا لیا جس پر اس نے براہ راست مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اطراف و جوانب کے قبائل میں جا کر انہیں بھڑکایا اور ایک بھرپور حملہ میں انہیں حصہ لینے کی دعوت دی۔ عبداللہ بن رواحہ نے تین آدمیوں کے ساتھ مل کر اس کی تیاریوں کے احوال معلوم کیے۔ وہ خود اُسیر سے بھی ملے اور اس کی زبانی اس کے ارادے جانے۔ چنانچہ شوال 6ھ میں عبداللہ بن رواحہ کی نگرانی میں تیس آدمیوں کو ئیر بن زرام کو راہ راست پر لانے کے لیے بھیجا گیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہ اس سے جا کر ملے اور اس سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ مل کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں چلیں آپ کو خیبر کی حاکیت کا پروانہ مل جائے گا۔ اُسیر چلنے پر آمادہ ہو گیا مگر اس نے شرط یہ لگائی کہ ہر اونٹ پر ایک اس کا آدمی اور ایک مسلمانوں کا آدمی ہو گا۔ اُسیر کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن اُنیس تھے۔ جب یہ لوگ "قرقرہ ثبار" پہنچے تو اُسیر کے دل میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی۔ اس نے حضرت عبداللہ بن انیس کی تلوار کو قابو کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تاکہ تلوار قابو کر کے انہیں قتل کر دے۔ اُسیر کی اس حرکت پر حضرت عبداللہ بن انیس خبردار ہو گئے۔ انہوں نے اونٹ فوراً ایک طرف کر لیا۔ اور تنہائی میں اس سے پوچھا کہ اُسیر تیرے دل میں کیا کوئی بدعہدی کرنے کا کوئی خیال تو نہیں تو اس نے انکار کرتے ہوئے ٹال دیا۔ دوبارہ چل پڑے۔ حضرت عبداللہ بن انیس دوبارہ اس کو وقت دینے لگے اس نے جب دوبارہ

Marfat.com

ذرا غافل دیکھا تو پھر تلوار قابو کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت عبداللہ بن انیس کے دل میں اب یہ اندیشہ پختہ ہو گیا کہ اس نے جو شرط لگائی تھی کہ ہر اونٹ پر ایک میرا آدمی اور ایک مسلمان سوار ہوں گے۔ صرف اس لیے تھا کہ اس کا ہر آدمی دوسرے مسلمان ساتھی کو ایک خاص کمین گاہ کے قریب جا کر قتل کر دے گا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن انیس نے قافلے کو جانے دیا اور اونٹ ایک طرف لا کھڑا کیا اور خود نیچے اُتر گئے۔ اُسیر نے اپنے ہاتھ میں موجود لاٹھی حضرت عبداللہ بن انیس کے سر پر ماری جس سے ان کا سر پھٹ گیا۔ پھر آپ نے اس پر تلوار کا بھرپور حملہ کیا جس کے نتیجہ میں پہلے ران اور پنڈلی کی ہڈی کٹ گئی۔ یہ لڑائی دیکھتے دوسرے لوگ بھی باہم مقابل ہو گئے اور اس طرح اس کے سوا اس کے تمام آدمی مارے گئے۔

قبیلہ عینہ کے آٹھ آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا تو انہیں مدینہ سے دور چھ میل پر آباد قبائے علاقہ میں "عیر" کے مقام پر دینے کے لیے جگہ دے دی گئی۔ یہ وادی مدینہ کی چراہ گاہ تھی اور آنحضرت ﷺ کے اونٹ یہاں چرتے تھے اور حضرت "یسار" ان کی نگرانی پر مامور تھے۔ یہ لوگ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہ رہے تھے اور خوب تندرست و توانا تھے۔ جب انہیں کافی عرصہ رہتے ہوئے خوشحالی حاصل ہو گئی تو اُن کے اندر باغیانہ زہر ابھرنے لگے اور یہاں تک جا پہنچے کہ انہوں نے ایک روز آنحضرت ﷺ کے تمام اونٹ اونٹنیاں پکڑ لیں اور حضرت یسار کو سخت اذیتیں دینے کے بعد ایک ایک کر کے اس کے اعضاء کاٹے اور قتل کر دیا۔ اس کی زبان اور آنکھوں پر کانٹے چبھائے۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فوراً حضرت کرز بن جابر الفہری کی کمان میں بیس سوار بھیجے۔ انہوں نے سب کو گھیر گھار کر رسیوں سے باندھ کر اونٹوں اور گھوڑوں پر بٹھا لیا اور مدینہ لے آئے۔ ان سے آنحضرت ﷺ کی چودہ اونٹنیاں واپس ملیں جبکہ ایک اونٹنی یہ ذبح کر کے کھا چکے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں کو عبرت ناک سزائیں دی گئیں۔ شوال 6ھ میں ان کی سرکوبی کے لیے یہ مہم پیش آئی۔

Marfat.com

صلح حدیبیہ

ذیقعد 6 ھ میں آنحضرت ﷺ نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس دوران اعلان کردیا کہ۔

1۔ کوئی شخص کسی قسم کا کوئی ہتھیار ساتھ نہ لے۔ صرف عرب دستور کے مطابق ایک تلوار ہو جو میان میں رہے۔

2۔ قربانی کے جانور ساتھ لے لیے جائیں اور انہیں نشان زدہ کردیا جائے۔

چودہ سو مہاجرین وانصار کے ساتھ آپ ﷺ یکم ذیقعدہ 6 ھ بروز دوشنبہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے ذوالحلیفہ پہنچ کر قربانی کرکے جانوروں کو جائے پناہ لے گئے کوہان چیر کر نشان بنائے گئے اور ہر ایک نے عمرہ کا احرام باندھ لیا۔

عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ اہل قریش مسلمانوں کو بیت الحرام کا عمرہ کرنے سے روکنے کے لیے جنگ کی تیاری کیے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے "ذی طویٰ" کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا ہے اور خالد بن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ عسفان کے قریب ہی واقع "کراع الغمیم" بھیج دیا ہے تاکہ وہ مکہ کو آنے والا راستہ بند رکھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فوراً صحابہ کرام کو مشاورت کے لیے طلب کرلیا۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو آنحضرت ﷺ نے آمدہ اطلاعات سے آگاہ کیا اور پوچھا کہ آپ لوگ بتائیں۔ اس صورت حال میں کیا جتھہ کیے ہوئے لوگوں پر یورش کردی جائے یا سیدھے بیت اللہ کا قصد کریں اور جو روکے اس سے جہاد کیا جائے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ بولے۔

Marfat.com

"ہم عمرہ کرنے آئے ہیں' لڑنے نہیں آئے' لہٰذا ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان جو حائل اسے لڑیں۔" رسول ﷺ نے اس رائے کی تحسین کی ظہر کی نماز ادا کی تو اسی اثناء میں خالد بن ولید نے مسلمانوں کو رکوع سجدے کرتے دیکھا تو ارادہ کیا کہ مسلمانوں کی اس غفلت کے دوران کیوں نہ حملہ کردیا جائے۔ ابھی ارادہ کرہی رہا تھا کہ مسلمان لشکر نماز سے فارغ ہوگیا تھا اور اس طرح اس نے لشکر کشی کا ارادہ نماز عصر کے وقت تک موخر کردیا۔ لیکن اس کے بعد فوراً اللہ تعالیٰ نے حالت جنگ سے متعلق قرآنی احکام نازل فرما دیئے اور اس طرح خالد کو مسلمانوں کی غفلت کا دوبارہ موقع نہ مل سکا۔ چنانچہ وہ فوراً اہل مکہ کو مسلمان لشکر کے حوالے سے آگاہ کرنے کے لیے روانہ ہوگیا اور مسلمانوں کو اپنا راستہ بدل کر مکہ سے نیچے داہنے ہاتھ چلنا شروع کردیا۔ ثنیہ المرار کے مقام سے حدیبیہ میں اترے۔ آپ کی اونٹنی یہاں اترتے ہی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اسے بہت اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ اٹھی۔ لوگوں کے منہ سے نکلا کہ "قصواء" اڑ گئی ہے۔

جس پر آنحضرت ﷺ بولے' "قصواء اڑی نہیں اور نہ ہی یہ اس کی عادت ہے۔ لیکن اسے اس ہستی نے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روک دیا تھا۔" ٹھہر کر پھر بولے۔

"اللہ کی قسم! یہ لوگ مجھ سے کسی بھی ایسے معاملے کا مطالبہ نہ کریں گے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کر رہے ہوں' مگر میں اسے ضرور تسلیم کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ اچھل کر کھڑی ہوگئی اور تھوڑی ہی دور جاکر آپ نے حدیبیہ ہی میں پڑاؤ ڈالنے کا حکم دے دیا۔

بدیل بن ورقاء خزاعی آپ کے حلیف تھے۔ وہ ایک جماعت کے ساتھ آپ سے ملنے تشریف لائے اور انہوں نے بتایا' قریش آپ سے جنگ کرنے اور آپ کو بیت اللہ سے روکنے کا تہیہ کیے بیٹھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ ہم محض عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ لڑائی کرنا ہمارا بالکل مقصود نہیں ہے اور ہم ہر وقت صلح کے لیے تیار ہیں۔ تاہم اگر قریش لڑائی پر ہی اصرار کرتے رہے تو پھر وہ اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک میرے تن سے میرا سر جدا نہ ہوجائے یا اللہ کا حکم نافذ نہ ہوجائے۔

Marfat.com

بدیل بن ورقاء پلٹ کر قریش کے پاس گیا اور انہیں آپ سے کی گئی گفتگو سے آگاہ کیا تو انہوں نے مکرز بن حفص کو بھیجا آپ نے اس سے بھی اسی طرح گفتگو کی۔ وہ چلا گیا تو قریش نے حلیس بن عکرمہ کو بھیجا۔ یہ احابیش کا سردار تھا اور یہ ایسی قوم سے تھا جو قربانی کے جانوروں کا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ اس کے نمودار ہوتے ہیں آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ تمام قربانی کے جانور کھڑے کر دیئے جائیں۔ چنانچہ جانور کھڑے کر دیئے گئے اور صحابہ کرام بھی تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کرنے کے لیے جمع ہو گئے۔ اس نے یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا "ان لوگوں کو بیت اللہ سے روک دینا مناسب نہیں بھلا یہ کیا کہ لخم و جزام اور حمر کے لوگ تو حج کریں اور عبدالمطلب کا بیٹا بیت اللہ سے روک دیا جائے؟ بیت اللہ کے رب کی قسم! قریش برباد ہوئے یہ لوگ عمرہ کرنے آئے ہیں۔" قریش نے جب اس کے تاثرات سنے تو انہوں نے برا مانتے ہوئے اسے روک دیا اور کہا کہ تم اعرابی ہو۔ یہ جنگی چالبازی ہے اور اس کا تمہیں علم نہیں ہے۔ قریش نے پھر عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا۔ اس کو بھی آنحضرت ﷺ کے وہی پہلے والی گفتگو کی جس پر وہ کہنے لگا۔

"اے محمد! اگر آپ نے اپنی قوم کا صفایا بھی کر دیا تو کیا آپ نے پہلے کسی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنی ہی قوم کا صفایا کر دیا ہو؟ اور اگر دوسری صورت پیش آئی یعنی آپ کو شکست ہوئی تو میں آپ کے گرد ایسے اوباش لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اسی لائق ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔"

یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے اسے بڑا سخت جواب دیا اور کہا کہ ہم کیا حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگیں گے؟ عروہ ابوبکرؓ کے سوال کا جواب نہ دے سکا کیونکہ اس پر حضرت ابوبکر نے کوئی احسان کیا تھا۔

عروہ دوران گفتگو بار بار آنحضرت ﷺ کی داڑھی پکڑ لیتا تھا جس پر ساتھ کھڑے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بڑا غصہ آتا اور تلوار کے دستہ پر ہاتھ مار کر کہتے "عروہ اپنا ہاتھ رسول ﷺ کی داڑھی سے پرے رکھو۔"

جس پر عروہ بولا! او غدار! کیا میں تیری غداری کے سلسلے میں دوڑ دھوپ نہیں کر

Marfat.com

رہا ہوں۔" مغیرہ بن شعبہ عروہ کے بھتیجے تھے اور وہ کچھ لوگوں کو قتل کر کے مسلمان ہو گئے تھے اور رسول ﷺ نے اس کا اسلام تو قبول کر لیا تھا لیکن اس کے لوٹے ہوئے مال سے برات کا اظہار کیا تھا۔ عروہ بن مسعود نے صحابہ کرامؓ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی تعظیم و تکریم کا جو منظر دیکھا تھا وہ قریش سے جا کر بیان کرتے ہوئے کہا' "اے قوم' واللہ! میں قیصر و کسریٰ جیسے بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے ساتھ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ واللہ وہ کھنکھارتے بھی ہیں تو کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ پر پڑتا تھا اور وہ شخص اسے اپنے چہرے' اور جسم پر مل لیتا تھا اور جب وہ حکم دیتے تھے تو اس کی بجا آوری کے لیے سب دوڑ پڑتے تھے جب وہ وضو کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ان کے وضو کے پانی کے لیے لوگ لڑ پڑیں گے۔ جب کوئی بات کرتے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے اور فرط تعظیم کے سبب انہیں بھرپور نظر سے دیکھتے نہ تھے انہوں نے ایک بہتر تجویز پیش کی ہے لہٰذا اسے قبول کر لو۔"

عروہ بن مسعود کی اس تقریر سے جہاں قریش میں صلح کی فضا پیدا ہوئی وہاں کچھ لوگوں نے صلح جوئی کی آواز کو ناکام کرنے کے لیے فوراً رات کی تاریکی میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ چنانچہ اسی جوان خاموشی سے جبل منیعم سے اتر کر مسلمانوں کے پڑاؤ میں آ داخل ہوئے۔ انہیں آتے ہی مسلمان نوجوانوں نے گرفتار کر لیا۔ صبح جب انہیں آنحضرت ﷺ کے حضور پیش کیا گیا تو آپ نے انہیں معاف کرتے ہوئے فوراً چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ آپ کے اس اقدام سے صلح جوئی کی کوشش کو تقویت ملی اور اس سے قریش پر خاصا رعب و دبدبہ طاری ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ایک سفارت خود قریش کے پاس بھیجی جو انہیں یہ یقین دلانے کی کوشش کرے کہ مسلمانوں کی آمد کا مقصد صرف اور صرف عمرہ کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفانؓ کو روانہ فرمایا گیا۔ اور انہیں یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ کمزور مومنوں کو جا کر فتح کی بشارت بھی دے آئیں اور انہیں کہہ دیں کہ اللہ عزوجل عنقریب مکہ میں دین اسلام کو ظاہر و غالب کرنے والا ہے اس لیے اب کچھ عرصہ کے بعد ایمان چھپانے کی ضرورت نہ رہے گی۔

Marfat.com

حضرت عثمان بن عفانؓ سے پہلے خراش بن امیہ کو بھیجا گیا لیکن قریش نے ان کو روک لیا اور قتل کرنے پر اتر آئے لیکن ان کے اعزو اقربا کے دباؤ پر قتل سے باز آ گئے اور وہ واپس آ گئے۔ چنانچہ پھر حضرت عثمان بن عفانؓ اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کی حمایت میں مکہ گئے اور آپ کا پیغام پہنچایا۔ قریش نے آپ کو بیت اللہ کا طواف کرنے کی پیشکش کی لیکن آپ نے اس حالت میں اکیلے طواف کرنے سے انکار کر دیا۔ جبکہ رسول ﷺ اور دیگر مسلمانوں کو طواف کرنے سے روک رکھا گیا ہو۔ قریش نے مشاورت اور جواب کی تیاری کے لیے حضرت عثمان کو کچھ زیادہ دیر ٹھہرا لیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں کئی افواہیں پھیلنی شروع ہو گئیں۔ قتل کی افواہ سے مسلمانوں میں غیض و غضب پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔ اس لیے رسول ﷺ نے فرمایا' "کہ ہم اس جگہ سے ٹل نہیں سکتے یہاں تک کہ ان لوگوں سے معرکہ آرائی نہ کر لیں۔"

چنانچہ آپ نے تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے ایک درخت کے نیچے صحابہ کرامؓ کو جنگ پر بیعت کرنے کی دعوت دی۔ صحابہ کرامؓ جوش انتقام میں ٹوٹ پڑے اور بڑی گرم جوشی سے جنگ کرنے اور میدان سے آخری وقت تک نہ بھاگنے کی بیعت کی۔ رسول ﷺ نے اس موقع پر اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر کہا' "یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔"

ادھر بیعت رضوان مکمل ہوئی ہی تھی کہ حضرت عثمانؓ بھی آ گئے۔ لیکن اس بیعت کی خبر جب قریش کو ملی تو فوراً صلح پر آمادہ ہو گئے۔ سہیل بن عمرو جسے خطیب قریش کہا جاتا تھا فصاحت و بلاغت کا بادشاہ تھا' اسے سفیر بنا کر فوراً مسلمانوں کے پاس بھیجا۔ سہیل بن عمرو اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کافی بحث و تمحیص کے بعد درج ذیل شرائط کے ساتھ صلحنامہ کرنے کی رضامندی ہو گئی۔

1۔ رسول ﷺ اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر مسلمانوں کے ساتھ واپس جائیں گے اور اگلے سال مکہ آئیں گے۔ مکہ میں تین روز قیام کریں گے ان کے ساتھ کوئی ہتھیار نہ ہوگا صرف میان میں تلواریں ہوں گی۔
2۔ فریقین میں دس سال کے لیے جنگ بند رہے گی۔
3۔ قریش کا جو آدمی مسلمانوں کی پناہ میں جائے گا مسلمان اسے قریش کے حوالے

Marfat.com

کردیں گے لیکن مسلمانوں کو جو آدمی قریش کی پناہ میں آئے گا قریش اسے واپس نہ کریں گے۔

شرائط پر اتفاق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو معاہدہ لکھنے کے لیے بلا بھیجا۔ حضرت علیؓ کو آپ نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھنے کے لیے کہا تو سہیل بن عمرو نے کہا "ہم رحمٰن و رحیم کو نہیں جانتے اس لیے آپ "باسمک اللھم" لکھوائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی لکھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا "یہ وہ بات ہے جسے محمد رسول اللہ نے مصالحت کی" اس پر بھی سہیل بن عمرو نے کہا کہ آپ کو اگر ہم اللہ کا رسول مانتے تو پھر آپ کو بیت اللہ کے طواف سے کیونکر روکتے اور آپ سے جنگ کیونکر کرتے۔ آپ "محمد بن عبداللہ" لکھوائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہٹا کر محمد بن عبداللہ لکھ دیں۔ حضرت علیؓ نے مٹانا گوارہ نہ کیا جس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے مٹایا اور اس طرح مندرجہ بالا شرائط پر مشتمل معاہدہ کے دو نسخے لکھے گئے۔ ایک نسخہ قریش کو دیا گیا اور ایک نسخہ مسلمانوں کو دیا گیا۔

صلح نامہ ابھی لکھا ہی جا رہا تھا کہ سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے آپہنچے۔ سہیل نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا' کہ ابھی نوشتہ مکمل نہیں ہوا اس لیے اس کی واپسی پر معاہدہ اثر انداز نہیں ہوتا۔ سہیل بن عمرو اس پر کہنے لگا "تو پھر میں آپ سے صلح نہیں کر سکتا" آپ نے سہیل سے فرمایا' اچھا میری درخواست پر آپ اس کو بیڑیوں سے آزاد کر دیں۔"

سہیل کہنے لگا "یہ نہیں ہو سکتا۔"

اور اس کے ساتھ ہی سہیل اٹھا اور ابو جندل پر تشدد کرنے لگا۔ ابو جندل چیخ کر کہنے لگا کہ مسلمانو کیا میں مشرکین کی طرف واپس چلا جاؤں گا اور وہ مجھے میرے دین کے حوالے سے فتنہ میں ڈالیں گے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' "ابو جندل صبر کرو اور اُسے باعث درجات سمجھو۔ اللہ یقیناً تمہارے اور تمہارے جیسے کمزور مسلمانوں کے لیے جگہ کشادگی اور پناہ کی راہ نکالے گا۔"

Marfat.com

حضرت عمر بن خطابؓ نے ابو جندل کو بھڑکایا کہ وہ اپنے باپ سہیل کو قتل کر دیں گے مگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ معاہدہ پر دستخط ہو گئے تو سہیل بن عمرو ابو جندل کو لیے واپس ہو گئے تو رسول ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ "اٹھو اور اپنے قربانی کے جانور قربان کر دو۔"

مسلمان معاہدہ کی شرائط پر خاصے رنجیدہ تھے۔ شرائط برابری کی بنیاد پر نہ تھیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کے حکم پر کوئی نہ اُٹھا۔ آپ نے اپنا حکم تین بار دُہرایا لیکن صحابہ کرام پژمردگی کی کیفیت میں خاموش رہے۔ آنحضرت ﷺ سے ام سلمہؓ کے ہاں گئے اور اس ردعمل پر افسوس کا اظہار کیا۔ حضرت اُم سلمہؓ نے فرمایا کہ آپ اٹھ کر اپنا جانور ذبح کر دیں اور اپنا سر منڈا لیں اور کسی سے کوئی بات نہ کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا اور ابوجہل کا وہ اونٹ ذبح کر دیں جس کی ناک میں چاندی کا حلقہ تھا۔ آپ کو دیکھ کر صحابہ کرام بھی اٹھے اور اپنے اپنے اونٹ ذبح کرنے لگ گئے اور سر منڈانے لگے لیکن ان پر غم کی کیفیت کا یہ عالم تھا کہ وہ کہیں ایک دوسرے کو قتل نہ کر دیں۔ وہ عمرہ کیے بغیر واپس جانا پسند نہیں کر رہے تھے اور پھر شرائط بھی انتہائی گر کر قبول کر لی گئیں۔ مسلمانوں کی اس غم واندوہ کی صورتحال پر آنحضرت ﷺ نے خوشخبری دیتے ہوئے کہا۔

"انشاء اللہ اگلے سال عمرہ کریں گے اور اس دفعہ میں مسلمانوں کے جذبات کی رعایت کر دی گئی ہے اور دوسری شرط کے حوالہ سے ہمارا جو آدمی ان کے پاس چلا گیا تو گویا اللہ نے اسے دور کر دیا اور ان کا جو آدمی ہمارے پاس آئے گا اللہ یقیناً اس کے لیے کشادگی اور پناہ کی جگہ بنا رہے گا۔"

اس پر حضرت عمر بن خطابؓ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

"اے اللہ کے رسول! کیا ہم لوگ حق پر نہیں اور کیا وہ لوگ باطل پر نہیں ہیں؟"

رسول اللہ ﷺ : "کیوں نہیں۔"

عمر بن خطابؓ : "کیا ہمارے مقتولین جنت میں اور ان کے مقتولین جہنم میں نہیں؟"

رسول اللہ ﷺ : "کیوں نہیں"

عمر بن خطابؓ : تو پھر ہم کیوں اپنے دین کے بارے میں دباؤ قبول کریں اور ایسی حالت

Marfat.com

میں واپس ہوں کہ ابھی اللہ ان کے اور ہمارے درمیان میں فیصلہ نہ کیا ہو۔"

رسول اللہ ﷺ : اے خطاب کے صاحبزادے! "میں اللہ کا رسول ہوں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ وہ میری مدد فرمائے اور مجھے ضائع نہ کرے گا۔"

حضرت عمرؓ یہ سن کر اسی طرح غصہ لیے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان سے بھی وہی مکالمہ کیا اور انہوں نے بھی وہی جواب دیئے جو نبی کریم ﷺ نے دیئے تھے اور پھر اس پر مزید بڑھائے ہوئے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ رکاب تھامے رہیں یہاں تک کہ تمہاری موت آجائے کیونکہ اللہ کی قسم آپ حق پر ہیں۔

اسی دوران سورۃ فتح کی آیات نازل ہوگئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اس صلح پر فتح مبین کی بشارت دے دی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر کو بلایا اور انہیں آیات پڑھ کر سنائیں۔

حضرت عمر بن خطاب فرمانے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ "یہ فتح ہے۔"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں"

اس طرح حضرت عمرؓ کے دل کو سکون آگیا۔ حضرت عمرؓ کو اپنی اس حالت پر ساری عمر افسوس رہا اور ساری عمر صدقہ و خیرات اور اعمال حسنہ کے ذریعے اس کی تلافی کے لیے کوشش کرتے رہے۔

"صلح حدیبیہ ہو جانے سے کفار مکہ اور مسلمانان مدینہ کا اعزہ و اقرباء کے حوالہ سے آنا جانا شروع ہو گیا لوگوں کو دین اسلام کی تعلیمات نبی کریم ﷺ کے معجزات، نبوت کی کھلی نشانیوں اور اسوۂ حسنہ کی جھلکیوں پر مشتمل حقائق کو براہ راست جاننے کا موقع ملا۔ مدینہ آنے والے اہل مکہ نے براہ راست نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مستفید ہونے کا اعزاز حاصل کیا اور اس طرح بہت جلد ان کے دل میں نور ایمان کی لو روشن ہوگئی اور وقت گزرنے کے ساتھ اس کا نور پھیلتا گیا۔ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں لوگوں کے دلوں میں اسلام قبول کرنے کا رجحان تیزی سے بڑھا اور اس کا نتیجہ تھا کہ فتح مکہ جب ہوئی تو کئی لوگ فوراً مسلمان ہوگئے اور جب قریش مکہ مسلمان ہوگئے تو اطراف واکناف کے وہ قبائل فوراً مسلمان ہوگئے جو ان کے اسلام لانے کا انتظار کر رہے تھے۔"

Marfat.com

مسلمانان مکہ میں سے جو مسلمان قریش مکہ کی اذیتوں سے فرار حاصل کر کے مدینہ آئے تو حسب معاہدہ قریش کے مطابق پر واپس کیے جاتے رہے۔ عقبہ بن اسید بھاگ کر پہلے مدینہ آئے جس کو آپنے واپس دے دینے کا حکم دیا۔ عقبہ مجبوراً دو کافروں کے ساتھ زیر حراست واپس چلا نکلا۔ مقام ذوالحلیفہ پر پہنچتے عقبہ نے ایک کافر کو قتل کر دیا تو دوسرا جان بچا کر مدینہ آگیا اور آنحضرت ﷺ سے واقعہ بیان کیا۔ اتنے میں عقبہ بھی آپہنچے اور آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے اپنے عہد کے موافق مجھے واپس کر دیا اب آپ ﷺ پر کوئی ذمہ داری نہیں یہ کہہ کر وہ مدینے سے نکل گئے اور سمندر کے کنارے "عیص" کے مقام پر رہنا اختیار کر لیا۔ مکہ کے بے کس اور ستم رسیدہ مسلمان اب چھوری چھپے بھاگ بھاگ کر یہاں آنے اور اس طرح چند ہی روز میں ایک اچھی خاصی جمعیت بن گئی اور اتنی قوت حاصل کر لی کہ قریش کے کاروان تجارت پر ہاتھ ڈالنے لگ گئے۔ اس لوٹ مار سے ملنے والا اسباب ان کا روزگار بنتا۔ قریش نے تنگ آکر آنحضرت ﷺ سے اس صورتحال پر پریشان ہو کر لکھ بھیجا کہ ہم اس شرط سے ہم باز آتے ہیں اب جو مسلمان چاہے مدینہ جا کر آباد ہو سکتا ہے ہم اس سے تعرض نہ کریں گے جس پر آپ نے ان کی آوارہ وطن مسلمانوں کو مدینہ بلا بھیجا جس پر وہ سب مدینہ آکر آباد ہو گئے اور اس طرح قریش کا تجارتی راستہ ایک دفعہ پھر کھل گیا۔

Marfat.com

سلاطین عالم کے نام خطوط

صلح حدیبیہ کے بعد فوراً آپ نے اپنی دعوت کو عالمی سطح پر پہنچانے کے لیے سلاطین عالم کے نام خطوط لکھے۔ پہلا خط آپ نے شاہ نجاشی کو لکھا۔ اس بادشاہ کا نام صحمہ بن ابجر تھا۔ خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

ساتھ نام اللہ کے جو رحمٰن ورحیم ہے۔

یہ خط ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نجاشی اصحم شاہ حبشہ کی جانب۔

"اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے' میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا' نہ لڑکا اور (میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ) محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے اور میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اس کا رسول ہوں' لہٰذا اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض' بعض کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔ پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔ اگر تم نے یہ دعوت قبول نہ کی تو تم پر اپنی قوم کے نصاریٰ کا گناہ ہے۔"

مندرجہ بالا خط آپ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ روانہ کیا۔ نجاشے نے جب اسے لیا تو اپنی آنکھوں پر رکھا اور تخت سے نیچے اتر آیا اور جعفر بن ابی طالبؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ نبی اکرم ﷺ کو اپنے اسلام اور بیعت کے متعلق خط لکھا۔

Marfat.com

اس موقع پر ہی ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی شادی آنحضرت ﷺ سے کردی گئی۔ شاہ نجاشی نے اپنی طرف سے چار سو دینار ام حبیبہ کو مہر دیا اور انہیں دیگر مہاجرین حبشہ کے ساتھ دو کشتیوں پر سوار کر کے عمرو بن امیہ ضمری کے ساتھ مدینہ روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو آنحضرت ﷺ خیبر میں تھے۔

دوسرا خط مقوقس شاہ اسکندریہ مصر کے نام تھا۔ اس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

ساتھ نام اللہ کے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے مقوقس سربراہ قبط کی جانب اس پر سلام' جو ہدایت کی پیروی کرے امابعد:۔۔۔

میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں' اسلام لاؤ' سلامت رہو گے' اسلام لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر دے گا' لیکن اگر تم نے منہ موڑا تو تم پر اہل قبط کا بھی گناہ ہو گا۔

اور اے اہل کتاب ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض' بعض کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

مندرجہ بالا خط حاطبؓ بن ابی بلتعہؓ کے ہاتھ بھیجا گیا۔ انہوں نے مقوقس سے گفتگو کی اور خط پہنچا۔ مقوقس نے اس کی عزت افزائی کی اور خط ہاتھی کے دانت سے بنے ایک ڈبے میں رکھ کر اس پر مہر لگائی اور اسے محفوظ کر لیا اور نبی کریم ﷺ کو خط لکھا جس میں اقرار کیا کہ ایک نبی باقی رہ گیا ہے اور میں سمجھتا تھا کہ وہ ملک شام سے نکلے گا۔"

مقوقس مسلمان نہ ہوا تاہم اس نے تحفے میں ماریہ اور سیرین نامی دو لونڈیاں' کچھ کپڑے اور دلدل نامی خچر بطور تحفہ بھیج کر نیک خواہشات کا اظہار کر دیا۔ حضرت ماریہ کو ام المومنین ہونے کا شرف ملا اور دلدل نامی خچر کو آپ کی سواری بننے کا اعزاز ملا۔ جبکہ سیرین نامی لونڈی کو حضرت حسان بن ثابتؓ کے لیے ہبہ کر دیا گیا۔

تیسرا خط شاہ فارس خسرو پرویز کے نام لکھا گیا۔ اس کا مضمون درج ذیل تھا۔

"ساتھ نام اللہ کے جو رحمٰن و رحیم ہے۔"

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کسریٰ والی فارس کی جانب۔

Marfat.com

اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں تمام انسانوں کی جانب اس کا فرستادہ ہوں تاکہ جو شخص زندہ ہے اسے انجام بد سے ڈرایا جائے اور کافروں پر حق ثابت ہو جائے۔ پس تم اسلام لاؤ' سلامت رہو گے اور اگر اس سے انکار کیا تو تم پر مجوس کا بار گناہ ہو گا۔

یہ خط عبداللہ بن خرافہؓ کے ہاتھ بھیجا گیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ اسے "عظیم بحرین" کے حوالہ کریں اور سربراہ بحرین اسے کسریٰ کے حوالے کرے گا۔ جب یہ خط کسریٰ کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے اسے چاک کرنے کا حکم دیا اور کہا میری رعایا میں سے ایک حقیر غلام اپنا نام مجھ سے پہلے لکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کرے۔ اور پھر وہی ہوا جس کی آپ نے بددعا دے کر کہا تھا۔ شاہ فارس کے لشکر نے رومیوں سے زبردست شکست کھائی۔ اس کے بیٹے شیرویہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ خسرو کو قتل کر کے بادشاہت پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر افتراق و انتشار کا ایسا سلسلہ چل نکلا تا آنکہ حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانے میں اسلامی لشکر نے اس ملک پر قبضہ کر لیا اور یہ بادشاہت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔

چوتھا خط قیصر روم کو لکھا گیا۔ اس خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"ساتھ نام اللہ کے جو رحمٰن و رحیم ہے۔"

اللہ کے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ہرقل سربراہ روم کی طرف۔ اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے تم اسلام لاؤ' اللہ تمہیں دوبارہ اجر دے گا اور اگر تم نے روگردانی کی تو تم پر اریسیوں (رعایا) کا بھی گناہ ہو گا۔

اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پوجیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اللہ کے سوا ہم کسی دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پس اگر یہ رخ پھیریں گے تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

Marfat.com

یہ خط حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ لے کر بصریٰ گئے۔ آپ کو حکم دیا گیا کہ یہ خط "عظیم بصریٰ" کے حوالے کر دیں اور وہ اسے قیصر کے پاس پہنچائے گا۔ قیصر اس وقت اہل فارس پر فتح و کامیابی کے لیے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے حمص سے پیدل چل کر بیت المقدس آباد ہوا تھا۔ جب شاہ روم کو خط ملا تو اس نے ہر طرف ہرکارے دوڑائے کہ کوئی ایسا آدمی بلا لائیں جو نبی اکرم ﷺ کو جانتا پہچانتا ہو۔ اتفاق سے ان دنوں ابو سفیان کی سربراہی میں قریش کا ایک قافلہ ادھر سے گزر رہا تھا۔ چنانچہ انہیں ہرقل کے پاس حاضر ہونے کے لیے لایا گیا۔ ہرقل نے دربار میں بلایا تو اس وقت روم کے بڑے بڑے لوگ اس کے گرداگرد اپنی نشستوں پر موجود تھے۔ قافلے پر جب شاہ روم کی نظر پڑی تو اس نے پوچھا کہ تم میں سے سب سے زیادہ نسبی طور پر کون محمد ﷺ کے زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ ابو سفیان نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ بقیہ لوگوں کو بٹھا دیا گیا اور ابو سفیان کو شاہ روم کے قریب ہو جانے کا کہا گیا۔ قافلے کے دوسرے لوگوں سے شاہ ہرقل نے کہا کہ میں محمد ﷺ کے بارے اس شخص سے سوالات کروں گا اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ اٹھ کر اسے جھٹلا دینا۔ چنانچہ ابو سفیان کو جھوٹ بولنے میں ہچکچاہٹ ہوئی۔ ہرقل نے ابو سفیان سے سوالات کرتے ہوئے کہا۔

ہرقل : تم لوگوں میں محمد ﷺ کا نسب کیسا ہے؟

ابو سفیان : وہ اونچے نسب والا ہے۔

ہرقل : تو کیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کہی تھی؟

ابو سفیان : نہیں۔

ہرقل : کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

ابو سفیان : نہیں۔

ہرقل : اچھا تو بڑے لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کمزوروں نے؟

ابو سفیان : کمزوروں نے۔

ہرقل : یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟

ابو سفیان : بڑھ رہے ہیں۔

ہرقل : کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس دین سے برگشتہ ہو کر مرتد

Marfat.com

بھی ہوا ہے۔

ابو سفیان : نہیں۔

ہرقل : کیا وہ بد عہدی بھی کرتا ہے؟

ابو سفیان : نہیں (یہاں ایک مشکوک بات کہتے ہوئے اس نے مزید کہا) ہم لوگ اس کے ساتھ اس وقت صلح کی ایک مدت گزار رہے ہیں۔ معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرے گا؟

ہرقل : کیا تم لوگوں نے اس سے جنگ کی ہے؟

ابو سفیان : جی ہاں۔

ہرقل : تمہاری اور اس کی جنگ کیسے رہی۔

ابو سفیان : جنگ ہمارے اور اس کے درمیان ڈول ہے۔ وہ ہمیں زک پہنچا لیتا ہے اور کبھی ہم اسے زک پہنچا لیتے ہیں۔

ہرقل : وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے۔

ابو سفیان : وہ کہتا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو تمہارے باپ دادا جو کہتے تھے اسے چھوڑ دو۔ وہ ہمیں نماز' سچائی' پرہیزگاری' پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔

اس پر ہرقل نے سنی گئی گفتگو پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

- تم نے بتایا کہ وہ اونچے نسب والا ہے تو دستور یہی ہے کہ پیغمبر اپنی قوم کے اونچے نسب سے بھیجے جاتے ہیں۔
- اور تم نے بتایا کہ اس سے پہلے تم میں سے کسی نے یہ بات نہیں کہی تو میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص ایک ایسی بات کی نقل کر رہا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے۔
- اور تم نے یہ بتایا کہ اس کے باپ داداؤں میں کوئی بادشاہ نہیں گزرا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کے باپ داداؤں میں سے اگر کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو یہ شخص گویا اپنے باپ دادا کی بادشاہت طلب کر رہا ہوتا۔
- اور تم نے یہ بتایا کہ جو بات اس نے کہی ہے اس سے پہلے تم لوگ اس پر جھوٹ

Marfat.com

کا الزام نہیں لگاتے تھے' تو میں نے یہ جان لیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں سے تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ کے معاملے میں جھوٹ بولے۔

- اور تم نے یہ بھی بتایا کہ کمزور لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ غریب اور کمزور لوگوں نے ہمیشہ پیغمبروں کی پیروی اور اطاعت شعاری اختیار کی۔
- اور تم نے یہ بتایا کہ ان میں سے کوئی آدمی مرتد نہیں ہوتا اور یہی حقیقت ہے کہ ایمان کی بشاشت جب دلوں میں گھر کر جاتی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔
- اور تم نے بتایا کہ وہ بدعہدی نہیں کرتا اور پیغمبر ایسے ہی ہوتے ہیں کہ وہ بدعہدی نہیں کرتے۔
- اور تم نے بتایا کہ وہ تمہیں صرف اللہ کی عبادت کرنے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیتا ہے۔ بت پرستی سے منع کرتا ہے۔ نماز' سچائی' پرہیزگاری اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے۔ بلاشک یہی ہمیشہ پیغمبروں کی تعلیم رہی ہے۔
- تو جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ برحق ہے تو یہ شخص بہت جلد میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کا مالک ہو جائے گا اور میں جانتا تھا کہ یہ نبی آنے والا ہے۔ لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اور اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اس کے پاس پہنچ سکوں گا تو اس سے ملاقات کی ضرور زحمت اٹھاتا۔ اگر اس کے پاس ہوتا تو اس کے دونوں پاؤں دھوتا۔

ہرقل نے یہ باتیں ابو سفیان سے کہیں اور اس کے بعد خط منگوا کر دربار میں پڑھا لیکن دربار میں شاہ روم کی ابو سفیان سے گفتگو اہل دربار تک پہنچ گئی تھی اس لیے دربار میں شور مچ گیا۔ آوازیں بلند ہونے لگیں۔ شاہ ہرقل نے فوراً ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کو دربار سے باہر پہنچانے کا حکم دے دیا۔ باہر آ کر ابو سفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا' ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ بہت زور پکڑ گیا ہے۔ اس سے تو بنو اصفر (رومیوں) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ اور اس کے بعد ابو سفیان کو یقین ہو گیا کہ محمد ﷺ کا دین غالب آ کر رہے گا۔ چنانچہ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا۔

Marfat.com

ہرقل نے حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبیؓ کو مال اور پارچہ جات سے نوازا اور اس کے ساتھ ہی حمص سے چلا گیا۔ لیکن جانے سے پہلے دربارے کے بڑے ہال میں عظمائے روم کو باریابی کا موقع بخشا جب کہ ہال کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ ہرقل نے انہیں مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ اے جماعت روم کیا تم لوگ فلاح و رشد چاہتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ تمہاری بادشاہت برقرار رہے تو اس نبی کی پیروی کرلو۔

اس پر رومی وحشی گدھوں کی طرح بدک اٹھے دروازوں کی طرف بھاگنے لگے مگر دروازے بند تھے۔ قیصر نے یہ نفرت دیکھی تو فوراً کہا۔ میری طرف پلٹو میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمہارے ایمان کی پختگی آزما رہا تھا۔ جسے اب میں نے دیکھ لیا ہے۔"

عظمائے روم نے دوبارہ سجدہ تعظیمی کیا اور خوش ہو گئے۔

پانچواں خط آپ نے حارث بن ابی شمر غسانی کے نام لکھا۔ یہ قیصر روم کی طرف سے دمشق کا امیر تھا۔ خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"ساتھ اللہ کے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔"

محمد رسول ﷺ کی طرف سے حارث بن ابی شمر کی جانب۔

اس پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ پر ایمان لائے اور تصدیق کرے میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لا تیرے لیے تیرا ملک باقی رہے گا۔

یہ خط شجاع بن وہب اسلامیؓ کے ہاتھ بھیجا گیا۔ حارث نے یہ خط پڑھا تو اسے پھینک دیا اور کہا کہ "کون ہے جو مجھ سے میرا ملک چھینے گا۔"

اور مسلمانوں سے تیاری کا حکم دے دیا۔ قیصر روم سے جنگ کی اجازت چاہی لیکن قیصر نے اسے اس اقدام سے روک دیا۔ جس پر اس نے شجاع بن وہب کو کپڑے اور مال سے نواز کر اچھے طریقے سے واپس بھیج دیا۔

چھٹا خط امیر بصری کے نام لکھا گیا اس کا مضمون کچھ حسب سابق مضمون پر ہی تھا۔ یہ خط حارث بن عمر ازدی کے ہاتھوں بھیجا گیا۔ لیکن حارث جنوبی اردن کے علاقہ بلقاء کے مقام موتہ پر پہنچے تو شرجیل بن عمرو غسانی نے انہیں قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس اقدام کو انتہائی شرانگیز قرار دیا غزوہ موتہ اسی کی تادیب کے لیے پیش آیا۔

Marfat.com

ساتواں خط ہوذہ بن علی شاہ یمامہ کے نام لکھا گیا۔ اس کے مضمون بھی حسب ذیل تھا۔

"ساتھ نام اللہ کے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔"

اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرا دین اونٹوں اور گھوڑوں کی رسائی کی آخری حد تک غالب آ کر رہے گا۔ لہٰذا اسلام لاؤ سلامت رہو گے اور تمہارے ماتحت جو کچھ ہے اسے تمہارے لیے برقرار رکھا جائے گا۔

یہ خط سلیط بن عمرو بن عامری کے ہاتھ بھیجا گیا۔ ہوذہ نے اس کی عزت کی اور انہیں انعام بخشا۔ واپسی پر ہجر کے کپڑے بطور تحفہ دیئے اور جواب میں آنحضرت ﷺ کو مندرجہ ذیل مضمون کا خط لکھا۔

"آپ ﷺ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کی بہتری اور عمدگی کا کیا پوچھنا اور میں اپنی قوم کا خطیب و شاعر ہوں۔ اہل عرب پر میری ہیبت بیٹھی ہے۔ اس لیے کچھ کارپردازی میرے ذمہ کر دیں۔ میں آپ کی پیروی کروں گا۔"

آنحضرت ﷺ کو جب یہ خط ملا تو آپ نے فرمایا۔

"اگر وہ مجھ سے زمین کا ایک ٹکڑا بھی مانگے تو اسے نہ دوں گا وہ خود بھی تباہ ہو گا اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ بھی تباہ ہو گا۔"

جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے بعد مدینہ تشریف لائے تو اس کا انتقال ہو چکا تھا۔

آٹھواں خط منذر بن ساوئ حاکم بحرین کے نام لکھا گیا۔ اس کا مضمون بھی اسلام کی دعوت کے لیے تھا۔ منذر مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ کچھ اہل بحرین بھی مسلمان ہو گئے۔ یہ خط علاء بن الحضرمیؓ لے کر گئے تھے۔ منذر نے جواب میں رسول ﷺ کو بقیہ موجود یہودیت اور مجوسیت پر قائم لوگوں کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے اسے لکھا کہ مسلمان جس حال پر ایمان لائے ہیں انہیں اسی حال پر چھوڑ دو اور یہود و مجوس سے جزیہ لو اور تم جب تک درست راہ رہو گے تمہیں تمہارے عہد سے معزول نہیں کیا جائے گا۔

Marfat.com

نواں خط جیفر اور اس کے بھائی شاہان عمان کے نام لکھا گیا اس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"ساتھ نام اللہ کے جو رحمٰن و رحیم ہے۔"

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے جلبذی کے دونوں صاحبزادوں جیفر اور عبد کے نام اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد۔

میں تم دونوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لاؤ سلامت رہو گے کیونکہ میں تمام انسانوں کی جانب اللہ کا رسول ﷺ ہوں تاکہ جو زندہ ہے اسے انجام کے خطرے سے آگاہ کروں اور کافروں پر سچی بات واضح ہو جائے۔ اگر تم دونوں اسلام قبول کرلو گے تو تم دنوں کو ہی والی اور حاکم بناؤں گا۔ لیکن اگر تم نے ایمان لانے سے گریز کیا تو تمہاری بادشاہت ختم ہو جائے گی۔ تمہاری زمین پر گھوڑوں کی یلغار ہو گی اور تمہاری بادشاہت پر میری نبوت غالب آئے گی۔

شاہان عمان کے نام یہ خط عمرو بن عاص کے ہاتھ بھیجا۔ آپ عمان پہنچے تو عبد بن جلبذی سے ملاقات ہوئی۔ عبد نے پوچھا۔ "تم کس کی دعوت دیتے ہو۔"

عمر بن العاص نے کہا: ہم اللہ کی طرف بلاتے ہیں جو تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ جس کی بھی پوجا کی جاتی ہے وہ چھوڑ دی جائے اور یہ گواہی دی جائے کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔

عبد شاہ عمان : "آپ ﷺ کس بات کا حکم دیتے ہیں۔"

عمرو بن العاص : آپ ﷺ اللہ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں۔ اس کی نافرمانی کرنے سے روکتے ہیں۔ نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ظلم و زیادتی' زناکاری' شراب نوشی اور پتھروں کے بنے بتوں اور صلیب کی عبادت سے روکتے ہیں۔

عبد شاہ عمان : یہ تو بہت اچھی دعوت ہے۔ جس کی طرف تم بلا رہے ہو۔ اگر میرا بھائی بھی اس بات پر میری پیروی کرتا ہم لوگ سوار ہو کر چل پڑتے یہاں تک کہ محمد ﷺ پر ایمان لاتے اور اس کی تصدیق کرتے لیکن میرا بھائی اپنی بادشاہت کا بڑا حریص ہے۔ وہ اسے چھوڑ کر تابع فرمانی کو اختیار کرنا پسند نہ کرے گا۔

عمرو بن العاص : اگر تمہارے بھائی اسلام قبول کریں تو رسول ﷺ اس کی قوم پر

Marfat.com

اس کی بادشاہت برقرار رکھیں گے۔ تاہم انہیں مالدار لوگوں سے صدقہ لے کر محتاجوں میں ایک حصہ بانٹنا پڑے گا۔

عبد شاہ عمان : یہ تو اور اچھی بات ہے۔ یہ صدق کیا ہے؟

عمرو بن العاص نے صدقہ کی تفصیل بتائی۔ جب مویشیوں کا ذکر کیا تو عبد کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ میری قوم اس کو آسانی سے مان لے گی۔ اس کے بعد عبد عمرو بن العاص کو لے کر اپنے بھائی جیفر کے پاس گیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے اسے نبی کریم ﷺ کا خط پہنچایا۔ اس نے خط پڑھا اور اپنے بھائی کے حوالہ کر دیا۔

حضرت عمرو بن العاص سے پوچھا۔ "قریش نے اس دعوت کا کیا کیا۔"

حضرت عمرو بن العاص نے بتایا وہ مسلمان ہو گئے۔

جیفر نے کل تک اپنا معاملہ موخر کر دیا کل ہوئی تو قوت وجبروت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن جب بھائی سے تنہائی میں مشورہ ہوا تو دونوں بھائی مسلمان ہو گئے اور حضرت عمرو بن العاص کو صدقہ دینے سے تردد کیا اس کے خلاف مددگار بنے۔ عبد اور جیفر کے پاس یہ خط فتح مکہ کے بعد بھیجا گیا تھا۔ جبکہ باقی خطوط صلح حدیبیہ کے فوراً بعد بھیجے گئے۔

Marfat.com

غزوۂ خیبر

صلح حدیبیہ کے بعد دعوت کو عالمی سطح پر پہنچانے میں دو رکاوٹیں بڑی حد مزاحم تھیں شمال میں خیبر کے یہودی تھے اور جنوب میں اہل قریش تھے۔ قریش سے صلح حدیبیہ ہو جانے کے بعد قدرے اطمینان ہو گیا تھا۔ اس لیے اب ضروری تھا کہ خیبر کے یہودیوں کا خطرہ بھی ختم کیا جائے۔ چنانچہ محرم 7ھ میں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو خیبر کے لیے روانگی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ وہی آدمی روانہ ہو جسے جہاد کی خواہش ہو، رہا مال غنیمت تو اس میں کچھ نہ ملے گا۔ اس طرح چودہ سو صحابہ کرامؓ خیبر پر یورش کے لیے تیار ہو گئے۔ مدینہ کا انتظام آپ ﷺ نے سباع بن عرفطہ غفاری کو سونپا اور خیبر کے معروف راستے پر چل نکلے تقریباً آدھا راستہ طے کرنے کے بعد آپ نے دوسرے راستے پر جانے کا حکم دیا۔ جو ملک شام کی جانب سے خیبر پہنچاتا تھا۔ اس فیصلہ کا مقصد یہ تھا کہ یہودی شام کی طرف بھاگنے کا راستہ نہ پا سکیں۔ رات کے وقت خیبر پہنچے اور یہود کو خبر تک نہ ہونے دی۔ صبح فجر کی نماز کے بعد اندھیرے ہی میں خیبر کا رُخ کر لیا۔ یہود بےخبری میں اپنے روزمرہ کے معمولات پر پھاوڑے اور ٹوکریاں لے کر جب نکلے تو سامنے لشکر دیکھتے ہوئے چیخ کر واپس بھاگ اٹھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ اکبر! خیبر تباہ ہوا۔ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بُری ہو جاتی ہے۔" خیبر مدینے سے 171 کلو میٹر دور تھا۔ اس کی آبادی تین حصوں میں منقسم تھی۔

Marfat.com

پہلا حصہ نطاۃ میں تین قلعے تھے جو حصٰ ناعم' حص صعب بن محاذ اور حصٰ قلقہ الزبیر کے نام سے معروف تھے۔

دوسرے حصہ کو کتیبہ میں بھی تین قلعے تھے جو کہ حص قموص' حص وطیح اور حص سلالم کے ناموں سے جانے جاتے تھے۔ تیسرا حصہ شق تھا اور اس میں دو قلعے حص ابی اور حص نزار تھے۔

اس کے علاوہ مزید قلعے اور گڑھیاں بھی تھیں لیکن قوت و حفاظت میں وہ کم درجہ کی تھیں۔

آنحضرت ﷺ نے نطاۃ کے قلعوں کے مشرق میں تیروں کی پہنچ سے دور اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اور حصن ناعم کے محارے سے جنگ کا آغاز کیا۔ یہ قلعہ انتہائی مشکل اور بلند چڑھائی پر تھا۔ اس میں یہودیوں کا شہ زور سردار مرحب مقیم تھا۔ جو کہ ہزار مردوں پر بھی بھار سمجھا جاتا تھا۔ چند دن تو صرف فریقین میں تیراندازی تک محدود رہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ کل صبح میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوگا اور جس سے اللہ اور اس کے رسول کو بھی محبت ہے۔ آپ کے فرمان سے صحابہ کرامؓ نے رات بڑے اشتیاق اور امید میں گزار دی کہ کاش کل جھنڈا اسے دیا جائے۔ صبح ہوئی تو آپ نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا۔ صحابہ کرامؓ نے جواب میں فرمایا کہ اُن کی آنکھ آشوب زدہ ہے۔ آپ نے انہیں حاضر ہونے کا حکم دیا جس پر حضرت علیؓ کو بُلا لیا گیا۔ آپ نے اُن کی آنکھوں پر اپنا لُعاب لگایا تو وہ بالکل شفایاب ہوگئیں اور پھر انہیں جھنڈا دیا اور فرمایا۔

"جاؤ پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا اور نہ مانیں تو جنگ کرنا۔"

اُدھر یہودیوں نے عورتیں اور بچے محفوظ حصوں میں جمع کر کے اب کھلے عام جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ حضرت علیؓ جب وہاں پہنچے تو وہ جنگ کے لیے مکمل تیار تھے۔ آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا اور مرحب اپنی تلوار ناز اور تکبر کے ساتھ اٹھلاتا میدان میں نکلا اور دعوت مبارزت دی۔ اس کے زبان پر شعر تھے جن کا مطلب تھا۔

"خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیار پوش بہادر' تجربہ کار اور جنگ سے

Marfat.com

پیکار شعلہ زن مرد ہوں۔"

اس کے مقابلے کے لیے حضرت عامر بن اکوعؓ نکلے اور ان کی زبان پر تھا۔
"خیبر یہ بھی جانتا ہے کہ میں عامر ہوں ہتھیار پوش' شہ زور اور جنگجو ہوں۔"

دونوں شہ زوروں میں مقابلہ شروع ہوا۔ تلواریں بلند ہوئیں اور ٹکرائیں۔ اتفاق سے مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال میں پھنس گئی۔ حضرت عامر نے اپنی تلوار کا وار مرحب کی پنڈلی پر کیا لیکن تلوار چھوٹی تھی۔ وہ وہاں پر لگنے کی بجائے عامر کے اپنے گھٹنے پر آ لگی اور یہی چوٹ انہیں شہادت حق کے درجے پر فائز کر گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "ان کے لیے دوگنا اجر ہے وہ بڑے جانباز مجاہد تھے ان جیسا کوئی کم ہی روئے زمین پر چلا ہوگا۔" اب مرحب کے مقابلے کے حضرت علیؓ نکلے اور ان کی زبان پر تھا۔
"میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے جنگل کے شیر کی طرح خوفناک ہوں۔ میں انہیں صاع کے بدلے نیزے کی ناپ پوری کروں گا۔"

لڑائی شروع ہوئی تو حضرت علیؓ کی تلوار کا وار مرحب کے سر پر لگا اور اسے ڈھیر کر گیا۔ اب مرحب کا بھائی یاسر نکلا تو اس کے مقابلے کے لیے حضرت زبیر بن عوامؓ نکلے اور یاسر کو ایک ہی وار میں مرحب کے پاس پہنچا دیا۔ اب عام جنگ شروع ہو گئی۔ گھمسان کا رن پڑا کئی یہودیوں کے لاشے ادھر اُدھر بکھر گئے۔ یہ صورتحال یہودیوں کو پریشان کر گئی اور وہ جان بچا کر میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے پیچھا کیا اور بزور قلعہ میں داخل ہو گئے۔ یہود نے بھاگ کر قلعہ حصن الصعب میں مورچہ بندی کر لی۔ حصن ناعم سے مسلمانوں کے ہاتھ بیت ساغلہ' کھجور اور ہتھیار بطور مال غنیمت ہاتھ لگے۔

حصن الصعب کا محاصرہ کر لیا گیا۔ حضرت حباب بن منذرؓ کی قیادت میں یہ محاصرہ تین روز تک جاری رہا۔ پھر رسول ﷺ نے فتح کی دُعا دیتے ہوئے عام حملے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے بڑے زور کے ساتھ حملہ کیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی اور نماز عصر تک جاری رہی۔ لیکن یہودیوں کو یہاں سے بھی جان بچا کر بھاگنے ہی میں مصلحت نظر آئی۔ اس قلعہ سے بھی مسلمانوں کے ہاتھ بہت ساغلہ ہاتھ آیا جو خوراک اور چربی پر مشتمل تھا۔ یہودیوں نے یہاں سے بھاگ کر قلعہ الزبیر میں پناہ لی اور قلعہ بند ہو گئے۔

Marfat.com

مسلمانوں نے آگے بڑھ کر قلعہ الزبیر کا محاصرہ کرلیا۔ چوتھے دن ایک یہودی کے ذریعے سے قلعہ میں جانے والے پانی کے سوتوں کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان سوتوں کا رابطہ کاٹ دیا۔ جس نے قلعہ کے اندر پانی کی فراہمی رک گئی۔ یہودیوں کو باہر نکل کر لڑنا پڑا۔ سخت لڑائی ہوئی اور بالاخر یہودی شکست کھا کر شق کے حصہ میں پسپا ہو کر "حصن ابی" میں قلعہ بند ہو گئے۔

مسلمانوں نے پیچھا کر کے اس کا بھی محاصرہ کرلیا۔ دوسرے روز یہودی سخت لڑائی کی نیت سے باہر نکلے۔ ایک بہادر دعوت مبارزت دیتے ہوئے آگے نکلا۔ تو حضرت ابودجانہ انصاریؓ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کردیا۔ دوسرا یہودی بڑھا تو اس کا بھی وہی حشر ہوا اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں نے یورش کردی اور یہودیوں کو مارتے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ قلعہ کے اندر کچھ دیر تک یہودیوں نے مزاحمت کی۔ لیکن بالاخر انہیں راہ فرار اختیار کرتے ہی بنی اور اسی حصے کے دوسرے قلعہ حصن نزار میں جا کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں کو اس قلعہ سے بہت سی بھیڑ بکریاں' غلہ اور سامان ہاتھ لگا۔

حصن نزار پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔ جہاں پہنچنے کی کوئی سبیل نہ تھی اور یہودیوں نے یہاں اپنی حفاظت کا بڑا سخت انتظام کیا ہوا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ مسلمانوں کے لیے یہ قلعہ ناقابل فتح ہو گا۔ تمام عورتوں اور بچوں کو اندر محفوظ حصوں میں جمع کرلیا اور تیر اندازی کے ذریعے سے مسلمانوں پر حملے کرتے رہے۔ مسلمانوں نے اردگرد کے علاقے میں رہ قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور منجنیق کے ذریعہ سے قلہ پر پتھر برسانا شروع کردیئے۔ ابھی پتھر برسنا شروع ہی ہوئے تھے کہ یہودی خوفزدہ ہو کر کتیبہ کے حصے کی طرف بغیر کسی لڑائی کے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کو اس قلعہ سے تانبے اور مٹی کے کثیر برتن ہاتھ لگے۔

مسلمانوں نے بھی یورش میں تساہل نہ کیا اور فوراً قلعہ قموص کا محاصرہ کرلیا چودہ دن سے بیس دن تک محاصرہ جاری رہا۔ یہودیوں کو مقابلے کی جرات نہ ہوئی اور وہ وہاں سے بھی جان بچا کر دوسرے دو قلعوں وطیح اور سلالم میں پناہ لینے کے لیے دوڑ لگا دی۔ لیکن مسلمان ان کو مہلت دیئے بغیر ان کے سروں پر مسلط رہے۔ بالاخر یہودیوں

Marfat.com

نے پناہ طلب کرنے کے لیے سفارت بھیجی کہ وہ عورتوں اور بچوں سمیت خیبر کی زمین سے جلاوطن ہونے پر رضامند ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط منظور کرکے انہیں اجازت دے دی اور کہا کہ سونے چاندی، گھوڑے اور ہتھیاروں کے علاوہ جو کچھ لے جانا چاہو لے جاسکتے ہو۔ لیکن اگر دھوکے سے کچھ چھپا کر لے جانے لگے تو امان کا وعدہ ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ یہودی حسب استطاعت جو کچھ اپنی سواریوں پر لاد کر لے جاسکتے تھے لے کر اپنے بیوی بچوں سمیت خیبر سے نکل گئے۔ کنانہ بن ابی الحقیق اور اس کے بھائی نے بد عہدی کرکے بہت سا سونا چاندی اور جواہرات چھپا دیئے۔ لہٰذا انہیں بد عہدی کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ حی بن اخطب کی بیٹی کنانہ کے نکاح میں تھیں انہیں قید کر لیا گیا۔ کچھ یہودیوں نے امان حاصل کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نئی تجویز پیش کی جس کے مطابق انہوں نے کہا:۔۔۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس سرزمین میں رہنے دیں ہم اس کی دیکھ بھال کریں گے کیونکہ ہمیں آپ لوگوں سے زیادہ اس کی معلومات ہیں اور پھل اور غلے کی جو پیداوار ہوگی اس کا آدھا آپ ہمیں دے دیں گے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کو منظور کرتے ہوئے اجازت دے دی کہ وہ امن کے ساتھ جب تک رہیں گے انہی شرائط کے ساتھ انہیں رہنے کی اجازت ہے۔ تاہم جب ہم چاہیں گے تو انہیں جلاوطن کر دیں گے۔

اس کے بعد خیبر کو چھتیس حصوں پر تقسیم کیا اور ہر حصہ کے ایک سو ذیلی حصے بنائے گئے۔ اٹھارہ حصے مسلمانوں کی اجتماعی ضروریات اور حوادثات کے لیے وقف کر دیئے گئے۔ جبکہ باقی اٹھارہ حصے نمازیوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ پا پیادہ کو ایک حصہ اور گھوڑ سوار کو تین حصے دیئے گئے۔

فتح خیبر کے بعد مسلمانوں کی مالی ضروریات اور غذائی تنگی کا دور ختم ہو گیا۔ مہاجرین کو خیبر کی زمینوں میں سے جب آمدنی ملنے لگی تو ان کی معاشی مجبوریوں کے دن ختم ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق خیبر سے واپسی پر مہاجرین نے انصار کو کھجوروں کے وہ درخت واپس کر دیئے جو انصار نے انہیں بطور امداد دے رکھے تھے۔

حالات جب پُرسکون ہو گئے تو یہود نے ایک دفعہ پھر خبث باطن کا مظاہرہ کیا۔ ان

Marfat.com

کے اکابرین سے ایک شخص سلام بن مشکم کی بیوی نے ایک بکری ہدیہ میں آنحضرت ﷺ کو پیش کی۔ آنحضرت ﷺ کو باز رکھا بڑا پسند تھا۔ اس لیے اس عورت نے اس میں زہر ملا دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب لقمہ لے کر چبایا تو اسے تھوک دیا اور فرمایا کہ یہ زہر آلود ہے۔ اس عورت اور یہود نے جب استفسار کیا تو وہ مان گئے اور اقرار کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے سوچا کہ اگر یہ عام غاصب بادشاہ ہیں تو ہم اس سے نجات پائیں گے اور اگر نبی ہے تو اسے نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اس پر آپ نے یہود کو اور اس عورت کو معاف کر دیا۔ لیکن بعد میں جب بشر بن براء بن معرر اسی زہر آلود بکری کے گوشت کے کھانے سے انتقال کر گئے تو آپ نے اس عورت کو قصاص میں قتل کرا دیا۔

فدک کی فتح

خیبر کے مشرق میں دو دن کے فاصلے پر ایک بستی فدک کے نام سے آباد تھی۔ اس میں بھی یہودی آباد تھے۔ حضرت محیصہ بن مسعود کو ان کے یہاں اسلام کی دعوت کے لیے بھیجا گیا۔ مگر انہوں نے تاخیر کی خیبر کی فتح کا حال معلوم کر وہ لوگ مرعوب ہو گئے تو فوراً پیغام بھیجا کہ ہمارے ساتھ بھی اہل خیبر جیسا معاملہ کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے منظور کر لیا۔ فدک کی زمین رسول اکرم ﷺ کے لیے مخصوص کر دی گئی۔ اس میں سے آپ اپنے اور بنو ہاشم کے بچوں کی عیال داری کا خرچ کرتے تھے۔

وادی القریٰ

وادی القریٰ میں بھی یہودی آباد تھے۔ انہیں جب اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا اور اطاعت و فرمانبرداری پر تیار ہونے کی بجائے جنگ پر آمادگی اختیار کر لی۔ ان کا ایک جوان لڑائی کے لیے نکلا تو حضرت زبیر نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر دوسرا نکلا تو حضرت علیؓ نے قتل کر دیا۔ تیسرا آیا تو وہ بھی قتل ہوا اور اسی طرح ان کے گیارہ آدمی قتل ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ جب بھی کوئی ایک آدمی مارا جاتا تو انہیں اسلام کی دعوت دیتے اور جب بھی کوئی نماز پڑھتے تو انہیں اسلام کی دعوت

Marfat.com

دیتے۔ لیکن وہ برابر لڑائی پر آمادہ رہے۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو یہود شکست کھا گئے اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت میں ملا۔ یہود نے پھر جب اہل خیبر جیسا معاملہ کرنے کی درخواست کی تو آپ نے اسے منظور کرلیا۔

وادی تیما

وادی تیما میں بھی یہودی آباد تھے۔ انہیں جب خیبر، فدک اور وادی القریٰ کی ختم کی خبر پہنچ گئی۔ تو یہ ازخود جزیہ کی ادائیگی پر مصالحت کرنے پر تیار ہو گئے اور اپنے علاقے کو امن کے ساتھ برقرار رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔

غزوہ ات الرقاع

مدینہ واپس پہنچے تو خبر ملی کے بنو انمار اور بنو ثعلبہ و محارب کے بدو اٹھا ہو کر مقابلے کی تیار میں مصروف ہیں۔ چنانچہ آپ نے مدینہ کا انتظام حضرت عثمان بن عفان کو سونپا اور سات سو صحابہ کرام کو لے کر ان کے سر پر جا پہنچے۔ وادی نخل میں بنو غطفان کے لوگوں سے آمنا سامنا ہوا بعض نے بعض کو خوفزدہ کیا لیکن ضابطہ جنگ نہ ہوئی رسول اکرم ﷺ نے یہاں صلوات خوف پڑھائی۔ یہ پہاڑی راستہ تھا۔ اور اس میں صحابہ کرام کے پاؤں پیدل پتھروں پر چلنے سے زخمی ہو گئے جس پر انہوں نے کپڑے کے چیتھڑے اپنے اپنے پاؤں پر لپیٹ لیے۔ چیتھڑے کو عربی زبان میں "رقاع" کہتے ہیں۔ اس لیے اس غزوہ کو غزوہ ذات الرقاع کا نام دیا گیا۔ اس غزوے میں ہی وہ دلچسپ واقعہ پیش آیا جس میں آنحضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے اکیلے سوئے ہوئے تھے کہ ایک مشرک نے آکر آپ پر تلوار سونت لی۔ آپ بے خبر سو رہے تھے مگر اس کے تلوار لہراتے ہی آپ جاگ گئے۔ اس نے کہا، "تم مجھ سے ڈرتے ہو آپ نے فرمایا نہیں اس نے کہا اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ آپ نے فرمایا" "اللہ" یہ سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ وہ تلوار آنحضرت ﷺ نے اُٹھا لی اور فرمایا اب تو بتا کہ تجھے میرے ہاتھ سے اب کون بچائے گا جس پر وہ کافر کہنے لگا آپ ایک اچھے کپڑے والے ہوئے (یعنی احسان فرمانے والے ہیں) آپنے اسے اسلام کی دعوت دی۔ لیکن وہ

Marfat.com

مسلمان نہ ہوا اور یہ عہد کرنے لگا کہ وہ آپ کے خلاف کسی قسم کی لڑائی میں حصہ نہ لے گا۔ آپ نے اسے معاف کر دیا۔ اس نے اپنی قوم کی راہ لی اور جا کر کہا کہ "میں تمہارے پاس سب سے اچھے انسان کے ہاں سے ہو کر آ رہا ہوں۔"

اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب بنو انمار' بنو ثعلبہ اور بنو محارب کے دلوں پر طاری کر دیا کہ ان کی نفرتوں اور سازشوں کا سارا زور ٹوٹ گیا اور ان کی جمعیت پراگندہ ہو گئی۔ انہیں معافی مانگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ آپ ﷺ فتح مند ہو کر واپس مدینہ پہنچ گئے۔

عمرہ قضا

ذی قعدہ 7 ھ میں آپ عمرہ قضا کے لیے روانہ ہوئے۔ مدینہ کا انتظام حضرت ابو رھم غفاری کے سپرد کیا۔ قربانی کے ساتھ اونٹ تھے جن کے نگران حضرت ناجیہ بن جذب اسلمی تھے اور ایک سو گھوڑے تھے جن کے نگران محمد بن مسلمہؓ مقرر کیے گئے۔ ذوالحلیفہ جا کر احرام باندھا اور تلبیہ کہنا شور کر دیا۔ وادی یاجج پہنچ کر سارے ہتھیار رکھ دیئے اور انکی حفاظت پر حضرت اوس بن خولی انصاریؓ کو مقرر کیا اور اس کی معاونت کے لیے دو سو صحابہ کرام وہیں چھوڑ دیئے۔ کداء کے راستے سے حجون کے مقام سے مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ اپنی اونٹنی "قصواء" پر سوار تھے اور صحابہ کرام اپنی تلواریں حمائل کیے آپ کو گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔ تمام تلبیہ کہتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ چھڑی سے حجر اسود کو چھوا اور اپنی سواری پر ہی طواف کیا اور ساتھ ساتھ صحابہ کرام بھی طواف کرتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ آپ کی سواری کے آگے آگے تلوار حمائل کیے اشعار کیے جا رہے تھے جن کا ترجمہ تھا۔

> کفار کے پوتو! ان کا راستہ چھوڑ دو کہ ساری بھلائی اسی پیغمبر کے لیے ہے
> آج ہم اس کی تاویل پر تمہیں ماریں گے جب اس کی تنزیل پر تمہیں مار چکے ہیں اور مار بھی ایسی ماریں گے کہ کھوپڑی اپنی جگہ سے چھنک جائے گی اور دوست کو دوست سے بے خبر کر دے۔

صحابہ کرام نے پہلے تین چکر بڑے زور سے لگائے جس سے مشرکین پر آپ کی

Marfat.com

قوت جسمانی کا رعب بیٹھ گیا۔ رکن یمانی اور حجراسود کے درمیان دوڑ نہ لگائی۔ یہ حصہ جنوب میں تھا اور مشرکین اس طرح سے نہیں دیکھ رہے تھے۔ طواف سے فراغت کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ سات پھیرے لگا کر مروہ کے پاس قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا اور سر منڈوائے اس کے بعد کچھ لوگ یا جج بھیج دیئے گئے تاکہ وہ ہتھیاروں کی حفاظت کریں اور پہلے سے حفاظت پر مامور لوگ آکر عمرہ ادا کر سکیں۔ مکہ میں آپ تین روز قیام کر کے چوتھے دن مدینہ واپس چلے گئے۔

غزوہ موتہ

شرجیل بن عمر غسانی نے حضرت حارث بن عمیر اردی کو جو رسول ﷺ کا خط لے کر امیر بصری کے پاس گئے تھے، قتل کر دیا تھا۔ کسی سفیر کو قتل کرنا اعلان جنگ کے مترادف ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی اطلاع جب آنحضرت ﷺ کو ہوئی تو آپ پر بڑا گراں گزرا۔ آپ نے تین ہزار کا لشکر دے کر زید بن حارثہ کو اس کی سرکوبی کے لیے جمادی الاولیٰ 8 ھ کو بھیجا۔ آپ ثنیۃ الوداع تک لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ نے لشکر ہدایت کی کہ اگر زید قتل کر دیئے جائیں تو جعفر اور جعفر قتل کر دیئے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔ اور مزید کہا کہ جس مقام پر حارث بن عمر کو قتل کیا گیا تھا وہاں پہنچ کر پہلے اسلام کی دعوت دینا اور اگر وہ انکار کریں تو لڑائی کرنا۔ اس لشکر کو سفید پرچم دیا گیا۔ لشکر کو یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے جہاد کرو۔ بدعہدی نہ کرنا، خیانت نہ کرنا، کسی بچے، عورت اور فنا کے قریب بوڑھے مرد و عورت کو قتل نہ کرنا۔ کسی گرجے میں رہنے والے تارک الدنیا کو بھی قتل نہ کرنا۔ کسی قسم کا کوئی درخت یا کھجور نہ کاٹنا اور نہ کسی کسی عمارت کو منہدم کرنا۔ لشکر نے اردن پہنچ کر معان کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں پر اطلاع ملی کے قیصر روم ہرقل ایک لاکھ نصرانی لشکر کے ساتھ "ماب میں خیمہ زن ہے۔" اور اس کے ساتھ ایک لاکھ عرب بھی مددگار ہوں گے۔ چنانچہ مشاورت کی گئی۔ بعض کی رائے تھی کہ مزید کمک کے لیے آنحضرت ﷺ کو پیغام بھیجا جائے جس پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا کہ شہادت کی طلب میں ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ اب یہ

Marfat.com

موقع ہی ہمارے سامنے ہیں۔ ہمارا عزم جہاد کبھی لشکر کی قلت و کثرت پر موقوف نہیں ہے۔ ہماری لڑائی صرف اور صرف اللہ کے دین کے لیے ہے اور ہمیں اسی کی مدد درکار ہے۔ جو ہمیں حاصل ہے۔ ہم غالب آ گئے تو غازی بننے کا شرف ملے گا اور شہادت کا مرتبہ جان کر نذرانہ دینے سے ملے گا۔ صحابہ کرام نے یہ گفتگو سنی تو ان کا ایمان تازہ ہو گا اور آگے بڑھ کر "موتہ" کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔ لشکر کو ترتیب دی اور لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔ ایک خوفناک اور سنگین معرکہ کا آغاز تھا۔ تین ہزار جانباز دو لاکھ کے لشکر جرار سے ٹکرانے والے تھے۔ ہتھیاروں سے لیس یہ بھاری بھر کم لشکر بڑے زور و شور سارا دن حملے کرتا رہا لیکن اس مختصر سی نفری کو پسپا نہ کر سکا۔ کئی نصرانی جان گنوا بیٹھے علم پہلے حضرت زید بن حارثہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں میں گتھ کر خلعت شہادت سے مشرف ہو گئے۔ علم حضرت جعفر نے سنبھال لیا۔ خوب جم جم کر مقابلہ کیا۔ اپنے سرخ و سیاہ گھوڑے سے کود پڑے اور وار پہ وار کیے دایاں ہاتھ کٹ گیا تو جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور بلند رکھا بایاں ہاتھ کٹا تو باقی ماندہ بازوؤں کے حصوں سے سینے کے ساتھ تھام لیا۔ اور سینے اور نیزے سینے پر سہہ کر جام شہادت نوش کر لیا مگر علم نیچے نہ آنے دیا۔ آگے بڑھ کر علم حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے تھام لیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تو جھنڈا حضرت ثابت بن ارقم نے تھام لیا اور مسلمانوں کو نئے قائد کے انتخاب پر اتفاق کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ سب نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو امیر لشکر چن لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آگے بڑھ کر اتنی پرزور اور بے نظیر جنگ کی کہ ان کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں۔ مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اس جنگ کی بدلتی قیادت سے آگاہ کر دیا تھا۔ دن ختم ہو گیا دونوں فریق اپنے اپنے کیمپوں میں واپس ہونے لگے۔ صبح ہوئی تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکر کی ترتیب بدل دی۔ پیچھے کو آگے اور آگے کو پیچھے' دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں طرف کر دیا۔ دشمن کو معلوم ایسے ہوا کہ نئی کمک آ گئی ہے اس پر رعب چھا گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی پُرزور جھڑپ نے دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ سات روز تک مسلسل حضرت خالد بن ولیدؓ آگے بڑھ کر دشمن پر جھڑپیں کرتے رہے لیکن دشمن کو آگے بڑھ

Marfat.com

مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ دشمن یہ سمجھا کہ مسلمان ہمیں صحرا میں گھسیٹ کر ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ دشمن پسپا ہو گیا اور مسلمان فتح یاب ہوئے اس معرکہ میں بارہ مسلمان شہید ہو گئے اور کثیر تعداد میں دشمن کے جوان ہلاک ہوئے۔

معرکہ ذات السلاسل

جمادی الاخری 8ھ حضرت عمرو بن عاص کی قیادت میں تین سو صحابہ کرام کو تیس گھوڑوں کے ساتھ شامی عربوں کو رومیوں کی مدد سے باز رکھنے کے لیے روانہ کیا۔ حضرت عمرو کی دادی بلی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اور شامی عربوں کا یہ اہم قبیلہ تھا۔ لیکن جب حضرت عمران کے قریب پہنچے تو پتہ چلا کہ ان قبائل نے بڑا لشکر اکٹھا کر رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرو نے نبی اکرم ﷺ کو مزید کمک بھیجنے کے لیے پیغام بھیجا جس پر آنحضرت ﷺ نے دو سو سربر آمدہ مہاجرین و انصار پر مشتمل ایک دستہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی قیادت میں بھیجا۔ امیر عام حضرت عمرو بن عاص ہی تھے۔ کمک آ جانے کے بعد انہوں نے قضاء کے علاقوں کو روند ڈالا۔ ایک لشکر سے سامنا ہوا لیکن وہ مسلمانوں کے حملہ ہوتے ہی ادھر ادھر بکھر گیا اور اس طرح مسلمان شامی عربوں پر ایک رُعب و دہشت کی فضا قائم کر کے واپس لوٹ گئے۔

سلاسل وادی القریٰ سے آگے ایک خطہ زمین ہے اور یہاں پر اسی نام سے ایک چشمہ بھی تھا۔ مسلمانوں نے چونکہ اسی چشمہ پر پڑاؤ ڈالا تھا اس لیے اس مہم کو اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سریہ جمادی الاخریٰ 8ھ یعنی غزوہ موتہ سے ایک مہینہ بعد بھیجا گیا۔

اسی ماہ کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ میں مسجد کے اندر تشریف فرما تھے کہ شاہ یمن کی طرف سے دو فوجی افسر شاہ ایران کے حکم پر آپ کی تادیب اور گرفتاری کی نیت سے آ پہنچے۔ آپ نے کمال اطمینان سے ان کی آمد و غرض و غایت کو سُنا اور انہیں مہمان ٹھہرایا۔ دوسرے روز جب وہ آئے تو آپ نے انہیں بتایا کہ کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے رات قتل کر دیا ہے اور اب اس کی حکومت نہیں رہی۔ آپ واپس جائیں اور یمن کے بادشاہ کو میرا پیغام دے دینا کہ میرا دین اور میری سلطنت کی حدود

Marfat.com

کسریٰ کی قلمرو سے آگے تک پہنچنے والی ہیں تم اگر اسلام قبول کرلو تو میں تمہاری حکومت کو قبول کر لیا جائے گا۔ قاصد اس نئی صورتحال پر بڑے حیران ہو کر واپس ہو گئے۔ واپس پہنچے تو خبر کی سچائی کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور جان گئے کہ رات کے واقعہ کی اتنی جلد خبر ضرور آپ کو کسی الہامی طریقے سے ملی ہے اور آپ ایک سچے نبی ہیں۔ چنانچہ وہ قاصد واپس آکر کئی ساتھیوں کے ساتھ اسلام پر ایمان لے آئے۔

Marfat.com

فتح مکہ

بنو بکر قریش کے حلیف تھے جبکہ بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ ان دونوں قبائل کے درمیان دورِ جاہلیت سے خونریزی چلی آ رہی تھی۔ اسلام کی آمد کے سبب یہ دشمنی تھی کی آگ وقتی طور پر بجھ گئی ہے۔ لیکن صلح حدیبیہ کے بعد بنو بکر اور قریش نے ایک سازش کی اور بنو بکر کو بنو خزاعہ کے خلاف کارروائیاں تیز کرنے پر بھڑکایا۔ چنانچہ شعبان 8 میں بنو بکر نے بنو خزاعہ پر چھاپہ مارا جب بنو خزاعہ کے آدمی "وتیر" نامی چشمے پر تھے۔ بنو بکر نے ان کے بیس آدمی قتل کر دیئے۔ اور انہیں مکہ تک دھکیل لائے۔ مکہ کے اندر بھی ان سے لڑائی کی اور قریش نے پس پردہ بنو بکر کو ہتھیاروں اور آدمیوں کی امداد بھی دی۔ بنو خزاعہ نے جب اس کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ چنانچہ آپ نے فوراً اہل قریش سے اس کی جواب طلبی مندرجہ ذیل پیغام کے ذریعے سے کی۔

1۔ مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے۔

2۔ قریش بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

3۔ اعلان کر دیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

ان شرائط کی اعلان پر قرط بن عمرو نے قریش کی طرف سے اعلان کر دیا کہ ہماری طرف سے کہہ دیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔ قاصد کے چلے جانے کے بعد انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا فوراً ابو سفیان کو مدینہ روانہ کیا۔ ابو سفیان کی بیٹی ام حبیبہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ اس لیے سیدھے گھر پہنچے۔ گھر میں ام حبیبہ

Marfat.com

ہی تھیں۔ بیٹی نے باپ جو حالت کفر میں تھا' اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازلی دشمن تھا' کی اس طرح آمد پر بڑے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ کہ آپ کیوں اور کیسے آئے' باپ نے بڑی ملاطفت سے کہا: بیٹی کیا مجھے بیٹھنے کا نہیں کہیں گی۔ اور ساتھ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھے بستر پر بیٹھنے لگے۔ بیٹی نے اس بستر کو فوراً ہٹا دیا تو باپ بڑا تعجب ہو کر کہنے لگا۔ "کیا تیرا باپ اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتا۔" ہاں باپ! حالات کفر میں ہے اور کفر کی نجاست کے ساتھ اپ اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابو سفیان بیٹی کا یہ حال دیکھ کر فوراً اٹھا اور رسول اللہ سے ملنے کے لیے مسجد نبوی ﷺ کی طرف روانہ ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی سے باہر نکل کر تشریف فرما تھے اردگرد صحابہ کرام گھیرا ڈالے بیٹھے تھے۔ ابو سفیان پہنچا تو صحابہ کرامؓ محتاط ہو گئے۔ ابو سفیان بولا۔ اے ابو القاسم محمد ﷺ: میری بات سنیں۔

آنحضرت ﷺ نے اس مخاطب پر کوئی توجہ نہ دی۔ ابو سفیان حضرت ابوبکر کے قریب گیا' اور ان سے مخاطب ہوا کہ اے ابوبکر تم بڑے رحمدل اور نرم خو ہو میرا ساتھ دو اور بتاؤ کہ آخر محمد ﷺ میرے ساتھ گفتگو کرنا کیوں پسند نہیں کر رہے۔ میری سفارش کردیں۔ وہ کم از کم میری بات تو سن لیں۔ ابوبکرؓ بولے۔ میری اتنی مجال نہیں۔

ابو سفیان نے حضرت عمرؓ کی طرف ملتفت ہوئے تو انہوں نے منہ پھیرتے ہوئے کہا کہ ابو سفیان۔ کیا تو یہ توقع کرتا ہے کہ میں تیری سفارش کروں گا۔ خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں قیامت تک ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ مجھے تعجب ہے کہ تم عہد شکنی کے بعد اتنی جرات کر کے یہاں نظر آرہے ہو۔ میں تو تمہارے خون سے مسلمانوں کے ہر قطرہ خون کا بدلہ لینے کے لیے بے تاب ہوں۔

ابو سفیان یہ ترش و تلخ جواب سن کر حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت علی اس وقت تھوڑی دور اپنے بچوں کے سات بیٹھے تھے۔ ابو سفیان قریب گئے تو حضرت علیؓ انہیں دیکھ کر تعجب سے گویا ہوئے۔ کون ہو تم... ابو سفیان تم کیونکر ادھر آگئے؟ ابو سفیان بولا۔ لات وعزیٰ کی قسم! میں ہر طرف سے مایوس ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ مجھے ناکام و نامراد واپس نہ کرنا۔

Marfat.com

حضرت علی نے استفسار کرتے ہوئے کہا۔ کہو کیا چاہتے ہو؟ ابو سفیان بولا۔ میں نے (آنحضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کی بڑی کوشش کی ہے لیکن انہوں نے بدستور خاموشی طاری کر رکھی ہے۔ پھر ابوبکر اور عمرؓ سے مدد چاہی تو وہ انکار کر گئے' اب تمہاری پاس ہوں' تم رشتے کے لحاظ سے بھی میرے قریب ترین عزیز ہو۔

حضرت علیؓ بولے : ابو سفیان! سن لو اگر رسول اللہ نے کسی کام کا فیصلہ کر ہی لیا ہے اور مصلحتاً خاموش ہیں تو ہم ان سے بات کر کے ان کے فیصلے کو بدلنے کا سوچ نہیں سکتے۔ سفارش تو بہت بڑی چیز ہے۔

ابو سفیان : (حضرت فاطمہؓ سے مخاطب ہوئے) اے محمد ﷺ کی بیٹی۔ کیا تم اپنے اس نو عمر بچے کو بھیج کر میری عرضداشت سننے کی سفارش نہیں کر دیتی۔ قوم کو ہلاکت سے بچانے میں میری مدد کر دے۔

فاطمہ : میرا بچہ اس قابل نہیں۔ اور پھر رسول اللہ کے مقابلے میں کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔

ابو سفیان : معاملہ بگڑتا جا رہا ہے۔ ابن ابی طالب! آپ کوئی معاملے کو سلجھانے کی تدبیر نکالیں۔ کوئی مشورہ ہی دے دو۔

حضرت علیؓ : واللہ۔ اس سلسلہ میں تمہیں کوئی مشورہ بھی نہیں دے سکتا۔ البتہ تم خود بنی کنانہ کے سردار ہو۔ ان کے پاس جاؤ انہیں پناہ دو اور پھر اپنے گھر بیٹھ رہو۔

ابو سفیان : کیا اس طرح میرا کام بن جائے گا۔

حضرت علیؓ : خیر اس کا ذمہ تو نہیں لے سکتا لیکن تیرے لیے اس کے سوا اب کوئی دوسرا راستہ نظر نہیں آ رہا۔

ابو سفیان واپس اونٹ پر بیٹھ کر مکہ روانہ ہو جاتا ہے۔ مکہ پہنچتا ہے کہ قریش اس سے پوچھنے لگے تو اس نے ساری صورتحال بتائی۔ تو اہل قریش نے اس کی ناکامی پر بڑے افسوس کا اظہار کیا۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اتحادی قبائل کو بلا بھیجا۔ بنو اسلم' بنو غفار' بنو خزینہ' بنو جہنیہ' بنو اشجع اور بنو سلیم کے نام قاصد بھیجے گئے کہ بنو خزاعہ کے ساتھ کی گئی ظلم و زیادتی کا محاسبہ کرنے کے لیے مکہ کی تیاری ہے۔ آپ فوراً تیاری

Marfat.com

کر کے پہنچ جائیں۔ چنانچہ کئی قبائل مدینہ میں پہنچ گئے اور کئی قبائل راستہ میں مل گئے۔ دس ہزار نفوس پر مبنی یہ لشکر مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مکتوم کو امیر مدینہ بنایا گیا۔ 10 رمضان 8 بروز بدھ بعد نماز عصر مدینہ سے کوچ کیا گیا۔ حضرت زبیرؓ کی نگرانی میں دو سو سواروں پر مشتمل دستہ پہلے روانہ کر دیا گیا۔ عشاء کے وقت لشکر "مرالظہران" کے مقام پر پہنچے تو وہاں پڑاؤ ڈال دیا گیا۔ ہر فرد نے علیحدہ آگ کا الاؤ روشن کیا۔ قریش کو اس لشکر کی روانگی کی جب اطلاع ملی تو ان کی صفوں میں دہشت چھا گئی۔ فوراً ابو سفیان کو حالات کی تحقیقات کے لیے بھیجا گیا اور اسے کہا گیا کہ اگر تمہاری محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو جائے تو امان طلب کرنا۔ ابو سفیان کے ساتھ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء بھی تھے' ان لوگوں کیے مرالظہران میں جب رات کو روشن دس ہزار آگ کے الاؤ دیکھے تو اور گھبرا گئے۔ ابو سفیان کی زبان سے بے اختیار نکلا "یہ تو بالکل میدان عرفات کی آگ ہے" اس رات پہرے پر مسلمانوں کی طرف سے حضرت عمرؓ مقرر تھے۔ حضرت عباس عبدالمطلب اپنے بال بچوں سمیت اسلام قبول کر کے مکہ سے آ رہے تھے کہ ان کی ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جحفہ کے مقام پر ہوئی تھی۔ چنانچہ حضرت عباس بھی لشکر کے ساتھ ہو لیے تھے۔ اور پڑاؤ کے دوران رات کو خچر پر پھر رہے تھے کہ انہیں ابو سفیان کی گفتگو سنائی دی تو فوراً اسے پہچان کر پوچھا: کیا ابو حنظلہ ہو؟

ابو سفیان : کیا تم ابو الفضل ہو؟

حضرت عباسؓ : ہاں

ابو سفیان : یہ سب کیا ہے؟

حضرت عباسؓ : رسول اللہ ﷺ لشکر سمیت ہیں اور قریش کی تباہی یقین ہے۔

ابو سفیان : بچاؤ کی کیا ترکیب ہو سکتی ہے۔

حضرت عباس : اگر تمہیں کسی نے دیکھ لیا تو اسی وقت گردن مار دیئے جاؤ گے۔ فوراً میرے پیچھے خچر پر بیٹھ جاؤ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لیے چلتا ہوں۔

چنانچہ ابو سفیان جلدی سے ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور دوسرے دونوں فوراً واپس مکہ نکل گئے۔ حضرت عمرؓ کے قریب سے گزرے تو وہ ابو سفیان کو دیکھ کر فوراً ان کے پیچھے

Marfat.com

دوڑ پڑے۔ حضرت عباس نے خچر کو ایڑ لگائی اور جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچے۔ ادھر حضرت عمر بھی پہنچ گئے اور آپ ﷺ سے ابوسفیان کی گردن مارنے کی اجازت چاہی۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے' اور کچھ دیر بعد کہا۔ چچا آپ انہیں اپنے ڈیرہ پر لے جائیں۔ صبح لے آنا۔

صبح ہوئی تو حضرت عباسؓ ابوسفیان کو لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ ابوسفیان: مجھے تم پر افسوس ہے۔ کیا اب بھی تمہارے لیے وقت نہیں آیا کہ تم جان سکو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

ابوسفیان بولا : میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کتنے ہی بردبار اور کتنے ہی خویش پرور ہیں۔ اگر اللہ کے ساتھ کوئی الٰہ ہوتا تو اب تک تو میرے کچھ کام آیا ہوتا۔

حضرت محمد ﷺ : ابوسفیان! تم پر افسوس کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم جان سکو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ابوسفیان : اس بات کے متعلق تو اب بھی دل میں کچھ نہ کچھ کھٹک ہے۔

حضرت عباسؓ : ابوسفیان! اس سے پہلے کہ تمہاری گردن ماردی جائے تمہیں وقت ملے کہ اسلام قبول کرلو۔

ابوسفیان : میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

حضرت عباسؓ : اے اللہ کے رسول! ابوسفیان اب مستحق ہے کہ اسے عزت سے نوازا جائے۔ اسے کوئی اعزاز بخش دیں۔

حضرت محمد ﷺ : ہاں! جو شخص ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے گا اسے امان ہوگی اور جو اپنا دروازہ اندر سے بند کرے اسے بھی امان ہے اور مسجد حرم میں جو داخل ہوجائے گا اسے بھی امان ہے۔

چچا جان آپ ابوسفیان کو وادی کی تنگنائے پر لے جاکر پہاڑ کے ناکے پر روکے رکھیں۔ تاکہ وہاں سے گزرنے والی خدائی فوج کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہر قبیلہ اپنے پرچم کے ساتھ گزرتا رہا اور ابوسفیان حضرت عباس سے

Marfat.com

پوچھتے رہے کہ یہ کون لوگ تھے۔ جواب میں حضرت عباس انہیں بتاتے کہ یہ فلاں قبیلے کے لوگ ہیں۔ پھر سعد بن عبادہ انصار کا پرچم تھامے انصار کا دستہ لے کر گزرے تو انہوں نے کہا کہ ابو سفیان! آج خونریزی اور مار دھاڑ کا دن ہے۔ آج کعبہ حلال کیا جائے گا۔ پھر اس کے پیچھے مہاجرین و انصار کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے۔ ہر طرف لوہے کی تنی باڑ نظر آ رہی تھی۔ ابو سفیان بولا۔

عباس : یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت عباس بولے : یہ انصار و مہاجرین کے درمیان اللہ کے رسول جا رہے ہیں۔

ابو سفیان بولا : بھلا ان سے کون مقابلہ کرے گا۔ عباس تمہیں بھتیجے کی بادشاہیت مبارک ہو۔

حضرت عباس بولے : ابو سفیان! یہ بادشاہیت نہیں نبوت ہے۔

ابو سفیان بولا : ہاں اب تو جی ہاں یہی سچ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت سعد کے وہ الفاظ بتائے گئے تو آپ نے فرمایا سعد نے غلط کہا۔ آج کعبہ کی تعظیم کی جائے گی۔ آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا' اور پرچم حضرت سعد سے لے کر ان کے صاحبزادے قیس کے سپرد کر دیا گیا۔

لشکر گزر جاتے ہی ابو سفیان تیزی سے مکہ کی طرف روانہ ہوا اور اہل قریش کو بتایا کہ جو بھی میرے گھر میں چلا جائے گا اسے امان ہو گی۔ اور جو اپنے گھر میں دروازہ اندر سے بند کر لے گا اسے بھی امان ملے گی۔ اور جو کوئی مسجد الحرام میں داخل ہو جائے گا اسے بھی امان ملے گی۔ چنانچہ سب لوگ بھاگ کر امان حاصل کرنے لگ گئے۔

ذی طویٰ کے مقام پر پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میسرہ کے ساتھ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا کہ وہ کدیٰ کے راستے مکہ کے زیریں حصے سے داخل ہوں۔ اور کوئی رکاوٹ بنے تو اسے کاٹ ڈالے یہاں کہ صفا کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملیں۔ پھر میمنہ کے قائد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار حضرت زبیرؓ کو حکم دیا کہ وہ کداد کے راستے بالائی حصے سے داخل ہو' اور حجوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم گاڑ دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد تک وہیں ٹھہرے۔ پیادہ اور بے ہتھیار دستے کے قائد حضرت ابو عبیدہؓ کو حکم دیا کہ وہ بطن وادی

Marfat.com

کا راستہ پکڑیں اور مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے اتریں۔

قریش نے خندمہ کے مقام پر کچھ اوباشوں کو جمع کر رکھا تھا کہ اگر نہیں کچھ کامیابی ہوئی تو ان کے ساتھ ہو رہیں گے۔ ورنہ جو کچھ مطالبہ کیا جائے گا منظور کرلیں گے۔

چنانچہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے معمولی سی جھڑپ لی جس سے ان کے بارہ آدمی کاٹ ڈالے گئے جس پر باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور پھر اس کے بعد حضرت خالد بن ولید مکہ کے گلی کوچوں کو روندتے ہوئے کوہ صفا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ البتہ ان کے دستے کے دو آدمی راستہ بھٹک کر بچھڑ گئے اور مارے گئے۔ ادھر حضرت زبیرؓ نے حجون کے پاس جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑھا اور ایک خیمہ نصب کیا۔ جس میں حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ نے قیام کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد تک حضرت زبیرؓ وہیں ٹھہرے رہے۔

جب آپ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ آپ کے ساتھ تھے۔ تھوڑی دیر خیمہ میں استراحت کرنے کے بعد آپ پھر آگے بڑھے۔ سورہ فتح کی تلاوت کرتے ہوئے مہاجرین و انصار کے جلو میں مسجد حرام کے اندر داخل ہوئے۔ حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ اس وقت بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ایک لکڑی کے ساتھ ہر بت کو کچوکہ لگاتے اور فرماتے حق آگیا اور باطل چلا گیا یقیناً باطل جانے والا ہے۔ حق آگیا اور باطل کی چلت پھرت ختم ہوگئی۔

طواف سے فارغ ہو کر عثمان بن طلحہ کو بلوا کر کعبہ کو کھولنے کا حکم دیا۔ بت نکلوا کر تڑوا دیئے گئے' تصویریں مٹوا دی گئیں اس کی بعد آپ ﷺ اسامہ بن زید اور حضرت بلالؓ کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ دروازہ بند کرلیا اور دروازے کی مقابل کی دیوار سے تین ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہوئے۔ اپنے بائیں طرف ایک ستون اور دائیں دو ستون اور پیچھے تین ستون کرکے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر بیت اللہ میں گھوم اس کے اطراف میں تکبر و توحید کے کلمات کئے۔ پھر دروازہ کھولا۔ قریش مسجد حرام میں صفیں لگائے کھچا کھچ بھرے تھے' آپ نے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ آپ نے اس میں فرمایا۔ جاہلیت کے دور کی تمام رسوم و عادات کے خاتمہ کا اعلان کرتا ہوں۔ خاندانی فخر و غرور اور نسلی عظمت کے تمام

Marfat.com

امتیازات آج کے بعد حرام کیے جاتے ہیں۔ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے کی گئی۔ کسی شخص دوسرے شخص پر فضیلت یا زیادتی کا حق نہیں ہے مگر تقویٰ اور پرہیزگاری اور پھر قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

لوگو ہم نے تم ک ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں بڑا اور معزز وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا اور بڑا خبردار ہے۔"

پھر فرمایا۔ آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اس کے بعد آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر بیت اللہ کی کلید سپرد کرتے ہوئے کہا۔

عثمان : یہ کلید سنبھالو نہیں یاد ہوگا کہ ایک بار ابتدا کے نبوت میں بھی میں نے تم سے بیت اللہ کھولنے کا کہا تھا۔

عثمان بن طلحہ : (ندامت سے سر جھکاتے ہوئے) جی ہاں۔ میں نے اس وقت انکار کر دیا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ تم دیکھ لینا ایک روز یہ کلید میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا دوں گا۔ اور اس پر میں نے بڑے غصے سے ہو کر کہا تھا کہ اس روز سارے مردان قریش ذلیل خوار ہو جائیں گے۔ اور اس پر آپ نے فرمایا تھا۔ نہیں وہ اس روز پہلے کی نسبت زیادہ اقبال مند اور عزت دار ہوں گے۔

حضرت محمد ﷺ : تو کیا عثمان آپ نے وہ سب کچھ آج سچ دیکھ لیا ہے؟

عثمان بن طلحہ : جی حضور! اللہ تعالیٰ نے آپ کا کہا سچ کر دکھایا۔

حضرت محمد ﷺ : (حضرت عمرؓ سے مخاطب ہوتے ہوئے) عمر! میں کوہ صفا جا رہا ہوں۔ فرزندان قریش سے کہہ دو کہ وہ مجھے وہاں آ کر ملیں۔ آپ انہیں باری باری لے کر ملائیں۔

آپ کوہ صفا پر تشریف لے جاتے ہیں۔ اور اتنا اوپر چڑھے کہ بیت اللہ آسانی سے نظر آتا رہے۔ پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اسلام لانے والوں سے بیعت کرنا شروع کی۔ حضرت عمر سے فرمایا کہ ان سے ان امور پر بیعت لی جائے گی۔ ان کو بتاتے رہنا اور ایک

Marfat.com

ایک کر کے بھیجنا۔

1۔ خدا کے ساتھ اس کی ذات اور صفات' استعانت و پرستش میں کسی کو شریک نہیں کیا جائے گا۔

2۔ چوری' بدکاری اور خون ناحق نہ کیا جائے گا۔ لڑکیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور کسی پر بہتان نہیں لگایا جائے گا۔

3۔ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں گے اس کی حسب استطاعت اطاعت کی جائے گی۔

چنانچہ باری باری لوگ آتے گئے۔ اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو صحافہ بھی مسلمان ہوئے۔ ان کے اسلام لانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ بعض لوگ ہجرت پر بیعت کرنے آئے تو آپ نے فرمایا اہل ہجرت' ہجرت کا اجر لے گئے۔ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں البتہ جہاد اور نیت ہے۔ جب بھی تم سے جہاد پر نکلنے کے لیے کہا جائے تو نکل آنا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کچھ اکابر مجرمین کے خون رائیگاں قرار دیئے۔ اور حکم دیا کہ اگر وہ خانہ کعبہ کے پردے سے لٹکے ہوئے پائے جائیں تو بھی ان کی گردن ماری جائے گی۔ اس کی وجہ سے زمین اپنی کشادگی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔ ان لوگوں میں ابن خطل' مقیس بن صبابہ' حارث بن نفیل' ابن خطل کی ایک لونڈی کے علاوہ حارث بن طلاطل خزاعی اور ام سعد تھے۔ ام سعد کے بارے احتمال ہے کہ وہ ابن خطل کی لونڈی رہی تھی۔ لیکن بعض لوگ اس وقت تو بھاگ اور چھپ گئے لیکن بعد میں امان حاصل کی اور مسلمان ہو گئے۔ ان میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح' عکرمہ ابن ابی جہل' ہبار بن اسود اور ابن خطل کی ایک دوسری لونڈی تھی۔ اس کے علاوہ کعب بن زہیر' وحشی بن حرب اور ابو سفیان کی بیوی ہند بنت عقبہ کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس وقت چھپ گئے تھے مگر ان کے خون رائیگاں قرار دیئے جانے کا آپ نے حکم نہیں دیا تھا۔ اور یہ بعد میں آکر مسلمان ہوئے ان میں صفوان بن امیہ' زہیر بن ابی امیہ اور سہیل بن عمرو شامل ہیں۔ مردوں کی بیعت لینے کے بعد عورتوں نے بیعت کی۔ عورتوں کو مصافحہ نہیں کرنا ہوتا تھا بلکہ وہ آکر ارکان اسلام اور محاسن اخلاق کا اقرار کرتیں۔ پھر پانی میں بھرے ایک بھرے ہوئے

Marfat.com

پیالے میں آپ پہلے دست مبارک ڈال کر نکالتے اور پھر بیعت کرنے والی عورت اس پیالی میں ہاتھ ڈال کر نکالتی تھی۔

عورتوں میں ایک روایت کے مطابق ہندو بنت عقبہ (ابو سفیان کی بیوی) بھی نقاب ڈالے اور بھیس بدل کر آئی۔ وہ خوف زدہ تھی کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہچان کر حضرت حمزہؓ کے قتل کے وقت کی گئی گستاخی اور بربریت کا انتقام نہ لینے کا حکم دے دیں۔ چنانچہ وہ حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں ان امور پر بیعت کرنی ہوگی۔

1۔ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی۔

ہندہ : (برجستہ) واللہ یہ تو وہ بات ہے جس پر آپ نے مردوں سے بھی عہد نہیں لیا خیر ہمیں منظور ہے۔

حضرت محمد ﷺ : تم چوری نہیں کرو گی۔

ہندہ : واللہ اگر مجھے ابو سفیان کا مال مل جائے تو میں --- خوب میں گل چھرے اڑاؤں۔ اور ---

ابو سفیان : (بات کاٹ کر) پہلے تم جو لے چکی ہو وہ تمہار لیے جائز تھا؟

حضرت محمد ﷺ : معلوم ہوتا ہے کہ تم ہند بنت عقبہ ہو۔

ہندہ : جی ہاں میں ہند بنت عقبہ ہوں میرے سابقہ جرائم معاف فرما دیجئے' اللہ آپ سے درگزر فرمائے گا۔

حضرت محمد ﷺ : تم بدکاری نہ کرو گی۔

ہندہ : یارسول اللہ کیا کوئی آزاد عورت بھی یہ شرمناک جرم کر سکتی ہے؟

حضرت محمد ﷺ : تم اپنے بچوں کو قتل نہیں کرو گی۔

ہندہ : ہم نے انہیں پال پوس کر بڑا کیا تھا۔ آپ سے ہی جنگ بدر میں انہیں قتل کر دیا گیا۔

حضرت عمرؓ : (اس جواب پر ہنس دیتے ہیں۔ اور دوسرے صحابہ کرام ورطہ حیرت میں اسے دیکھ رہے ہیں۔)

حضرت محمد ﷺ : تم کسی پر بے بنیاد الزام نہیں لگاؤ گی اور نہ ہی بہتان طرازی کرو گی۔

Marfat.com

ہندہ : خدا کی قسم بہتان طرازی تو بدترین فعل ہے اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

حضرت محمد ﷺ : تم نیکی اور بھلائی میں میری نافرمانی نہیں کرو گی۔

ہندہ : یا رسول اللہ۔ ہم یہاں پر آپ کی نافرمانی کے لیے حاضر نہیں ہوئے۔

حضرت محمد ﷺ : پانی کے برتن سے دست مبارک نکال لیتے ہیں۔ اور پھر اس میں عورتیں باری باری ہاتھ ڈال کر ان امور پر بیعت کا اقرار کر لیتی ہیں۔

جب بیعت پوری ہو چکی تو ہندہ بولی: اے اللہ کے رسول روئے زمین پر کوئی خیمہ ایسا نہ تھا کہ جس کا ذلیل ہونا مجھے آپ کے خیمہ والوں سے بڑھ کر پسند رہا ہو۔ اور اب روئے زمین پر کوئی خیمہ ایسا نہیں ہے کہ اس کا عزیز ہونا مجھے آپ کے خیمہ والوں سے بڑھ کر پسند ہو۔

حضرت محمد ﷺ : اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے معاملہ بالکل ایسے ہی ہے۔

مکہ معظمہ میں اپ دس اور دوسری روایت کے مطابق پندرہ دن رہے۔ روانہ ہوتے وقت آپ نے حضرت عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ کا امیر بنایا' اور حضرت محاذ بن جبل کو اس خدمت پر مامور کیا کہ وہ لوگوں کو اسلام کے مسائل اور احکام سکھائیں۔ اس عرصہ میں حضرت بلال بیت اللہ پر چڑھ کر اذان دیتے رہے۔

سب سے پہلے نماز ظہر کی اذان دی گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرت بلالؓ نے بیت اللہ پر چڑھ کر دی۔ کفار اس پر بڑے دل ہی دل میں رنجیدہ خاطر ہوئے۔ لیکن مسلمانوں کو اس اذان پر کمال درجہ خوشی ہوئی۔

25 رمضان کو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو تیس سواروں کے ساتھ بھیجا گیا کہ وہ "نخلہ" جا کر عزی اور اس کا بت جا کر توڑ دیں۔ یہ مشرکین کا سب سے بڑا بت تھا۔ چنانچہ انہوں نے جا کر توڑ دیا۔

اسی دوران حضرت عمرو بن عاص کو مکہ سے شمال کی طرف 150 کلومیٹر پر موجود رہاط کے مقام پر موجود "سواع" بت کے استحان پر بھیجا گیا۔ چنانچہ انہوں نے جا کر اس بت کو ڈھایا۔ اور اس کا مجاور بت کی بے بسی دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گیا۔

ماہ رمضان ہی میں سعد بن زید اشہلی نے بیس سواروں کے ساتھ قدید کے قریب

Marfat.com

واقع مشلل کے مقام پر موجود بنو کلب' بنو خزاعہ' بنو غسان اور اوس و خزرج کے بت "منات" کو توڑا اور بت خانہ ڈھا دیا۔

بنو جذیمہ کے قبائل میں حضرت خالد بن ولید کو تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا گیا۔ ان کے ساتھ مہاجرین و انصار کے ساڑھے تین سو افراد شامل تھے۔ اس مہم میں بنو جذیمہ کے لوگوں نے دعوت کا مذاق اڑایا تو حضرت خالد بن ولید نے انہیں قید کر لیا۔ اور پھر کہا کہ ہر قیدی کو قتل کر دیا جائے۔ صحابہ کرام نے اس پر تردد کیا۔ حضرت خالدؓ نے انہیں پھر بھی قتل کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ کو جب واپسی پر بتایا گیا تو آپ کو بڑا افسوس ہوا۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دو بار کہا۔ اے بار الٰہ خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے تیری طرف برات اختیار کرتا ہوں۔ اور پھر حضرت علیؓ کو مال دیا جس سے ان مقتولین کی دیت ادا کی گئی۔ جو مال ضائع ہوا اس کا معاوضہ دیا گیا۔ اس موقع پر حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف میں کچھ سخت کلامی ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد سے فرمایا' "خالد ٹھہر جاؤ میرے رفقاء کو کچھ کہنے سے باز رہو۔ خدا کی قسم اگر احد پہاڑ کے برابر سنا ہو پھر تم اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو تب بھی میرے رفقاء میں سے کسی ایک آدمی کی ایک صبح یا شام کی عبادت کو نہیں پہنچ سکتے۔"

غزوہ حنین:

مکہ فتح ہو گیا تو بنو قیس اور بنو ہوازن کے قبائل باہم اکٹھے ہو کر اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت پر پریشان ہونے لگے۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان کہیں قریش پر غلبہ پانے کے بعد ہم پر نہ چڑھائی کر دیں۔ اس لیے ان کے لیے یہ بہتر ہو گا کہ وہ اسے پہلے خود مسلمانوں پر جا کر جنگ مسلط کر دیں۔ چنانچہ مالک بن عوف کو امیر لشکر چن لیا گیا۔ اور ایک لشکر جرار لے کر اوطاس کے مقام پر پہنچ گئے۔ لشکر میں ان کے ساتھ بیوی' بچے اور مال و مویشی بھی تھے۔ درید بن صمہ نامی ایک شخص بڑا صائب الرائے تھا۔ اس نے بچوں کی آوازیں سن کر مالک بن عوف سے کہا کہ اس سب کچھ کے لانے سے تمہارا کیا مقصد تھا۔

مالک بن عوف بولا : میں نے سوچا تھا کہ ہر آدمی کے پیچھے اس کے اہل و عیال و مال

Marfat.com

ہو گا اس لیے وہ ان کی حفاظت کے جذبہ سے خوب لڑے گا۔

درید بن صمہ بولا : واللہ بھیڑوں کے چرواہے ہو۔ بھلا شکست کھانے والے کو بھی کوئی چیز روک سکتی ہے۔ اگر شکست کھا گئے تو تمہیں اہل و عیال اور مال کی سلسلہ میں بھی رسوائی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ انہیں ان کے علاقے میں واپس بھیج دو۔

مالک بن عوف : ان کے علاقوں میں واپس بھیجنا تو اب مشکل ہے' تاہم ان کو یہیں جو کہ اوطاس کے ایک طرف تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اجتماع کا علم ہوا تو آپ نے 6 شوال کو مکہ سے روانگی کا حکم دے دیا۔ بارہ ہزار کا لشکر اپنے ساتھ لیا۔ صفوان بن امیہ سے ایک سو زرہیں' ساز و سامان سمیت ادھاری لے لیں۔ 10 شوال کی رات آپ حنین کے مقام پر پہنچ گئے۔ صبح ہوتے ہی آپ نے لشکر کو ترتیب دے دیا۔ مہاجرین کا پرچم حضرت علیؓ کو دیا۔ بنی اوس کا پرچم ان کے سرداروں کے ہاتھ میں کئے۔ دو زرہیں پہنیں' سر اور چہرے پر خور لگائی۔ اور اس کے ہراول دستے کو میدان میں اترنے کا حکم دے دیا۔ جبکہ دشمن ایک طرف پہلے سے چھپا تھا۔ اور ان کے علم میں نہ تھا' جیسا ہی میدان میں اترے دشمن نے تیروں کی بوچھاڑ کرنا شروع کر دی۔ اور پھر یکبارگی حملہ کر دیا۔ مسلمان ہراول دستہ اس کے لیے بالکل تیار نہ تھا۔ اس سے اسلامی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور واضح شکست کے آثار پیدا ہو گئے۔ قریش سردار جو فتح مکہ پر مسلمان ہوئے تھے' عجیب عجیب فقرے کسنے شروع کر دیئے۔

ابو سفیان کہنے لگا : اب ان کی بھگدڑ سمندر سے پہلے نہ رکے گی۔

صفوان کے بھائی نے کہا : آج جادو باطل ہو گیا۔

دوسرے بھائی نے کہا : محمد اور اس کے ساتھیوں کی شکست کی خوشخبری سن لو۔ اب یہ اس کبھی نہیں جوڑ سکتے۔

نو مسلم عکرمہ بن جبل ان کے ان حملوں پر سیخ پا ہو گئے اور زبردست ڈانٹ پلائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تھوڑے سے انصار اور مہاجرین کے ساتھ ثابت قدمی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ دشمن کی طرف بڑھنے کے لیے خچر کو ایڑھی لگاتے اور فرماتے۔

Marfat.com

"میں نبی ہیں۔ جھوٹا نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔"

ابو سفیان ؓ بن حارث آپ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور حضرت عباس ؓ رکاب تھامے ہوئے تھے تاکہ خچر دشمن کی طرف تیزی سے نہ جائے۔ آپ فوراً خچر سے اتر گئے۔ اپنے رب کے حضور دعا کی اور مدد مانگی۔ حضرت عباس ؓ کو حکم دیا کہ بلند آواز سے صحابہ کرام کو پکاریں۔ انہوں نے بھاری آواز سے کہا درخت والو (بیعت رضوان) کہاں ہو؟

یہ سننا ہی تھا کہ صحابہ کرام فوراً آپ کی طرف مڑ آئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں سو آدمی جمع ہو گئے۔ پھر ایک کے پیچھے ایک آتے چلے گئے' یہاں تک کہ پھر ایک بڑی جماعت جمع ہو کر دشمن سے لڑنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور اس کے صحابہ کرام ؓ پر سکینت طاری کر دی اور ان دیکھا لشکر اتار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی لے کر دشمن پر پھینکی اس مٹی سے ان کی آنکھیں بھر گئیں۔ ان کی اب دھار کند اور طاقت پراگندہ ہو گئی۔ وہ تین گروہوں میں بٹ کر واپس بھاگنے لگ گئے۔ سب سے بڑا گروہ طائف کی طرف بھاگا۔ دوسرے گروہ نے نخلہ کا رخ کیا' اور تیسرے گروہ نے اوطاس میں مورچہ بندی کر لی۔ آپ نے فوراً ابو موسیٰ اشعری کے چچا ابو عامر اشعری کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ اوطاس کی طرف بھاگ جانے والوں کی سرکوبی میں بھیجا۔ انہوں نے دشمن کو زبردست معرکے میں اکھاڑ کر کے رکھ دیا' خود اس معرکہ میں شہید ہو گئے۔ لیکن دشمن کے قدم نہ جم سکے۔ بہت سارا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری کامیاب و کامرانی کے ساتھ واپس ہوئے۔ اسی طرح نخلہ کو بھاگ جانے والوں کا بھی تعاقب کیا گیا درید بن صمہ پکڑا گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے کہتے ہیں کہ اگر بنو سعد بن ابی بکر کا بجاد نامی شخص مل جائے تو اسے میرے پاس لانا۔ چنانچہ جب بجاد اور اس کے اہل و عیال گھیراؤ میں آ گئے تو ایک خاتون مجاہدین سے مخاطب ہو کر بولی "میرا نام شیما ہے اور میں رسول اللہ کی رضاعی بہن ہوں" مسلمان یہ سن کر بڑے متعجب ہوئے۔ چنانچہ وہ بڑے اعزاز کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔

Marfat.com

شیما آپ کے پاس پہنچ کر اپنی پہچان کراتے ہوئی بولی۔

شیما : یارسول اللہ میں آپ کی بہن ہوں۔

حضرت محمد ﷺ : ہاں تم میری رضاعی بن ہو۔ (اپنی چادر مبارک بچھا کر اسے اشارہ کرتے ہوئے) اس پر بیٹھ جاؤ۔ (شیما چادر پر بیٹھ جاتی ہیں)

اگر تم چاہو تو میرے پاس ٹھہر سکتی ہو۔ اور اگر واپس جانا پسند کرو تو تمہیں اختیار ہے۔ میرے پاس ٹھہرو گی تو عزت سے رکھوں گا ورنہ احترام اور حسن سلوک سے رخصت بھی کر سکتا ہوں۔

شیما : جی میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔

حضرت محمد ﷺ : اچھا تمہاری مرضی

چنانچہ اسے عزت و احترام کے ساتھ اس کے گھر رخصت کر دیا گیا۔

مال غنیمت جمع ہو کر آپ کے سامنے لایا گیا۔ چوبیس ہزار اونٹ' چالیس ہزار بکریاں' چار ہزار روقیہ چاندی اور چھ ہزار عورتیں اور بچے وادی اوطاس سے ملے۔

اسی دوران بنی ہوازن کے چھ سردار آپ سے ملنے آئے۔ انہوں نے رحم کی درخواست کرتے ہوئے گزارش کی کہ ہم دراصل مسلمان ہو چکے تھے۔ خاندانی اعتبار سے بھی ہمارا تعلق ممتاز لوگوں سے ہے۔ یہ جو مصیبت نازل ہوئی ہے۔ اس میں ہم آپ سے رحم کی درخواست کرتے ہیں۔ اس دوران ابو حرر ایک سردار اٹھ کر گزارش کرنے لگتا ہے۔

یارسول اللہ اس چار دیواری میں آپ کی پھوپھیاں' خالائیں اور انائیں ہیں جو آپ کو گودوں کھلا چکی ہیں۔ اگر ہم اس وقت اسی تہذیب کے ساتھ حارث بن سمر (غسانی تاجدار) اور نعمان مندر (تاجدار حیرہ) کے سامنے لجاجت سے پیش آئے اور وہ آپ کی جگہ ہوتے تو ہم ان کی نوازشات سے مالا مال ہو جاتے اور آپ کو ان سے بدرجہا بہتر اور افضل ہیں۔ یارسول اللہ! ہم پر احسان فرمائیے۔ ہم آپ کے کرم کے امیدوار ہیں۔ آپ ہی ایسی شخصیت ہیں جس سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں' اور ہمارا یہی امیدیں سرمایہ ہیں۔

حضرت محمد ﷺ : تم سب یہ بتاؤ کیا تمہیں اپنے اہل و عیال عزیز ہیں یا دولت و

Marfat.com

سرمایہ؟

سردار بولے : آپ نے ہمیں ایک عجیب آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ لیکن ہمارے بال بچے ہمیں اپنی دولت سے کہیں زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت محمد ﷺ : میں سب سے پہلے اپنے اور اپنے خاندان کے حصہ میں آنے والے بال بچوں کو بخوشی تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ تاہم جب میں نماز کو جاؤں تو تم لوگ مجمع عام میں اپنی یہ درخواست پیش کرنا تو میں تمہارے قیدیوں کو رہائی کا حکم دلوانے کی کوشش کروں گا۔

آپ کے اس فیصلہ سے انصار و مہاجرین نے بھی اپنے حصہ کے قیدیوں کو بلامعاوضہ رہا کرنے کا اعلان کر دیا۔ لیکن بنی فزارہ نے قیدیوں کو بلامعاوضہ چھوڑنے پر آمادگی نہ ظاہر کی۔ جس پر آپ نے ہر قیدی کے بدلہ اپنی طرف سے چھ ہزار فی کس کے حساب سے رقم ادا کی۔ اور تمام قیدیوں کو رہا کرتے ہوئے اپنی جانب سے لباس بھی عطا فرمائے۔

مال غنیمت تقسیم ہوا تو آپ نے نومسلموں کو حصہ سے بڑھ کر مال دیا۔ جس پر انصار کے دل میں اس کا تھوڑا سا خلق پیدا ہوا۔ حضرت سعد بن عبادہ نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے انصار سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اے انصار: مجھے تمہاری شکایت ملی۔ اور تمہیں یاد کرنا ہوگا کہ تم گمراہ تھے تو خدا نے تمہیں ہدایت دی۔ تم فقیر و مفلس تھے۔ خدا نے تمہیں دولت و ثروت عطا فرمائی۔ تم آپس میں بغض و منافرت کا شکار تھے خدا نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دی۔ کیا یہ سب خدا اور اس کے رسول کا احسان نہیں۔ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ میں جب آپ کے پاس آیا تھا تو لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور آپ نے تصدیق کی میں بے یارومددگار تھا اور آپ نے میری مدد پر کمر کسی۔ میری قوم نے مجھے ترک وطن پر مجبور کیا اور آپ نے پناہ دی۔ ہم جب آپ کے پاس آئے تو مفلس و تنگدست تھے تو آپ لوگوں نے ہماری تسلی اور اطمینان کا سلوک کیا۔

اے معشر انصار۔ کوئی بات نہیں میں خوب جانتا ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت دنیا طلبی نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا ہے لیکن یہ غنیمت وہ جسے میں نے نومسلم یا

Marfat.com

حال ہی میں مسلمان ہونے والوں کی تالیف قلب کے لیے اس طرح تقسیم کر دیا ہے۔
اے معشر انصار : سچ بتاؤ کیا تم یہ پسند نہ کرو گے کہ لوگ بکریاں اونٹ وغیرہ لے کر گھر جائیں گے اور تم اپنی سواریوں میں اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ گے۔ اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی ایک انصاری ہی ہوتا۔ اللہ انصار پر رحم فرمائے۔ انصار کی اولاد پر رحم فرمائے اور انصار کی آئندہ نسلوں پر رحم کرے۔
انصار : (فرط محبت و پشیمانی سے اشکبار ہوتے ہوئے) نہیں نہیں ہمیں صرف اللہ کے رسول مطلوب ہیں۔ بس ہم انہیں کو لے کر خوش ہیں ہمیں اور کچھ نہیں چاہئے۔
مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا۔ اسے عمرہ جعرانہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ عمرے سے فارغ ہونے کے بعد آپ مدینہ واپس چلے گئے۔ مدینہ جب پہنچے تو اس وقت ذی قعدہ میں سے تین یا چھ دن باقی تھے۔

بنو تمیم کی سرکوبی:

محرم 9 ہجری میں مدینہ یہ خبر پہنچی کہ بنو تمیم اطراف کے قبائل کو جزیہ نہ دینے اور بغاوت کرنے پر اکسا رہے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عینیہ بن حض فزاری کی امارت میں پچاس سواروں کو ان کی تاریب کے لیے بھیجا۔ انہوں نے ان کے صحرا پر حملہ کر کے گیارہ آدمی' اکیس عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے اور مدینہ آپہنچے' بنو تمیم نے دس سردار ان کی بازیابی کے لیے آئے اور انہوں نے مسلمانوں کو خطابت اور شاعری میں مقابلہ کی دعوت دی چنانچہ ان کے صحطیت عطارد بن حاجب کے خطبہ کے مقابلہ میں حضرت ثابت بن قیسؓ نے فصیح و بلیغ خطبہ دیا پھر ان کے شاعر زبرقان بن بدر نے شعر کہے جس کے جواب میں حضرت حسان بن ثابتؓ نے اپنے اشعار پیش کیے۔ مسلمانوں کے خطیب اور شاعر کی قادر الکلامی اور فصاحت و بلاغت کا انہوں نے اعتراف کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے قیدی واپس کر دیئے اور انہیں تحائف سے نوازا۔

Marfat.com

بنو طے کے بت خانے کا انہدام:

"فلس" نامی بت خانہ بنو طے میں بڑا مقدس مانا جاتا تھا۔ اور اسی قبیلہ کے حاتم طائی اپنی سخاوت کی وجہ سے بڑے مشہور تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ربیع الاول 9 میں حضرت علیؓ بن ابی طالب کو ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ سو اونٹ اور پچاس گھوڑے روانہ کر کے اس بت خانے کو منہدم کرنے کے لیے بھیجا۔ مسلمانوں کا سنتے ہی بنو طے فرار ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے بت خان کو منہدم کیا اور بہت سی بکریاں عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے۔ اور مدینہ لے گئے۔ قیدی عورتوں میں حاتم طائی کی بیٹی "سفانہ" بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ازراہ احسان بلا فدیہ چھوڑ دیا۔ اور ان کا اکرام کرتے ہوئے سواری بھی دی۔ وہ ملک شام چلی گئی ہیں۔ جہاں ان کے بھائی عدی بھاگ کر پہنچے ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے بتاتے ہوئے کہا کہ بھائی وہ انتہائی کریم ہیں۔ انہوں نے ایسا کام کیا ہے کہ شاید ہمارے باپ بھی ایسا نہ کر سکتے۔ تم بلا کسی خوف کے ان کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ عدی بلا کسی امان اور تحریر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچ گئے۔ جب رسول اللہ علیہ وسلم کو دکھا اور ان سے گفتگو کی تو فوراً مسلمان ہو گئے۔ اسی دوران ایک امدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فاقوں کی شکایت کی اور ایک دوسرے آدمی نے رہزنی کی وارداتوں کی بڑھتی ہوئی صورتحال پر پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا۔

> عدی۔ تم نے چرہ دیکھا ہے؟ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ چرہ سے ایک ہودج نشین عورت چل کر مکہ آئے گی' خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا۔ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم یہ بھی دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح ہوں گے اور آدمی ہتھیلی بھر سونا چاندی لے کر نکلے گا اور ایسی آدمی کو تلاش کرے گا جو اسے قبول کرلے مگر کوئی قبول کرنے والا نہ ہو گا۔

چنانچہ حضرت عدی بن حاتم نے اپنی زندگی میں ان باتوں کا بعد میں مشاہدہ کیا۔

Marfat.com

معرکہ تبوک:

موتہ کے میدان میں صرف تین ہزار مسلمانوں نے دو لاکھ رومیوں کو جس عبرت ناک شکست سے دوچار کیا تھا۔ اس کا شام کے پڑوسی قبائل پر گہرا اثر پڑا۔ اور وہ آزاد و خود مختاری کے لیے پر تولنے لگے۔ جس کی وجہ سے قیصر روم نے ایک فیصلہ کن معرکے کی تیاری شروع کر دی۔ جس میں وہ مسلمانوں کو مدینہ منورہ کے اندر ہی ختم کر دینے کا خواہش مند تھا۔

جب مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو سخت گرمی کا موسم تھا۔ موک تنگی اور افلاس کا شکار تھے۔ پھل اب پک چکے تھے۔ اور فصل اٹھانے کا وقت تھا کہ آپ نے رومیوں سے ٹکراؤ کے لیے تیاری کا حکم دے دیا۔ اور منادی کرادی کہ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق جنگ کی تیاری کے لیے مال اور سامان پیش کرے۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا مال لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔ آپ سے مال کے بارے میں پوچھا گیا تو بولے اپنا سارا اثاثہ لے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو تو بولے۔ ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول کافی ہیں۔
اس کے بعد حضرت عمر پہنچے تو ان سے پوچھا گیا تو بولے گھر کا آدھا مال اٹھا لایا ہوں۔ حضرت عثمان چار ہزار دینار، پلان اور کجاوے سمیت تین ہزار اونٹ اور پچاس گھوڑے لے آئے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج کے بعد عثمان جو بھی کریں انہیں نقصان نہ ہو گا"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف دو سو روقیہ (آٹھ ہزار درہم) چاندی لائے۔ حضرت عباسؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ اور محمد بن مسلمہؓ نے اپنی اپنی طرف سے بہت سا مال پیش کیا۔ حضرت عاصم بن عدی نے نوے وسق (ساڑھے تیرہ ہزار کلو) کھجور پیش کی۔ غرضیکہ ہر صحابی اور صحابیہ نے اپنی اپنی بساط کے مطابق جنگی تیاری میں حصہ ڈالا منافقین نے اس تیاری پر ریاکاری اور جہالت و افلاس کی پھبتیاں کیں۔ وہ صحابہ کرام جو جہاد پر جانا چاہتے تھے لیکن ان کے پاس سامان نہیں تھا ان کی تیاری میں صاحب ثروت صحابہ کرام نے بڑھ چڑھ کر امداد کی۔

Marfat.com

منافقین نے بناوٹی عذر تراش کر کے عدم حضوری کی اجازت چاہی جو آپ نے دے دی۔ بعض مسلمان بھی محض سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔ مدینہ کا انتظام حضرت محمد بن مسلم کو سونپا۔ حضرت علی بن ابی طالب کو بال' بچوں پر مقرر کیا۔ لشکر کا مرکزی پرچم حضرت ابوبکر کو بخشا۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت زبیرؓ کو' اوس کا جھنڈا اسیلا بن حفیر کو اور خزرج کا جھنڈا حضرت حباب بن منذر کو سونپا گیا۔ جمعرات کے دن مدینہ سے کوچ کیا گیا۔ آپ کے ساتھ تیس ہزار کا لشکر تھا۔ سواریوں اور غذا کی شدید قلت تھی۔ اٹھارہ اٹھارہ آدمیوں کے حصہ میں ایک اونٹ تھا اور لوگوں کو درختوں کے پتوں پر گزارا کرنا پڑتا۔ اس تنگ دستی اور مشکلات کے باوجود مجاہدین تبوک کی طرف رواں دواں رہے۔ پیچھے سے حضرت علیؓ بھی منافقین کے طعنوں سے تنگ آکر لشکر سے آملے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس کردیا اور فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ مجھ سے تمہیں وہی نسبت ہو جو حضرت موسیٰؑ سے حضرت ہارون کو تھی' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

آل ثمود کی سرزمین پر پہنچے تو صحابہ کرام نے وہاں کے کنویں سے پینے اور آٹا وغیرہ گوندھنے کے لیے پانی لے لیا۔ جب آنحضرت ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے فوراً وہ سارا پانی بہا دینے اور آٹا جانوروں کو کھلانے کا حکم دے دیا۔ آپ نے حکم دیا صرف اس کنویں سے پانی لیں جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیا کرتی تھی۔ اور فرمایا اس بدبخت علاقے سے گریہ وزاری کر کے تیزی سے نکل جانا۔ تاکہ کہیں کوئی مصیبت نہ آن پڑے۔ چنانچہ سب لشکر سڑک ہانپتے تیزی سے وادی سے نکل گیا۔ تمام سفر میں ظہر' عصر اور مغرب عشا کی نمازیں بھی ضرورت کے وقت اکٹھی کر کے پڑھنے کا حسب ضرورت اہتمام ہوتا رہا۔ بعض مواقع پر نمازوں کی تقدیم و تاخیر بھی ہوگی۔

تبوک پہنچے تو حضرت ابوخیثمہؓ بھی آن ملے۔ یہ کسی مجبوری کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ روایات میں ملتا ہے کہ حضرت ابوخیثمہؓ کی دو بیویاں تھیں۔ سخت گرمی میں جب اپنے باغ میں پہنچے تو دیکھا کہ ہر بیوی اپنے ٹھنڈے سایہ دار درختوں کے نیچے خوبصورت اور آراستہ صورت میں محو انتظار تھیں۔ کھانا اور ٹھنڈا پانی تیار تھا۔ پہنچے تو پتہ چلا کہ لشکر روانہ ہو چکا ہے۔ تو فوراً اپنے اونٹ پر سوار ہوئے' تلوار اور نیزہ لیا اور

Marfat.com

یہ کہتے ہوئے تبوک کی طرف روانہ ہو گئے۔

کہ رسول اللہ ﷺ سخت گرمی میں ہوں اور ابو خیثمہ یہاں ٹھنڈے سائے' میٹھے پانی اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں تمہارے کسی چھپر میں داخل نہ ہوں گا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملوں۔ تم دونوں میرے گئے توشہ تیار شدہ باندھ کر دے دو۔

رومیوں کو تبوک میں اسلامی لشکر کی آمد کا علم ہو گیا۔ تو ان کے حواس جاتے رہے۔ مقابلے کو نکلنا ان کے لیے مشکل بن گیا۔ لشکر تتر بتر ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیس دن تبوک میں رہے۔ دشمن پر رعب طاری ہو گیا۔ اطراف واکنات کے قبائل کے وفود ملے۔ انہیں دین اسلام کی دعوت دی۔ حاکم ایلہ یوحنا بن روبد ملا۔ جرباء' اذرح اور نیا کے وفود بھی اس کے ساتھ آئے۔ جزیہ کی ادائیگی پر ان کے ساتھ صلح ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوحنا کو تحریر دی جس میں اس کے باشندگان کو امان دی گئی مسلمانوں کی کشتیوں اور قافلوں کو سمندر اور خشکی میں آمدو رفت کی ضمانت دی اور یہ واضح کیا گیا کہ اگر کوئی معاہدہ کو نظرانداز کر کے گڑبڑ کرے گا تو اس کا مال اس کی جان کے آڑے نہ آسکے گا۔ اسی طرح کی تحریریں جرباء اور اذرح کے باشندوں کو بھی دے دی گئیں۔ ہر رجب کے ماہ میں سو دینار وار اہل منیار کے لیے چوتھائی پھل کی ادائیگی کا جزیہ دینے کا انہیں پابند کیا گیا۔

دوقۃ الجندل کے حکمران "اکیدر" کے محاسبہ کے لیے خالد بن ولید کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور اسے فرمایا کہ تم اسے نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے۔ حضرت خالد جب قلعہ کے اتنے قریب پہنچے کہ وہ صاحب نظر آنے لگ گیا تو ایک نیل گائے نکلی اور قلعہ کے دروازے پر سینگ رگڑنے لگی۔ اکیلا اس کے شکار کو نکلا حضرت خالد نے آگے بڑھ کر اسے گرفتار کر لیا۔ اور اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پکڑ کر لے آئے۔ دو ہزار اونٹ' آٹھ سو غلام' چار سو زرہوں اور چار سو نیزوں کی فراہمی پر جان بخشی ہوئی۔ اس نے بھی ایلہ اور ضیا والوں کی شرائط پر جزیہ دینے پر صلح کر لی۔

تبوک کے میدان میں بیس دن گزار کر آپ واپس مدینہ روانہ ہوئے۔ راستے

Marfat.com

میں لشکر کے ایک گھاٹی پڑتی تھی۔ لیکن بعض لوگوں نے واپسی کا راستہ اختیار کرلیا اور آپ اسی طرح گھاٹی کے راستے سے ہی چلتے رہے۔ آپ کی اونٹنی کی نکیل حضرت عمارؓ کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت حذیفہ بن یمان اونٹنی کو ہانک رہے تھے کہ بارہ منافقین آپ کو اکیلا سمجھ کر منہ پر ڈھاٹے باندھے آپ کا پیچھا کرتے آگئے۔ آپ نے ان کے مکروہ ارادوں کو بھانپ کر حضرت حذیفہ کو ان کی سواریوں کے چہروں پر انہی ڈھال سے ضرب لگانے کا حکم دیا۔ انہوں نے ضرب لگائی تو منافقین خوفزدہ ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے جاملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ کو ان بارہ منافقین کے نام بھی بتادیئے۔

منافقین نے آپ کو ضرر پہنچانے اور مومنین میں تفرقہ ڈالنے کے لیے ایک نام نہاد مسجد بنائی۔ یہ مسجد قباء میں بنائی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منافقین کا تقاضا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں نماز پڑھیں۔ آپ نے تبوک کے سفر پر روانگی سے قبل تو وعدہ فردا پر معاملہ ڈال دیا۔ لیکن اب تبوک کے سفر سے واپسی پر جب "ذی اوان" کے مقام پر پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو مسجد کی حقیقت سے آگاہ کردیا۔ اور اس میں نماز پڑھنے سے منع کردیا۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت اس مسجد کو آدمی بھیج کر مسمار کرکے جلوادیا۔ مدینہ کے آثار دکھائی دیئے تو آپ نے فرمایا۔

"یہ رہا طابہ اور یہ رہا احد۔ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔"

لشکر کی واپسی کی خبر مدینہ میں پہنچی تو لوگ بڑے جوش سے آپ کے استقبال کے لیے مدینہ سے باہر نکل آئے۔ مسجد نبوی تشریف لے گئے دو رکعت نفل شکرانہ پڑھے۔ اور پھر لوگوں کے لیے بیٹھ گئے۔ پیچھے رہ جانے والے منافقین نے بڑی لجاجت سے اپنے عذرات تراشنے شروع کردیئے۔ لیکن بعض مخلص صحابہ کرام بھی سستی کی وجہ سے ان میں شامل ہوگئے تھے۔ ان مخلص صحابہ کرام میں کعب بن مالک' حرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ شامل تھے۔ انہوں نے حاضری دی اور سچ سچ کہہ دیا اور کسی قسم کا کوئی عذر نہ تراشا۔ آپ نے انہیں اللہ کے فیصلے کا انتظار کرنے کا حکم دیا اور اس دوران مسلمانوں

Marfat.com

کو ان سے کلام نہ کرنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں کے لیے اپنے لوگ پرائے ہوگئے۔ زمین انجانی ہوگئی۔ اپنے آپ سے تنگ آگئے۔ دنیاہ بے مزہ ہوگئی۔ چالیس دن گزر گئے تو مزید حکم ملا کہ اپنی عورتوں کے قریب نہ جائیں۔ جب پچاس دن پورے ہوئے تو ان کی توبہ قبول ہوگئی۔ اور سورہ توبہ آیت نمبر 118 میں اس کا حکم ملا۔ اس سے ان کی رونقیں بحال ہوگیں سب نے ایک دوسرے کو مبارکبادیں دیں۔ صدقہ و خیرات کیے' اور یہ ان تینوں کے لئے نہایت مبارک دن بن گیا۔ اسی سورت کی چند دیگر آیات میں منافقین کی حرکات و سکنات کا بھانڈا پھوڑ دیا گیا۔ ذی قعہ 9 میں جب عبداللہ بن ابی فوت ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی اور نماز جنازہ پڑھی۔ جبکہ حضرت عمرؓ آپ کو نماز جنازہ پڑھنے سے روکنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر آپ نہ مانے۔ بعد میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں جس میں منافقین کے لیے دعائے مغفرت کرنے اور نماز جنازہ پڑھنے سے آپ کو روک دیا گیا۔

ذیقعدہ 9 میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر بنا کر تین سوال مدینہ کے ساتھ حج پر بھیجا گیا۔ ان کے ساتھ قربانی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیس اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پانچ اونٹ تھے۔ وفد حج کی روانگی کے بعد سورہ برات کی وہ آیات نازل ہوگئیں جن میں مشرکین سے تمام عہد توڑنے کا حکم دے دیا گیا' اور جن لوگوں کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا انہیں چار ماہ کی مہلت دی گئی کہ وہ گھوم پھر کر دیکھ لیں۔ وہ اللہ کو بے بس نہیں کرسکتے۔ اللہ ضرور کافروں کو رسوا کر کے رہے گا۔

ان آیات کو حج کے موقع پر لوگوں کو سنانے کے لیے آپ نے حضرت علیؓ کو بھیجا۔ حضرت علیؓ نجنان یا عرج کے مقام پر حضرت ابوبکرؓ سے جاملے۔ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا۔ دسویں تاریخ کو قربانی کے روز حضرت علی نے حمزہ کے پاس کھڑے ہو کر سورہ برات کی ابتدائی آیات پڑھیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے اس موقع پر منادی کرادی کہ آئندہ کوئی مشرک یا ننگے طور پر حج نہیں کرسکے گا۔

Marfat.com

وفود عرب اور تبلیغ اسلام

اہل عرب شاید فتح مکہ کے ہی منتظر تھے۔ قریش کی سرکشی جیسے ہی فرو ہوگی' اطراف واکنافی سے مختلف قبائل کے وفود کی مدینہ میں آمد کا تانتا بندھ گیا۔ انہیں شاید اس بات کا احساس ہوگیا۔ کہ مسجد حرام میں پرامن داخلے کا شرف سوائے نبی کے کسی کو نہیں ہوسکتا۔ ابراہہ کی چڑھائی اور اس کی عبرت ناک شکست ان کے لیے کل کی بات تھی۔ وہ جوق در جوق مدینہ آنے لگ گئے۔ آپ کی رسالت پر ایمان لاتے اور آپ کی اطاعت کا اقرار کرتے۔ ایک اندازہ کے مطابق ستر سے زیادہ وفود تو حکمران قبائل کے ہی تھے۔ جنہوں نے آکر نیازمندی حاصل کی اور آپ کی اطاعت کا دم بھرا۔ اور اس طرح ایک سال ہی میں اسلامی ریاست کی حدود بحراحمر کے ساحل سے لے کر خلیج عرب تک اور جنوب میں اردن اور اطراف شام کے علاقے یمن اور عمان کے ساحل تک پھیل گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں تک دعوت حق پہنچانے کے لیے مبلغین اور نظم ونسق کو انصاف وعدل کی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے دیانتدار حکام مقرر فرمائے۔ صدقات کی وصولی کے لیے عمال روانہ کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بشاشت اور اخلاق کریمانہ کے ساتھ ہدایت کی پیاسی مخلوق کا استقبال کیا اس نے ان کے ایمانوں کو اور روشن کیا۔ آپ جہاں اسلام کی تبلیغ دیتے۔ عزت و اکرام کرتے اور جاتے وقت تحائف سے نوازتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں نے اپنے قبائل میں جاکر اسلام کی جو تصویریں پیش کیں اس سے ان لوگوں کا اشتیاق اور ابھرتا۔ فوراً اسلام قبول کرتے اور آپ کی زیارت کے لیے بے تاب ہوجاتے۔

Marfat.com

سعد بن بکر کے رئیس ضمام بن ثعلبہ آپ ﷺ سے ملنے تشریف لائے۔ یہ بادیہ نشین قسم کے لوگ تھے۔

مزاج میں طبعی طور پر سختی اور اکھڑپن تھا۔ سر پر دو چوٹیاں رکھی تھیں۔ مدینہ پہنچے تو سیدھے مسجد نبوی آئے۔ اونٹنی بٹھائی اور اس کے پاؤں باندھ دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ وہاں حاضر ہوئے تو آتے ہی پوچھا۔ تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے؟ لوگوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ تو بولے۔

اے محمد ﷺ : میں آپ سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں اور کچھ سخت مزاجی سے بات کروں گا اس لیے ناراض نہ ہونا۔

حضرت محمد ﷺ : جو چاہو ضرور پوچھو۔

ضمام بن ثعلبہ بولے : آپ کا قاصد ہمارے قبیلہ سعد بن بکر کے ہاں آیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ آپ اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتے ہیں؟

حضرت محمد ﷺ : اس نے سچ کہا ہے۔

ضمام بن ثعلبہ : تو پھر آپ بتائیں کہ یہ آسمان کس نے پیدا کیا؟

حضرت محمد ﷺ : اللہ تعالیٰ نے

ضمام بن ثعلبہ : یہ زمین کس نے پیدا کی؟

حضرت محمد ﷺ : اللہ تعالیٰ نے۔

ضمام بن ثعلبہ : یہ پہاڑ کس نے نصب کئے اور اس میں پوشیدہ مخلوق و خزانے کس نے بنائے؟

حضرت محمد ﷺ : اللہ تعالیٰ نے۔

ضمام بن ثعلبہ : اس ذات کی قسم جس نے آسمان' زمین اور پہاڑ پیدا کئے تو یہ بتا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا ہے؟

حضرت محمد ﷺ : ہاں۔

ضمام بن ثعلبہ : آپ کا قاصد کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر دن رات پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

حضرت محمد ﷺ : اس نے سچ کہا ہے۔

Marfat.com

ضمام بن ثعلبہ : اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟

حضرت محمد ﷺ : ہاں

ضمام بن ثعلبہ : قاصد کا کہنا یہ بھی تھا کہ ہمارے احوال میں سے زکواہ کی ادائیگی واجب کی گئی ہے۔

حضرت محمد ﷺ : اس نے سچ کہا ہے۔

ضمام بن ثعلبہ : واللہ جس نے آپ نے رسول بنایا ہے کیا آپ کو اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

حضر محمد ﷺ : ہاں۔

ضمام بن ثعلبہ : آپ کے قاصد نے یہ بھی بتایا تھا کہ ہم پر سال میں رمضان کے مہینے میں روزے فرض ہیں۔

حضرت محمد ﷺ : ہاں اس نے سچ کہا ہے۔

ضمام بن ثعلبہ : اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ : ہاں۔

ضمام بن ثعلبہ : قاصد نے یہ بھی بتایا کہ طاقت رکھنے والے پر بیت اللہ کا حج بھی فرض ہے۔

حضرت محمد ﷺ : اس نے سچ کہا ہے۔

ضمام بن ثعلبہ : خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ : ہاں۔

ضمام بن ثعلبہ نے پیٹھ پھیرتے ہوئے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا ہے' میں اس میں کوئی کمی بیشی نہ کروں گا۔ اس پر نبی کریمؐ نے فرمایا "اگر آپ نے سچ کر دکھایا تو یقیناً جنت میں داخل ہو گے" چنانچہ ضمام بن ثعلبہ نے بتوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے دین حق کو اختیار کر لیا اور اپنی قوم میں جا کر دین

Marfat.com

حق کی تعلیم دی۔ جس سے اس کی قوم کا ہر مرد و زن نورِ ایمان سے مالا مال ہوا۔

بنو اسد بن خزیمہ کا وفد:

9 ہجری کے اوائل ہی میں بنو اسد کے دس آدمی مدینہ میں حاضر ہوئے۔ آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ یہ لوگ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ سلام کیا اور پھر ان کے ترجمان نے کہا۔

"اے اللہ کے رسول۔ ہم نے شہادت دی کہ اللہ وحدہ' لاشریک ہے اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ کے رسول۔ آپ کی طرف سے ہمارے پاس کوئی قاصد نہیں پہنچا۔ پھر بھی ہم نے آکر اسلام قبول کر لیا۔ ہم آپ کے ساتھ کسی لڑائی میں مقابلے پر نہیں آئے۔ ہمارے پیچھے جو لوگ ہیں ہم ان کی طرف سے صلح کا پیغام بن کر آئے ہیں۔

ان کی اس گفتگو پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی' سورہ الحجرات کی آیت 17 تھی جس کا مطلب تھا۔ وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے۔ تم کہو کہ مجھ پر اسلام لانے کا احسان نہ جتاؤ۔ بلکہ اللہ تم پر احسان جتاتا ہے۔ کہ اگر تم واقعی سچے ہو تو اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی ہے۔

آپ نے وحی سنائی تو ان لوگوں کے غلطی پر معافی مانگی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے دین کے مسائل میں راہنمائی لیتے ہوئے پوچھا۔ فال گیری اور کہانت کے بارے آپ کا کیا حکم ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں کی حرمت ان پر واضح کی۔ انہوں نے رمل کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ علم رمل ایک نبی جانتے تھے' اب اس طرح کا علم کوئی نہیں جانتا۔ یہ سارے علوم اللہ ہی جانتا ہے ہمیں اندازہ لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہ وفد مزید کچھ دن رہا۔ دین سیکھا اور قرآن کی تعلیم لی اور پھر واپس چلے گئے۔

وفد نجران:

نجران یمن کی حدود پر ایک بہت بڑا علاقہ ہے جس میں 73 کے قریب چھوٹے بڑے

Marfat.com

قصبات آباد تھے۔ یہ سب کے سب عیسائی تھے۔ اور نہایت جنگجو و بہادر تھے۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسقف کو خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی۔ اسقف خط پڑھ کر بڑا گھبرایا۔ فوراً اپنے خواص کو اعتماد میں لے کر ایک وفد معاملات کے طے کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ ساٹھ آدمی تھے اور سارے کے سارے دھاری دار یمنی چادریں اوڑھے اور گھسیٹتے بارگاہ نبوی میں پہنچے۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ ان کی اس ہیت کو دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کوئی التفات نہ کیا۔ وہ بڑے پریشان ہوئے۔ صحابہ کرامؓ سے مشاورت کی تو پتہ چلا کہ ان کے لباس اور زیب و زینت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ اس لیے آپ فوراً یہ لباس اور انگوٹھیاں اتار دیں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً لباس بدلا۔ انگوٹھیاں اتار دیں اور دوبارہ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی مسلمان ہیں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام تین چیزوں کے ماننے اور کرنے سے سختی کے ساتھ روکتا ہے اور آپ لوگ انہی چیزوں کو عقیدہ بنائے ہوئے ہیں۔ صلیب کی عبادت ناجائز اور سئور کھانے کی ممانعت ہے۔ اور تمہارا یہ عقیدہ کہ اللہ کا بیٹا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ فوراً بولے۔ تو پھر بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی طرح کون ب باپ کے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ پر آل عمران کی آیت نمبر 59'61 نازل ہوئیں۔ آپ نے ان آیات کو تلاوت کیا۔ جس میں بتایا گیا۔

"کہ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم جیسی ہے۔ انہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس سے کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا۔ حق تیرے رب کی طرف سے ہے۔ پس شک کرنے والوں سے نہ ہونا۔ پھر جب تمہارے پاس علم آجانے کے بعد کوئی اس بارے محبت کرنے لگے تو اس سے کہہ دو کہ آدم اپنے آپ بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں پھر مباہلہ کریں۔ اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت ٹھہرائیں۔"

جب آیات وفد نے سنیں تو وہ مباہلے کو ماننے سے خوف کھانے لگے۔ اور آپس میں مشورہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ واقعی نبی ہوئے اور ہم ملاعنت کر بیٹھے تو ہمارا کوئی بال اور ناخن تباہی سے نہ بچ سکے گا۔ چنانچہ وہ جزیہ دینے پر تیار ہو گئے۔ ہزار جوڑا صفر

Marfat.com

میں دو ہزار جوڑا رجب میں دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ اور یہ بھی تسلیم کیا کہ ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی بھی جمع کرائیں گے۔

آپ نے اس شرط کی منظور کے بعد اسے امان دے دی اور اپنے مذہبی عقائد کے مطابق رہنے کی مکمل آزادی دے دی۔ حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح کو ان کے ساتھ امانتدار کے طور پر بھیجا۔ اور اسی وجہ سے انہیں امین الامت کا لقب ملا۔ وفد واپس پلٹا تو اسکے دو آدمی مسلمان ہو گئے۔ ان کی ہی کوششوں نجران کے علاقے میں اسلام متعارف ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں پورے علاقے میں سب کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

وفد بنو عامر بن صعصعہ:

اصحاب بئر معونہ کے ساتھ دھوکہ کرنے میں بنو عامر بن صعصعہ کا کردار بڑا تکلیف دہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حادثہ پر بڑا دلی صدمہ ہوا اور آپ نے انہیں سزا دینے کے لیے سرایا بھی بھیجے۔ مسلمان جب غالب آگئے تو ان کا سردار اور اللہ کا بہت بڑا دشمن عامر بن طفیل اپنے دو ساتھیوں اربد بن قیس اور جبار بن اسلم کے ساتھ مدینہ آیا۔ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی جس پر عامر بن طفیل نے وفد کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔

میں آپ کو تین باتوں کا اختیار دیتا ہوں جن میں سے کسی ایک پر آپ ہمارے ساتھ معاہدہ میں شریک ہو سکتے ہیں۔

1۔ آپ کے لیے وادی کے باشندے اور میرے لیے بادیہ کے۔

2۔ یا میں آپ کے بعد خلیفہ بنادیا جاؤں۔

3۔ یا میں غطفان کے ہزار گھوڑے اور ایک ہزار گھوڑیاں لے کر مدینہ پر چڑھائی کردوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عامر کی یہ سرکشی اور باغیانہ گفتگو بڑی تکلیف دہ لگی، تاہم آپ نے صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے اللہ سے عامر کے مقابلے میں مدد دینے کی دعا کی اور اس کی قوم کی ہدایت کی دعا کی۔

Marfat.com

عامر جب باتیں کر رہا تھا تو اسی وقت اربد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر آکر خفیہ طریقے سے تلوار کا حملہ کرنا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تلوار چلانے کی قوت سے محروم کردیا۔ اور اس کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کوئی شرط نہ مانی اور یہ لوگ واپس ہو گئے۔ عامر راستے میں بنوسلول کی عورت کے ہاں ٹھہرا۔ رات کو اسی کے گھر سو کر اٹھا تو طاعون کا شکار تھا' اس کی حلق میں گلٹی نکل آئی۔ خود کہنے لگا کہ یہ اونٹ کی گلٹی کی سی گلٹی ہے۔ سلولی عورت کہاں میری موت بڑی ہی قابل نفرت ہوگئی۔ میرا گھوڑا لاؤ تاکہ میں یہاں سے نکل جاؤں۔ گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اور راستے ہی میں گھوڑے پر سوار واصل جہنم ہوگیا۔ جبکہ اربد اور اس کے اونٹ پر اللہ کی بجلی گری اور وہ دونوں جل مرے۔ اور اسی حوالہ سے سورہ الرعد کی آیت نمبر13 نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"وہ بجلی بھیجتا ہے پس اس کو جس پر چاہتا ہے گراتا ہے' اور وہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں حالانکہ وہ سخت پکڑنے والا ہے۔"

نجیب کا وفد:

قبیلہ کندہ کی شاخ نجیب سے ایک وفد بارگاہ نبوی میں پہنچا۔ ان کے صدقات ان کی ضروریات سے بچ رہے تو یہ لے کر مدینہ آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس دینی حمیت پر بڑے خوش ہوئے۔ آپ نے اس وفد کا بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ اور فرمایا کہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ ایمان کے لیے کھول دیتا ہے۔

یہ لوگ قرآن کی تعلیم اور آپ کی اعمال و فرمودات کے دیکھنے کے لیے بڑے اشتیاق سے کچھ عرصہ مدینہ میں مقیم رہے۔ جب جانے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت کے لیے آئے۔ آپ نے انھیں گراں قدر تحائف سے نوازہ اور پھر پوچھا کیا کوئی رہ تو نہیں گیا۔ وہ بولے! "ایک لڑکا ہم نے ڈیرے پر چھوڑ رکھا ہے' وہ ہم میں سے سب سے کم عمر ہے۔"

آپ نے فرمایا اسے فوراً بھیجو' وہ لڑکا آیا۔ آداب بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ

Marfat.com

اے اللہ کے رسول! میں اس جماعت سے ہوں جو ابھی آپ کے پاس آئی تھی' آپ نے ان کی ضروریات پوری کر دیں۔ اب میری ضرورت بھی پوری کر دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' آپ کی ضرورت کیا ہے

وہ بولا۔ "آپ اللہ سے میرے لیے دعا کریں کہ وہ مجھے بخش دے' مجھ پر رحم کرے اور میرے دل کو غنی کر دے۔"

آپ اس کی خواہش پر بڑے خوش ہوئے اور اس کی مطلوبہ دعا کی۔ اسے بھی دوسرے آدمیوں کی طرح تحائف دیئے۔

بنی خزارہ' بنو عذرا و بلی' اہل طائف' بنو میدان' بنو عبدالمدان اور بنو حذج کے وفود آئے۔ اسلام قبول کیا اور اپنے قبائل میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے آپ سے مبلغ لے کر واپس لوٹے اور پھر انہی کی دعوت و تبلیغ سے یہ قبائل اسلام کی دعوت کو آگے پہنچانے کے لیے ہراول دستے بنے۔

Marfat.com

حجتہ الوداع

24 ذیقعد 10 ہجری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ نے حج پر جانے کا قصد فرمایا۔ صحابہ کرامؓ میں منادی کرادی گئی کہ اس حج میں شرکت کی زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اطلاع دے دیں۔ چنانچہ تمام قبائل عرب میں یہ اطلاع پہنچا دی گئی۔ حج کے موقع پر بیت الحرام پر حاضری دور جاہلیت سے ہی ہر آدمی ایک مقدس فرض سمجھتا تھا۔ لیکن پچھلے سال حج اکبر میں چونکہ مشرکین کے لیے حج کے موقع پر آنے کی ممانعت کردی گئی تھی۔ اس لیے اس دفعہ حج کے موقع پر صرف مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ اور یہ پہلا حج تھا جس میں دور جاہلیت کی تمام خرافات کا اعادہ نہ ہونا تھا۔ جن کے انسداد کے لیے پچھلے حج اکبر میں قرآن مجید کے ارشادات سنا دیئے گئے تھے۔ 26 ذی قعدہ کو بالوں میں کنگھی کی' تیل لگایا' تہبند پہنا' چادر اوڑھی اور ظہر کی نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ کے ساتھ مہاجرین' انصار اور روساء عرب کی کثیر تعداد سفر حج پر نکلے۔ عصر کی نماز سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ گئے۔ دو رکعت نماز عصر پڑھی اور رات وہیں گزاری' صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا "آج رات میری رب نے مبارک وادی میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا جائے۔" یہ درحقیقت عمرے کی اجازت تھی جو اس سے پہلے ناجائز سمجھا جاتا تھا۔

نماز ظہر سے پہلے غسل کیا۔ سر اور بدن میں خوشبو لگائی۔ تہبند پہنا اور چادر اوڑھ کر دو رکعت نماز عصر پڑھی اور مصلیٰ ہی پر حج اور عمرے کا احرام باندھا اور دونوں میں قیران کیا۔ "اللھم لبیک لعمرہ و حج" اور تلبیہ کہتے رہے۔ پھر مصلیٰ سے اٹھے اور

Marfat.com

اونٹنی پر سوار ہوئے ذوالحلیفہ ہی میں قربانی کے سوا اونٹوں کی کوہانیں چیریں اور انہیں قلا دے پہنائے۔ ہفتہ بھر کی مسافت کے بعد مکہ میں اتوار کے روز پہنچے۔ اس روز چار ذی الحجہ تھی۔ وادی ذی طویٰ میں رات گزاری اور فجر کی نماز پڑھ کر غسل فرمایا اور پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔

یہاں پر حضرت علیؓ بھی آن ملے جو کہ نجران سے صدقات جمع کر کے لوٹے تھے۔ اطراف و اکناف کے قبائل کو جب آپ کے حج کرنے کی اطلاع ملی تو وہ بھی دیدہ شوق لیے حج کے سفر پر چل نکلے۔ ایک لاکھ چالیس ہزار کا عظیم الشان اجتماع جمع ہو گیا۔ مناسک حج ادا کیے۔ جاہلیت کی تمام رسومات و خرافات سے پاک یہ پہلا حج تھا۔ وقوف عرفات کے مقام پر آپ جبل الرحمتہ پر چڑھے اور حضرت بلال کو جکڑ کر کھڑے کرنے کا حکم دیا جو آپ کی آواز سن کر لوگوں تک پہنچائیں۔ چنانچہ مختلف جگہوں پر جید صحابہ کرام کو اس غرض سے کھڑا کر دیا گیا۔

آپ کا یہ خطاب تاریخ عالم میں خطبہ حجتہ الوداع کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ نے اس خطبہ میں رنگ و نسل اور دور جاہلیت کے تمام امتیازات مٹا کر مساوات انسانی کا پہلا نعرہ لگایا۔ حمد و صلواۃ کے بعد آپ نے فرمایا۔

"لوگو میری باتوں کو غور سے سنو ممکن ہے کہ اس سال کے بعد میں تم سے اس مقام پر نہ مل سکوں۔ اے لوگو حقیقت میں تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تمہارے لیے تمہارے رب سے ملنے تک (یعنی ہمیشہ کے لیے) محترم ہیں۔ اتنی ہی محترم جتنا کہ آج کا دن' یہ مہینہ اور یہ مقام محترم ہیں۔ ہاں بتاؤ کیا میں نے خدا کا پیغام تم تک پہنچا دیا۔

لوگوں نے بیک آواز بلند کہا' پہنچا دیا۔

آپ نے فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔

دوبارہ پوچھا۔ لوگو پھر بتاؤ کیا میں نے آپ تک خدا کا پیغام پہنچا دیا۔

لوگوں نے پھر بیک آواز بلند کیا۔ بے شک پہنچا دیا جب پہنچانے کا حق تھا۔

آپ نے فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ اور اسی طرح تیسری بار بھی

Marfat.com

شہادت لی اور پھر فرمایا۔ لوگو کسی کی پاس کوئی امانت رکھی جائے تو وہ صاحب امانت کو واپس کردے۔ بے شک زمانہ جاہلیت کا سود ختم کردیا گیا ہے۔ البتہ تمہیں قرض کے اصل سرمائے کی بازیابی کا حق ہے۔ نہ ظلم کرو اور نہ ظلم سہو۔ اللہ نے حکم دیا ہے کہ سود نہ رہنے پائے۔ سب سے پہلے سود جس (کی منسوخی) سے میں آغاز کرتا ہوں وہ میرے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کا سابقہ واجب الادا سود ہے۔ بے شک زمانہ جاہلیت کے خون ختم کردیئے گئے ہیں۔ اور سب سے پہلا خون جس (کی منسوخی) سے میں آغاز کرتا ہوں وہ (میرے چچا زاد بھتیجے) ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے بیٹے کا خون ہے۔ بے شک زمانہ جاہلیت کے جملہ امتیازات ختم کردیئے گئے ہیں۔ بجز کعبہ کی رکھوالی کی اور حاجیوں کو پانی پلانے کے کام کے۔ قتل عمد میں قصاص لیا جائے گا۔ قتل خطا وہ ہے کہ جب کسی کو لاٹھی یا پتھر مارنے سے قتل کیا جائے اور اس میں سو اونٹ خون بہا ہے۔ جو اس سے زیادہ مانگے تو وہ زمانہ جاہلیت والوں میں سے ہوگا۔ اے لوگو! شیطان اس سے تو مایوس ہوچکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے۔ لیکن وہ اس پر راضی ہے کہ اس (بت پرستی) کے سوا دوسرے ایسے کاموں میں اس کی بات مانی جائے جن کو تم حقارت سے دیکھتے ہو۔ اپنے دین کے متعلق شیطان کی چالوں سے بچتے رہو۔

اے لوگو۔ نسی (قمری سال کو شمسی سال کے برابر کرنے کے لیے اس میں وقتاً فوقتاً مہینوں کا اضافہ کرنا) کفر میں زیادتی ہے۔ اس سے جو لوگ کافر ہیں وہ گمراہ ہوتے ہیں۔ ایک سال تو وہ (ایک مہینے کو) حلال قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال (اسے حرام مہینہ) تاکہ (مہینوں کی) اس تعداد کو (ظاہری طور پر) برابر رکھیں جو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اس طرح اس مہینے کو حلال کردیں۔ جو اللہ نے حرام کیا ہے۔ اور حرام کردیں اس کو جو اللہ نے حلال کیا ہے۔ حقیقت میں زمانہ گھوم کر دوبارہ اسی شکل پر آگیا ہے۔ جیسا اس دن تھا۔ جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

Marfat.com

حقیقت میں اللہ کے نزدیک اس کی تقدیر میں سال کے' اس دن س بارہ مہینے ہی تھے۔ جب کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان میں چار حرمت کے مہینے ہیں۔ تین پے درپے اور ایک منفرد ذوالعقدہ' ذوالحجہ اور محرم۔ اور قبائل مضر کا رجب۔ جو جمادی آلاخرہ اور شعبان کے بیچ آتا ہے۔ ہاں تو کیا میں نے اللہ کا پیغام آپ کو پہنچا دیا؟

لوگوں کی بیک آواز بلند بے شک آپ نے پہنچا دیا جیسا کہ حق تھا۔ آسمان کی طرف سر اٹھا کر اور انگلی کی شہادت اٹھاتے ہوئے اے اللہ گواہ رہنا۔

اے لوگو! بے شک تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے۔ اور تمہارا ان پر حق ہے۔ تمہارا حق تو ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر تمہارے سوا کسی اور کو (بدکاری کے لیے) روندنے نہ دیں' اور تمہارے گھروں میں کسی ایسے شخص کو داخل نہ ہونے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو' بغیر تمہاری اجازت کے' اور یہ کہ بیویاں کوئی فحش کام نہ کریں' لیکن اگر وہ ایسا کریں تو بے شک اللہ نے تمہیں پورا حق دیا ہے کہ ان کو منع کر دو اور ان کو بستروں میں سزا کے طور پر تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو لیکن ایسی مار جو سخت نہ ہو۔ اگر وہ فحش سے رک جائیں اور تمہاری بات مانیں تو تم پر واجب ہے کہ ان کو رسم و رواج کے مطابق مناسب غذا اور لباس مہیا کرو اور بیویوں سے اچھا برتاؤ کے متعلق تاکید کو سنو۔ کیونکہ حقیقت میں وہ تمہارے ماتحت ہوتی ہیں۔ ہاں تو کیا میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا لوگوں نے بیک آواز بلند کہا۔ بے شک پہنچا دیا جیسا کہ پہنچانے کا حق تھا۔

آپ نے کہا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔

اے لوگو تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور کسی مومن کے لیے اس کے بھائی کا مال حلال نہیں۔ بغیر اس کی رضامندی کے۔

ہاں کیا میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔

لوگوں نے بیک آواز کہا۔ بے شک آپ نے پہنچا دیا۔

آپ نے فرمایا اے اللہ۔ گواہ رہنا۔

Marfat.com

لوگو میرے بعد کافرین کہ ایک دوسرے کی گردن ہرگز نہ مارنا' میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اگر تم ان کو تھامے رہو گے تو کبھی بھٹکنے نہ پاؤ گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ تو ہاں کیا میں نے خدا کا پیغام پہنچادیا۔ بیک آواز آئی۔ ہاں بے شک آپ نے پہنچادیا۔ آپ نے گردن اوپر اٹھائی اور کہا اے اللہ گواہ رہنا۔

اے لوگو۔ بے شک تمہارا رب بھی ایک ہے۔ اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور حضرت آدم مٹی سے بنے ہیں۔ تم میں سے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر' کسی عجمی کو کسی عربی پر' کسی کالے کو گورے پر' کسی گورے کو کالے پر بجز تقویٰ کے کوئی فضیلت نہیں ہے۔

لوگو۔ ہاں تو کیا میں نے خدا کا پیغام آپ کو پہنچادیا۔

لوگ بیک آواز بولے' ہاں آپ نے بے شک پہنچادیا۔

آپ نے فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔

پھر فرمایا۔ اے لوگو ہر حاضر شخص غیر حاضر شخص تک میری یہ باتیں پہنچادیں۔
اے لوگو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کے لیے مرنے والے کی میراث میں اس کا حصہ مقرر کیا ہے۔ کسی وارث کے لیے کوئی مزید وصیت نہیں ہے۔ اور وصیت (ترکے میں) ایک تہائی سے زیادہ کے لیے درست نہ ہے۔ اور زناکار کو پتھراؤ کیا جائے گا۔ اور جو اپنے باپ کے سوا کسی اور سے نسب کا پلانے موٰلی کے سوا کسی اور کے موٰلی ہونے کا دعویٰ کرے تو اس پر اللہ' اس کے فرشتوں' اور سارے لوگوں کی لعنت ہو۔ ایسے شخص سے (قیامت کے دن) نہ کوئی معاوضہ قبول ہو گا اور نہ (فعل کے) کوئی مثل چیز۔
والسلام علیکم (الوثائق السابیہ)

طبرانی کی روایت کے مطابق آپ نے یہ بھی کہا۔

لوگو میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔
اس لیے اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت کی نمازیں پڑھو۔ رمضان کے روزے رکھو' اپنے انتظامی افسروں کی اطاعت کرو' تو اپنے رب کی

Marfat.com

جنت میں داخل کیے جاؤ گے۔

خطبہ سے فارغ ہوئے آیت قرآن نازل ہوئی۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دنیا (المائدہ)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔

بلال نے اذان دی اور پھر اقامت کہی۔ اور دو رکعت نماز ظہر پڑھائی گئی۔ پھر اقامت کہی گئی اور دو رکعت نماز عصر پڑھائی گئی۔ دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں جمع تقدیم کے طور پر اکٹھا کر دی گئیں۔ جائے وقوف پر تشریف لائے اور قبلہ رخ ہو کر کافی دیر تک تشریف فرما رہے۔ جب سورج غروب ہو گیا اور زردی کچھ غائب ہو گئی تو پھر روانہ ہو کر مزدلفہ تشریف لائے اور وہاں مغرب اور عشاء کے نمازیں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ادا کیں۔ درمیان میں کوئی دوسری نماز نہ پڑھی اور اس کے بعد آرام کے لیے لیٹ گئے۔ طلوع فجر تک آرام کیا۔ صبح تڑکے نماز فجر پڑھی اور مشعر حرام آ گئے اور وہاں پر قبلہ رخ ہو کر دعا، تکبیر، تہلیل اور توحید کے کلمات کہتے رہے۔ یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا۔ سورج طلوع ہونے سے قبل ہی منیٰ کے لیے روانہ ہو گئے۔ جمرہ کبریٰ پر آ کر سات کنکریاں ماریں۔ آپ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے اور برابر تلبیہ کہتے رہے۔ کنکریاں مارنے کے ساتھ ہی تلبیہ کہنا ختم کر دیا۔ اسی مقام پر آپ لوگوں سے کہہ رہے تھے۔

"مجھ سے اپنے اعمال حج سیکھ لو غالباً اپنے اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں۔"

پھر منیٰ میں لگائے گئے پڑاؤ میں واپس آ گئے اور اپنے دست مبارک سے ایک سو میں سے تریسٹھ اونٹوں کی قربانی کر دی۔ باقی اونٹ حضرت علی نے قربان کیے اور پھر آپ کے حکم سے ہر اونٹ کا ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر ہانڈی میں ڈالا گیا اور پکنے کے بعد سب کے ساتھ آپ نے مل کر اسے تناول کیا اور شوربا پیا گیا۔

قربانی سے فارغ ہوئے تو آپ نے حجام کو بلایا اور سر کا داہنا حصہ اسے دیا اس نے

Marfat.com

مونڈ کر ایک ایک دو دو بال لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ پھر بایاں حصہ مونڈا اور اس کے بال ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔ اس کے بعد آپ نے کپڑے پہنے' خوشبو لگائی اور سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لے گئے۔ اور طواف افاضہ کیا۔ اس موقع پر صفا و مروہ کی سعی نہیں کی۔ پھر نماز ظہر پڑھ کر بنو عبد المطلب کے پاس آئے۔ وہ لوگ آب زمزم پلا رہے تھے آپ نے انہیں فرمایا۔

بنو عبد المطلب! تم لوگ پانی کھینچو۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پانی پلانے کے اس کام میں تمہیں مغلوب کر دیں گے تو میں بھی تم لوگوں کے ساتھ کھینچتا۔"

ان لوگوں نے آپ کو ایک ڈول پانی دیا اور آپ نے اسے پیا اور واپس منیٰ چلے آئے۔ 11' 12' 13 کے ایام تشریق میں آپ برابر تینوں جمرات کو سورج ڈھلنے کے بعد کنکری مارتے رہے پہلے جمرہ صغریٰ پھر جمرہ وسطیٰ اور جمرہ کبریٰ پر جمرہ کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے۔ آپ نے دسویں ذی الحجہ کے خطبہ کے بعد ایام تشریق کے درمیان 12 ذی الحجہ کو بھی خطبہ دیا۔ جس میں خطبہ عرفہ کی باتوں کی تاکید فرمائی اور مزید نصیحتیں بھی کیں۔ ایام تشریق کے درمیانے دن یعنی 12 ذی الحجہ کو خطبہ سے پہلے سورۃ نصر نازل ہوئی۔ 13 ذی الحجہ کو منگل اور ایام تشریق کا یہ آخری دن تھا۔ چنانچہ آپ نے جمرات کو کنکریاں مار کر منیٰ سے کوچ فرمایا۔ "ابطح" کے مقام پر ظہر' عصر' مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھیں اور وہیں سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی عبد الرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ بھیجا کہ وہ انہیں تنعیم سے عمرہ کرا لائیں۔ چنانچہ انہوں نے احرام باندھا اور عمرہ کیا اور صبح کے قریب واپس پہنچ گئیں اور اس کے ساتھ وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ آپ وہاں سے سوار ہو کر خانہ کعبہ تشریف لائے طواف وداع کیا فجر کی نماز پڑھی اور پھر زیریں مکہ سے نکل مدینہ کی طرف محو سفر ہو گئے۔

مدینہ جب نظر آیا تو آپ نے تین بار تکبیر کہی اور پھر فرمایا۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تعریف' وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم پلٹنے

Marfat.com

والے' توبہ کرنے والے' عبادت گزار' سجدہ کرنے والے' اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا' اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا ساری جماعتوں کو شکست دے۔

ملا رفیق الاعلیٰ:

مدینہ واپس پہنچ جانے کے بعد آپ کے معمولات میں حمد و تسبیح کے مشاغل بڑھ گئے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے سورہ النصر میں حکم دے دیا تھا۔ تیس سال پہلے مکہ کی سرزمین سے شروع ہونے والی دعوت انتہائی نامساعد حالات سے گزر کر اب سراسر کامیابی پر پہنچ گئی تھی۔ لوگ فوج در فوج حلقہ بگوش اسلام ہو رہے تھے۔ حجتہ الوداع کے موقع پر لاکھوں مسلمانوں کا جم غفیر آپ کی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے وعدے کی سچائی کا ایک عملی ثبوت تھا۔ آپ نے سب کچھ کھلی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا۔ اور اب اسی لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان آگیا۔ کہ اب دین کی تکمیل ہو گئی۔ لوگوں کا فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہونے لگ گئے۔ اللہ کی مدد و نصرت کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اب مشن بعثت مکمل ہو گیا۔ اسی لیے اب شکران نعمت کا تذکار واجب ہے۔ اس کی تسبیح و تقدیس کرنا ہو گی۔ چنانچہ اب سفر آخرت کی تیار کے آثار ہویدا ہونے لگے۔ اپنی صاجزادی فاطمہ سے فرمایا۔

"فاطمہ: تیرے باپ کا وقت آگیا ہے۔ یہی بیماری سفر واپسیں کا سبب بنے گی۔"

حضرت معاذؓ کو عین رخصت کرتے ہوئے فرمانے لگے۔

"معاذ! اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو گے۔ میری اس مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے۔"

حجتہ الوداع کے خطبہ میں کہہ دیا۔

"اگلے سال تم لوگوں سے نہ مل سکوں گا' اس لیے مجھ سے مناسک حج اچھی طرح سیکھ لو۔"

اوائل صفر 11 کے دن تھے۔ آپ مقام احد تشریف لے گئے۔ شہدائے احد کے لیے اس طرح دعا کی کہ گویا زندوں اور مردوں سے رخصت ہو رہے ہیں۔ واپس آکر

Marfat.com

منبر پر بیٹھ کر فرمانے لگے۔

"میں تمہارا پیش رو ہوں اور تم پر گواہ ہوں۔ اللہ کی قسم اس وقت اپنا حوض دیکھ رہا ہوں' مجھے زمین اور زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئے ہیں۔ واللہ مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ اس کا اندیشہ ہے کہ دنیا میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی دوڑ میں لگ جاؤ گے۔"

ابو رافع کو ساتھ لیے جنت البقیع پہنچے۔ اور اہل قبور سے بولے:۔

السلام علیکم اہل المقابر! دنیا والوں کے مقابلے میں تم جس حال میں ہو وہ تمہیں مبارک ہو دنیا میں فتنے اس طرح چھا رہے ہیں جس طرح آسمان پر تاریکی کے بادل ایک دوسرے پر اُمڈتے چلے آ رہے ہوں ہر پہلے بادل سے دوسرا بادل زیادہ سیاہ ہے۔"

اور پھر ابو رافع کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

ابو رافع! مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کے ساتھ ساتھ جنت دے کر اختیار دیا گیا ہے کہ دونوں میں جسے چاہوں پسند کرلوں۔ میں نے جنت کو پسند کرلیا ہے۔" واللہ مجھے اپنے رب سے ملاقات اور جنت زیادہ پسند ہے۔

اور پھر اہل بقیع کی مغفرت کی دعا کرتے ہوئے واپس ہو جاتے ہیں۔

ماہ صفر 11 کا آخری دو شنبہ تھا۔ ایک جنازے کے ساتھ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ واپس تشریف لائے تو آتے ہی حضرت عائشہؓ سے کہنے لگے۔

"عائشہ! ہائے میرا سر: شدید درد ہو رہی ہے۔" اور ساتھ ہی جسم پر بخار کی تپش بھی محسوس ہو رہی ہے۔"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ (جسم مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے) آرام فرمائیے۔ یہ تو بخار بہت تیز سے بڑھ رہا ہے۔"

بیماری کی ابتدا تھی۔ آپ حسب معمول ازواج مطہرات کے ہاں باری باری قیام

Marfat.com

فرماتے رہے۔ ایک دن حضرت میمونہ کے گھر تھے کہ مرض شدت اختیار کرگیا۔ بے قراری سے پوچھنے لگے کہ کل میں کہاں رہوں گا۔ ازواج مطہرات نے آپ کی خواہش کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ جہاں چاہیں رہیں۔ آپ کی صحت اور خوشی ہی ہمارا مقصود ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت فضل بن عباس جب تک قوت رہی مسجد میں نماز پڑھانے جاتے رہے۔ ایک دن جب بیماری زور پکڑ گئی تو فرمانے لگے۔

"عائشہ! مجھ پر سات مشکیزے پانی ڈالو تاکہ بیماری کی شدت کم ہو اور میں لوگوں کو وصیت کرسکوں۔"

چنانچہ حضرت حفصہ کی ایک لگن میں بٹھا کر آپ پر پانی کے مشکیزے ڈالے گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے اشارہ سے فرمادیا کہ کام پورا ہوگیا۔ اس کے بعد آپ مسجد تشریف لے گئے۔ انہیں نماز پڑھائی اور خطبہ فرمایا۔

لوگو۔ غور سے سنو۔ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کرام اور بزرگوں کے مزارات کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے۔ تم لوگ مقابر کو مساجد نہ بنایا۔ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ لوگو۔ یہود نصاری پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ اور تم لوگ میری قبر کو بھی بت نہ بنایا کہ اس کی پوجا کی جائے۔

مہاجرین سنو۔ انصار کے ساتھ تم ہمیشہ بھلائی کرنا ان لوگوں نے میری مدد کی۔ تم بھی اپنے اوپر احسان کرنے والوں کے احسان کرنا۔ اور ان غلطیوں سے درگزر کرنا۔

صحابہ کرام کو جب رنجیدہ ہوتے دیکھا تو فرمایا۔

لوگو! میری موت سے کیوں ڈرتے ہو کوئی نبی اپنی امت میں ہمیشہ نہیں رہا۔ سب کو خدا کے ہاں جانا ہے۔ اور سنو۔ کسی کا اگر مجھ پر کوئی قرض ہو تو وہ میرے مال سے لے لے اور اگر مجھ سے کسی کے ساتھ زیادتی ہوگئی ہو تو وہ آج مجھ سے بدلہ مانگ لے اور اس بات کا خوف نہ کرے کہ میں دل میں ناراض ہوں گا۔"

یہ سن کر لوگ زاروقطار رونے لگ گئے۔ ایک شخص نے اس موقع پر کہا یا رسول اللہ آپ پر میرا تین درہم کا قرض ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ اسی وقت ادا کردیا۔

Marfat.com

پھر آپ نے فرمایا۔
"ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا کہ وہ دنیا کی چمک دمک اور زیب و زینت میں سے جو چاہے لے لے۔ یا اللہ کے پاس جو کچھ اسے اختیار کر لے تو بندے نے اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کر لیا ہے۔"

یہ سن کر حضرت ابو بکر زارو قطار رونے لگ گئے اور فرمانے لگے یا رسول اللہ "ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔"

حضرت ابو بکرؓ کے اس طرح زارو قطار رونے پر دوسرے صحابہ کرامؓ کو بڑا تعجب ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لوگو! ابو بکر مجھ سے بہت محبت کرنے والا اور مجھ پر فدا ہونے والا تم میں موجود ہے۔ اگر میں کوئی دوست انتخاب کرتا تو اسی کو کرتا مگر اسلام نے قریب تر اخوت ان کے ساتھ قائم کر دی ہے۔ اب ابو بکر کے سوا تمام لوگوں کے دروازے جو مسجد کے صحن میں کھلتے ہیں بند کر دیئے جائیں۔ اور اس حکم کے ساتھ ہی منبر سے اتر آئے۔ یہ بدھ کے روز کی گفتگو تھی۔ جمعرات کے روز بیماری نے پھر شدت اختیار کر لی۔ نماز پڑھانے تشریف نہ لے جا سکے تو حکم دیا کہ ابو بکر سے کہو کہ وہ امامت کرے۔ حضرت عائشہؓ فرمانے لگیں۔ "میرے ابو تو بڑے رقیق القلب ہیں وہ تو بہت روتے ہیں۔ ان کی آواز جماعت تک نہ پہنچ سکے گی۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کو حکم پہنچا دیا جائے چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھائی۔ اور اس طرح ایام علالت میں حضرت ابو بکرؓ نے کل سترہ نمازیں پڑھائیں۔

ہفتہ یا اتوار کو قدرے افاقہ ہوا تو دو آدمیوں کی مدد سے مسجد نبوی پہنچے۔ در آئی لے کر حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابو بکر پیچھے گھٹنوں پر ہٹنے لگے تو آپ نے اشارہ سے روک دیا اور آپ ان کے بائیں پہلو میں تھوڑا سا آگے بیٹھ گئے۔ ابو بکر نے آپ کی اقتدا کی اور نمازیوں نے ابو بکر کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ حضرت ابو بکر اور دیگر صحابہ کرام آپ کے اس طرح سنبھلنے پر بڑے خوش ہوئے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے کچھ دیر کے لیے اپنے بچوں کے سامنے کے لیے اجازت چاہی جو دے دی گئی۔ اس

Marfat.com

موقع پر آپ نے منبر پر جا کر فرمایا۔

لوگو! آگ بھڑکا دی گئی ہے اور فتنے سامنے آ رہے ہیں اس طرح جیسے کالی رات کے سیاہ بادل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آتے ہیں۔ واللہ تم لوگ کسی طرح بھی میری گرفت نہیں کر سکتے۔ میں نے اس چیز کو تمہارے لیے حلال و جائز قرار دیا جسے خدا نے حلال فرمایا۔ اور اسے حرام کیا جو قرآن نے حرام و ناجائز ٹھہرایا۔

پھر شہدائے بدر کی مغفرت کی دعا کی اور پھر فرمایا۔

لوگو! میں تمہارے سامنے خدائے وحدہ' لاشریک کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ لوگو! میری نظر میں تم میں ہر سب سے محبوب وہ شخص ہے جو اپنا واجب الادا حق دنیا ہی میں مجھ سے لے لے۔ میں نے اگر کسی کی پشت پر کوڑا مارا ہو تو یہ میری پشت موجود ہے۔ حق دار آگے بڑھے۔ اگر میں نے کسی کو برا بھلا کہا ہو تو یہ میں خود ہوں' آ کر بدلہ لے لو۔ میری طرف سے کسی کو بغض و عداوت کا شبہ نہ ہونا چاہئے۔ اس لیے کہ میری فطرت اور میری شان نبوت اس سے بلند تر ہے۔ حق دار اپنا حق مجھ سے لے لے تاکہ میں خوشی اور اطمینان کے ساتھ اپنے رب سے جا ملوں۔

صحابہ کرام آپ کی اس گفتگو سے زارو قطار رونے لگے۔ مسجد نبوی سے باہر بھی صحابہ کرام جمع ہونے لگ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی دل گرفتگی دیکھ کر فرمایا۔

خوش آمدید مسلمانو۔ اللہ تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ تمہاری شکستہ دلی دور کرے۔ تمہیں رزق اور بلند مرتبے فرمائے تمہیں امن و عافیت سے سلامت رکھے۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ ہی کو تم پر خلیفہ بناتا ہوں۔ تمہیں اسی کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے ڈراتا ہوں میں بشیر و نذیر ہوں خدا نے میرے اور تمہارے لیے فرمایا ہے یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں اپنی برتری اور فساد نہیں چاہتے اور خوش انجامی صرف پرہیزگاروں کا حصہ ہے۔

Marfat.com

پھر آپ نے تین وصیتیں کیں۔

1۔ یہود و مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دیا جائے۔

2۔ باہر سے آنے والے وفود کی اسی طرح عزت و توقیر ہو جو میرا معمول تھا۔

3۔ نماز نماز اور تمہارے زیر دست۔

اس کے بعد آپ کی حالت پھر کمزور پڑنے لگی' چنانچہ آپ کو بستر پر لٹا دیا گیا۔ حضرت عائشہؓ نے آپ کو اپنے سینے اور گلے کے درمیان سہارا دے کر ٹیک لیا۔ اسی دوران حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر آئے تو ان کے ہاتھ میں کھجور کی تازہ شاخ کی مسواک تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک بڑے اشتیاق سے دیکھی تو حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں کہ آپ اسے چاہتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ نے آپ سے پوچھا تو آپ نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! چنانچہ حضرت عائشہؓ نے مسواک لے کر چبائی اور نرم کرکے آپ کو دی۔ آپ نے اس سے اچھی طرح مسواک کی۔

پھر حضرت فاطمہ کو بلایا اور کچھ سرگوشی کی رونے لگیں۔ پھر کچھ سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ نے جب یہ راز پوچھا تو وہ ٹال گئیں۔ پھر حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلا کر چوما اور ازواج مطہرات کو بلا کر وعظ و نصیحت کی۔

اب لحہ بہ لحہ تکلیف بڑھنی لگی۔ آپ نے چہرے پر ایک چادر ڈال لی۔ لیکن جب سانس پھولنے لگتا تو وہ چادر ہٹا دیتے۔ جب بخار کی گرمی زیادہ ہوتی پانی کے کٹورے میں اپنے دونوں ہاتھ بھگو کر چہرہ پونچھتے اور فرماتے جاتے۔

لاالہ الااللہ ان للموت سکرات

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور موت کے لیے سختیاں ہیں۔

پھر حضرت عائشہ سے کہنے لگے کہ عائشہ! مجھے شرم آئے گی کہ جب میں اپنے رب سے ملوں تو گھر میں یہ دولت ہو۔ عائشہ انبیاء کا ترکہ نہیں ہوتا۔ یہ سب گنیاں خیرات کردو۔

حضرت عائشہؓ: بہتر یا رسول اللہ میرے سرتاج۔ ابھی خیرات کئے دیتی ہں۔ پھر آپ ﷺ بولے۔

اے اللہ مجھے فقر کی حالت میں موت سے تونگری میں نہیں۔ خدایا میرا حشر بھی

Marfat.com

مساکین کے زمرے میں کرنا۔ اور ساتھ ہی تکلیف سے آپ کی آواز بھرا گئی تو حضرت فاطمہ تڑپ کر بولیں: ہائے میرے باپ کی تکلیف اور یہ بے چینی۔۔۔

آپ ﷺ بولے۔ بیٹی! آج کے بعد تمہارا باپ کبھی بے چین نہ ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ہی زیرلب آپ آیات پڑھنے لگے۔ نگاہیں چھت پر لگ جاتیں ہیں اور زیرلب بولنے لگتے ہیں جسے حضرت عائشہ سننے کے لیے کان لگاتی ہیں۔ آپ فرما رہے ہوتے ہیں۔

"ان انبیاء صدیقین اور صالحین کے ساتھ جنہیں تو نے انعام سے نوازا اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے۔

اے اللہ رفیق اعلیٰ۔

آخری فقرہ تین بار دہرایا۔ اور اسی کے ساتھ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ ہاتھ جھک گیا۔ اور آپ رفیق اعلیٰ کے حضور جا ملے۔

یہ دو شنبہ کا دن تھا۔ ربیع الاول کی 12 تاریخ اور ہجرت کا گیارہواں سال۔ آپ کی عمر تریسٹھ سال ہوئی۔ اس روز سال عیسوی کی 3 جون 632 تاریخ تھی۔

(اِنا للہ و اِنا اِلیہ رَاجعون)

اس حادثہ جانکاہ کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ صحابہ کرام کے لیے آپ کا اس طرح جہاں آخر سدھار جانا انتہائی غیر متوقع تھا۔ ان کی دنیا تو تاریک ہو گئی۔ قریب تھا کہ وہ حواس و خرد کی صلاحیتیں کھو بیٹھتے۔ رو رو کر ہلکان ہونے لگے۔ حضرت عمرؓ سے تو یہ برداشت ہی نہیں ہو رہا تھا کہ کوئی یہ کہے کہ آپ کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا ہے۔

آپ کھڑے مسجد میں فرما رہے تھے کہ لوگو سنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک وفات نہ پائیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کر لے اور میں اس شخص کو کاٹ ڈالوں گا جو یہ کہے گا کہ آپ وفات پا گئے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ جو "سخ" میں بچوں سے ملنے کے لیے چلے گئے تھے۔ یہ خبر سن کر فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر آ پہنچے۔ اتر کر مسجد نبوی گئے۔ لوگوں سے کوئی بات نہ کی سیدھے حضرت عائشہ کے حجرہ میں گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد

Marfat.com

فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک دھاری دار یمنی چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی آپ کو چوما اور روتے ہوئے فرمایا۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ پر لکھ دی تھی' وہ آپ کو ہو چکی۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر باہر تشریف لائے اور کہا۔ عمر بیٹھ جاؤ۔ لیکن حضرت عمر نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر ان کے اس رویہ کو نظر انداز کر کے منبر کے پاس آ گئے۔ اور اس کے بازو کے ساتھ کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہونے لگے۔ حضرت عمر اور دوسرے صحابہ کرام بھی آپ کی ہی طرف آ کر جمع ہونے لگ گئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا۔

حمد و صلواۃ کے بعد۔ لوگو تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوجا کرتا تھا (وہ جان لے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موت واقع ہو چکی ہے۔ اور تم میں سے جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا' تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

محمد نہیں ہیں مگر اللہ کے رسول۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ تو کیا اگر ان کی موت واقع ہو جائے یا وہ قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑی کے بل پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑی کے بل پلٹ جائے تو وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا' اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو اجر دے گا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔

واللہ ایسا لگتا تھا کہ لوگوں نے (پہلے) جانا ہی نہ تھا کہ اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' نے اس کی تلاوت کی تو سارے لوگوں نے ان سے یہ آیت اخذ کی اور تب میں جس کسی انسان کو سنا تو وہ اس کی تلاوت کر رہا ہوتا۔

حضرت عمر کا ارشاد ہے کہ واللہ میں نے جوں ہی حضرت ابوبکر کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا تو جان گیا۔ کہ یہ برحق ہے۔ پس میں ٹوٹ کر رہ گیا حتیٰ کہ میرے پاؤں مجھے اٹھا ہی نہ رہے تھے' اور میں زمین کی طرف لڑھک گیا۔ اور میں جان گیا کہ واقعی

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے۔

منگل کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا۔

حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ کے دو صاحبزادوں فضل اور قثم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شقران، اسامہ اور حضرت اوس بن خولیؓ نے غسل دیا۔ حضرت سعد بن چشمہ کے کنویں سے پانی لے کر اس میں بیری کے پتے ڈال کر اسکے ساتھ تین بار غسل دیا گیا۔ اور پھر دو سفید لمبی چادروں میں لپیٹ کر کفنایا گیا جبکہ ایک چادر اوپر ڈال دی گئی۔ ابو طلحہ نے اس جگہ قبر کھودی جہاں پر آپ کی وفات ہوئی تھی، یہ حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا۔ قبر لحد والی تھی۔ چارپائی قبر کے قریب رکھ دی گئی۔ اور پھر دس دس صحابہ کام آتے گئے اور فرداً فرداً نماز پڑھتے گئے۔ سب سے پہلے آپ کے خاندان نے پھر مہاجرین، پھر انصار، پھر بچے اور پھر عورتوں نے نماز پڑھی۔ کوئی امام نہ تھا۔ منگل کا پورا دن اور بدھ کی پیشتر رات جنازہ میں بیت گئی۔ رات کے اواخر میں جس مبارک سپردِ خاک کیا گیا۔

اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت
علی ابرھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید
اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت
علی ابرھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید

مملوکات و تروکات نبوی:

روایات صحیحہ کے مطابق ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ چھوڑا وہ برائے نام تھا۔ اور اپنی حیات مبارکہ میں فرمادیا کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا کہ مجھے اس سے شرم آئے گی کہ جب میں اللہ رب العزت کے حضور پہنچوں تو یہ دنیوی اشیاء موجود ہوں۔ یہ سب خیرات کردو چنانچہ وہ صدقہ کردیا گیا۔ اور اس طرح کوئی درہم، دینار، غلام یا لونڈی نہ چھوڑی۔ صرف ایک سفید خچر جو شاہ مقوقس نے ہدیتاً پیش کیا تھا، وہ بچا اس کا نام قید تھا۔ یہ دلدل کے نام سے بھی معروف تھا۔ اس کے علاوہ اسلحہ اور زمین جو آپ کے

Marfat.com

زیر مصرف رہے وہ بھی آپ نے صدقہ کر دیئے۔ تاہم آپ کے زیر استعمال رہنی والی اشیاء کی تفصیل فہرست بطور ترک پیش کی جاتی ہے۔

(الف) گھوڑے: (1) سکب (2) سبحہ (3) مرتجز (4) نزاز (5) ظرب (6) لحیف (7) ورد (8) قصواء (تیز رفتار اونٹنی)

(ب) گدھا یا خچر: (1) دلدل (2) عفیر۔

(ج) اراضیات: (1) مدینہ کی زمین سے بنو نضیر کے نخلستان جو اتفاقیہ مصارف کے لیے وقف تھے۔

: (2) خیبر کی زمین سے کوئی قطعہ آپ کے پاس نہ تھا تاہم لگان کی مجموعی آمدنی کا خمس آپ کے لیے مخصوص تھا۔ اسی رقم سے ایک حصہ ازدواج مطہرات کے لیے تھا جبکہ باقی مہاجرین پر صرف ہوتا تھا۔

: (3) فدک کی آمدنی مسافروں کے لیے وقف تھی۔

(د) اسلحہ جات: 1 تلواریں: (1) ماثور (ترکہ پدری کی یادگار تلوار) 2۔ عضب 3۔ زوالفقار 4۔ قلعی 5۔ بتار 6۔ حتف 7۔ مخزم 8۔ قضیب 9۔ رلوب (ملکہ سبا کی حضرت سلیمان کو نذر کی جانے والی تلواروں میں سے یادگار تھی) 10۔ تیعہ 11۔ صمصامہ

(ہ) زرہیں: (1) ذات الفضول (2) ذات الرشاح (3) ذات العواشی (4) سفدیہ (5) فضہ (6) تبسرا (7) فرنق

(و) ڈھالیں: (1) زلوق (2) عقاب

(ز) مغفر: (1) السبوع (2) الموشع

(ح) نیزے: (1) اشوئی (2) مثنیٰ (3) عنزہ (4) (5)

(ط) کمانیں: (1) زرداء (2) روحاء (3) بیضاء (4) صغراء (5) سواد (6) شداد (7) کتوم

Marfat.com

(ی) ترکش: (1) فور

(ک) علم: سفید سیاہ اور سبز متعدد علم تھے۔ مشہور سیاہ علم عقاب تھا۔ اس پر کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ ایک دوسرا سفید علم دینتہ تھا۔

(ل) عصا: دستی لکڑیاں متعدد تھیں نام چند ایک مندرجہ ذیل مشہور تھے۔
(1) الیمین (2) عرجون (3) ممشوق (4) محجن

خطاط: بالوں کا بنا یہ خیمہ تھا۔ اس کا نام الکن تھا۔

لباس: (1) لباس میں تین جبے تھے جن کا استعمال غزوات میں ہوتا تھا۔
2۔ ایک سیاہ عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا۔ فتح مکہ کے دن یہی سر پر تھا۔
3۔ چاندی کی انگوٹھی جس پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ نقش تھا۔

ظروف: (1) الصادرہ (کوزہ) (2) قاب (رکابی) جس کا نام العقبہ تھا۔
(3) الریان (پیالہ) (4) مغیثب (پیالہ)
(5) دو لکڑی کے پیالے (6) کانچ کا پیالہ
(7) پتھر کا طشت (8) آہنی ٹب جس کا نام مخضب تھا۔
(9) قصعہ (لکڑی کا دزی کٹھیلا) (10) الغرار (کھانے کا برتن)

متفرقات: ایک تھیلی میں متفرق ضروریات جو سفر و حضر میں رہتی تھی۔
(1) آئینہ (مولولہ مدلہ) کنگھی جو کچھوے کی پشت کی ہڈی سے بنی تھی۔
(2) سرمہ دانی (3) سوئی ڈور
(4) قینچی موسومہ الجامع (5) تیل کی کپی
(6) مسواک

تخت چوبی: اسعد بن زرار کا نذر کیا ہوا تخت جس کے پائے ساج کے بنے تھے۔ آپ کا جسد اطہر بوقت جنازہ اسی پر تھا۔

مسکن: (1) مکہ معظمہ کا موروثی مکان حضرت علیؓ کے بھائی حضرت عقیل کے قبضہ میں

Marfat.com

رہا۔

(2) مدینہ طیبہ میں ازواج مطہرات کی نسبت سے نو حجرے تھے۔

(3) سامان آرائش میں ایک چادر تھی۔

(4) روزانہ کی ضروریات میں ایک چارپائی' بستر میں چمڑے کا ایک گدا اور تکیہ تھا۔

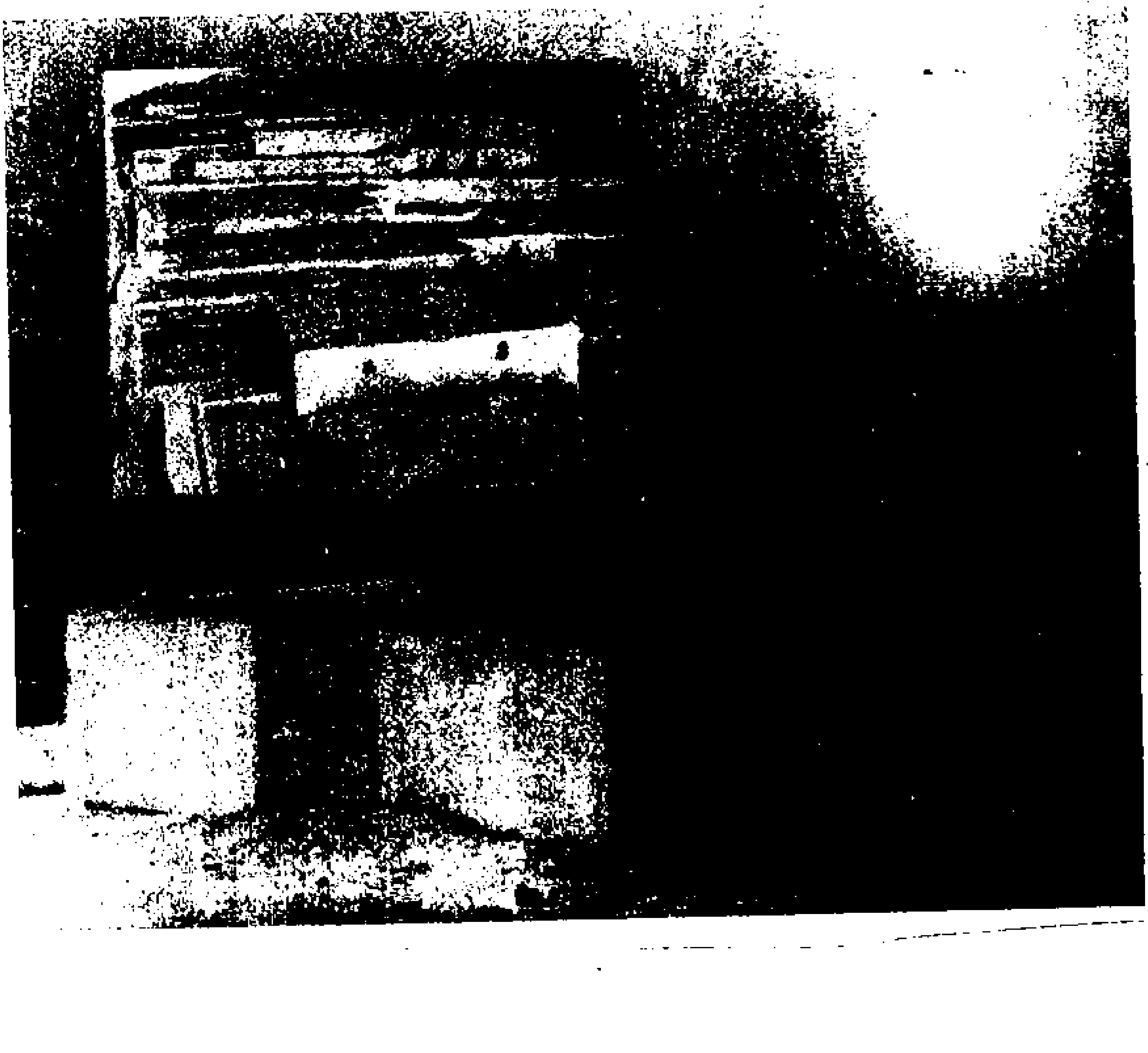

Marfat.com

Marfat.com

اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بشارات کتب مقدسہ:

(1) **حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارتیں:** میں نے اسمٰعیل کی واسطے تیری بات سنی ہاں میں اس کو بہت برکت دوں گا اور بہت آبرومند کروں گا اور افزائش دوں گا بوسیلہ ماد ماد (محمد) کے اور اس سے بارہ بیٹے ہوں گے اور میں اس میں بڑی امت بناؤں گا۔ (توریت: کتاب استثنا باب 18)

خدا سینا سے آیا اور شعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنی ہاتھ میں ایک آتشی شریعت تھی۔ میں ساری قوم کو زیر زبر کروں گا۔ اور ساری قوموں کا احمد آئے گا۔ (استثنا باب 23 آیت 2)

(2) **حضرت سلیمان علیہ السلام کی بشارتیں:** دوست میرا قدرے گندم گوں ہزاروں میں سزاوار اس کے سر کا نور الماس کی مانند چمکتا ہے۔ اس کی زلفیں گھونگر والی سیاہ مثل پر زاغ کے اس کی آنکھیں مانند کبوتر کے اوپر طشت پانی کے جس کو دودھ سے دھویا گیا ہو۔ جیسے نگینے اپنے خانوں میں جڑے گئے ہوں۔ اس کے رخساروں پر ریش جیسے خوشبودار بیل چھائی ہوئی بلابی صفحہ پر خوشبو ملی ہوئی ہے۔ اس کے لب پھول کی پنکھڑیاں جن سے خوشبو اڑتی ہے اس کے ہاتھ ڈھلے ہونے کے جواہر کے مانند جھلکتے ہیں۔ اس کا شکم جیسے ہاتھی دانت کی طرح جواہر سے مرصع پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر

Marfat.com

کے ستون سونے کے پایوں پر مستحکم کیے ہوئے' ان کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح درخشاں' وہ جوان ہیں مانند صنوبر کے' وہ نہایت خلیق ہیں۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ میرے دوست ہیں وہ میرے محبوب ہیں اے دختران بیت المقدس۔

(توریت ۔ سعاہ باب: 42)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتیں: یعنی گمان کرے گا ہر شخص کو میں سولی دیا گیا ہوں لیکن یہ اہانت اور مسخرا پن باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ آئے گا محمد رسول اللہ پس جب آئے گا۔ دنیا میں خبردار کرے گا اور تنبہ کرے گا اس کو جو کوئی اس غلطی پر ہو گا۔ اور اٹھا دے گا۔ یہ شبہ لوگوں کے دلوں سے۔ (انجیل یوحنا باب 14 آیت نمبر 15' 16)

زردشتی کتاب سے حضرت سامان پیغمبر کا فرمان:

جب ایرانی ایسے کام کریں گے۔ عرب سے ایک مرد پیدا ہو گا۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' جس کے امتیوں کے ذریعہ ایرانی تاج و تخت حکومت و مذہب سب گرا دیئے جائیں گے۔ اور بڑے بڑے سرکش زبردست لوگ زیردست ہوں گے۔ لوگ دیکھیں گے کہ بت خانہ اور آتش کدہ حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا گھر بتوں سے خالی ہو جائے گا۔ اس کی طرف نماز پڑھیں گے۔ پھر لوگ شہروں کے آتش کدے اور ان کے قرب و جوار میں اور طوس اور بلخ اور بڑے بڑے مقامات اپنے قبضہ میں کر لیں گے۔ اور ان کا شارع سخنود ہو گا جس کی باتیں پیچیدہ ہوں گی۔ (56 تا 61)

ہندوؤں کی کتاب سے بشارات بعثت:

دس ہزار برس تک ولایت ختم ہو گی اس کے بعد پھر کوئی مرتبہ نہ پائے گا۔ ملک عرب میں ایک خوش نما ستارہ ہو گا۔ اچھی شان کی زمین ہو گی اس سے ان ہوئی باتیں ظہور میں آئیں گی۔ ولی اللہ قائم ہو گا۔ سمت بکرماجیت میں سمندروں کی تعداد کے برابر صدی میں پیدا ہو گا۔ اندھیری رات میں مثل آفتاب چمکے گا۔ سلطنت خوف دلا کر

Marfat.com

بت محبت سے کرے گا۔ اپنا مذہب سب کو سمجھائے گا۔ خلیفہ اس کے چار ہوں گے ان کی نسل سے بڑا رعب پیدا ہوگا۔ اس دین کے جاری ہونے سے جو کوئی خدا تک پہنچے گا بغیر محمد ﷺ کے پار نہ ہوگا۔ پھر ایک کامل شخص ہوگا۔ تمام دنیا اس کو مہدی کہے گی۔ اس کے بعد ولایت نہ ہوگی۔ تلسی داس سچ کہتا ہے۔

(پوتھی راماشنگھ رام منفد بیاس جی مترجمہ تلسی داس کانڈ 16 سکنڈ 212)

دعائے حضرت ابراہیم خلیل اللہ:

پروردگار ہمارے اس (آل اسمٰعیل) گروہ میں سے ایک پیغمبر (محمد رسول اللہ) بھیج جو تیری آیات پڑھ کر ان کو سنائے اور کتاب (قرآن) اور حکمت ان کو سکھائے۔ اور (شرک) ان کو پاک کر۔ بے شک تو زبردست حکمت والا ہے۔ (سورہ البقرہ رکوع نمبر16)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری:

اور جب کہا عیسیٰؑ بن مریم نے (بنی اسرائیل) سے 'اے بنی اسرائیل۔ میں اللہ کا رسول ہوں جو تمہارے پاس اپنے سے پہلے کی توریت کی تصدیق کرنے آیا ہوں۔ اور ایک رسول کی خوشخبری دینے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ جب وہ لوگوں کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے گا تو لوگ کہیں گے یہ واضح طور پر جادو ہے۔ (الصف رکوع1)

اللہ کا احسان عظیم بعثت محمدی:

بے شک اللہ نے ایمان لانے والوں پر بڑا احسان کردیا ہے۔ جس نے ان کے درمیان اپنا ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے۔

نبی امی جس کی تعلیم و تربیت وحی الٰہی نے کی:

"پڑھ اپنے خدا کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا۔ اور انسان کو جمے ہوئے خون

Marfat.com

سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب سب سے بڑا کرم والا ہے جس نے قلم کی ساتھ تعلیم د
اور انسان کو وہ باتیں بتائیں جن کو وہ نہیں جانتا تھا۔"
(العلق 1 تا 5)

"ن۔ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ آپ اپنے رب کی نعمت کے بارے میں پریشان اور بدگمان نہ ہوں بے شک تیرے لیے بغیر کسی احسان مندی کے بڑا اجر ہے۔ اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر ہیں۔ اور عنقریب تم اور یہ لوگ سب کچھ دیکھ لیں گے۔" کہ تم میں سے کون راہ سے بھٹکا ہے۔ بے شک تیرا رب زیادہ جانتا ہے کہ کون راہ سے دور بھٹک گیا اور وہی بہتر جانتا کہ راہ راست پر کون ہیں۔ تو ان جھوٹ بولنے والوں کے کہے پریشان نہ ہو۔

"اے رسول جو کچھ تجھے حکم دیا گیا ہے تو اس کے ساتھ حق و باطل کا فرق واضح طور پر بیان کر۔ اور مشرکین کی پروانہ کر۔ اپنے عزیز و اقارب کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور جو ایمان لائیں ان کے ساتھ نرمی اور شفقت کر اور سب سے کہہ دو کہ بے شک میں تو واضح طور پر (اللہ کے عذاب) سے ڈرانے والا ہوں۔"
(الشعراء رکوع نمبر 11)

بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ دو تہائی رات کے قریب اور آدھی رات اور ایک تہائی رات کے بعد تو اٹھتا ہے اور تیرے ساتھ ایک جماعت (صحابہ کرام) بھی اٹھتی ہے۔ اور اللہ ہی رات اور دن کے اوقات کا اندازہ رکھتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ تم اس کا شمار نہیں کرسکتے اس نے تم پر مہربانی کردی ہے۔ اب جتنا کچھ قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو اسے معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ مریض ہوتے ہیں اور کچھ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور کچھ اس کی راہ میں جہاد و قتال کرتے ہیں۔ پس جتنا قرآن باسانی پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہو۔ جو کچھ بھلائی اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے اور وہی سب سے زیادہ بہتر ہوگا۔ اور اسی کا اجر بہت بڑا ہوگا اللہ سے مغفرت مانگتے رہو بے شک اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔
(المزمل آیت 20)

اے نبی کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول نہیں دیا۔ اور تم پر وہ بھاری بوجھ اتار دیا جو تمہاری کمر توڑے ڈال رہا تھا اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آوازہ بلند

Marfat.com

کردیا پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی ہے بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔ لہٰذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مشقت میں لگ جاؤ اور اپنے رب ہی کی طرف راغب رہو۔ (انشراح:1 تا 8)

اے محمد ﷺ ہم نے تم پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت اٹھائے یہ قرآن تو اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ (طٰہٰ آیت 1)

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔ جس کے گرد و نواح کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ اس کو اپنی مہربانیاں دکھلا دیں۔ بے شک وہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔" (بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

"بے شک یہ قرآن راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے جو لوگ اسے مان کر بھلے کام کرنے لگیں انہیں یہ بشارت دیتا ہے ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ (بنی اسرائیل آیت 9)

"تیرا منہ آسمان کی طرف پھیرنا ہم دیکھ رہے پھر ہم ضرور تجھ کو اس قبلہ کی طرف پھیردیں گے جس سے تو راضی ہے پس اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر اور جہاں کہیں تم ہو پس اپنے چہروں کو اس کی طرف پھیر لیا کرو۔" (البقرہ 144)

اطاعت خداوندی کے ساتھ اطاعت رسول کا حکم:

اے ایمان والو تم اللہ کا کہا مانو اور رسول کا کہا مانو اور ان کا حکم مانو جن کو تم پر عامل بنایا گیا ہے۔ جب کبھی کسی امر میں اختلاف آجائے تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ کردیا کرو۔ اگر تمہارا اللہ اور یوم قیامت پر ایمان ہے تو یہ تمہارے لیے سب سے زیادہ بہتر ہے اور اسی کا انجام ہی خوشتر ہوگا۔ (سورہ نساء)

مسلمانوں کے لیے ادب رسول کے احکام:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نبی کے گھر میں مت داخل ہو سوائے اس کے کہ تم کو کھانے کے واسطے بلایا جائے کہ اس کے پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تم کو

Marfat.com

بلایا جائے تو اندر چلے جایا کرو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جایا کرو اور باتوں میں نہ لگ جایا کرو اس سے نبی کو ایذا پہنچتی ہے۔
(احزاب:53)

بلاشبہ نبی ﷺ تو اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات سے زیادہ مقدم ہیں۔ اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔
(الاحزاب:4)

کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے معاملہ میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

(الاحزاب:36)

لوگو محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔
(الاحزاب 40)

اے نبی ہم نے تمہیں گواہ بنا کر' بشارت دینے والا' ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ بشارت دے دو کہ جو ایمان لائے ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا افضل ہے۔ اور ہرگز کفار و منافقین کی کوئی پرواہ نہ کرو ان کی اذیت رسائی کو کچھ نہ سمجھو۔ اللہ پر بھروسہ کرو اللہ کے ذمہ معاملات سپرد کر دینا ہی کافی ہے۔
(الاحزاب:48)

کہہ دو اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو بس اگر تم اس سے پھر گئے تو پھر اسی پر اسی کا بار ہے اور تم اس کے ذمہ دار ہے جس کے تم ذمہ دار تھے۔ اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور اللہ کے رسول پر اللہ کا حکم تمہارے تک صاف صاف پہنچا دینے کے علاوہ کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
(سورہ نور:54)

مومن تو اصل میں وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو دل سے مانیں اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسول کے ساتھ ہوں تو اس سے اجازت لیے بغیر نہ جائیں اے نبی! جو لوگ تم سے اجازت مانگتے ہیں۔ وہی اللہ اور رسول کے ماننے والے ہیں۔

(سورہ نور:62)

مسلمانو! اپنے درمیان میں رسول کے بلاوے کو ایک دوسرے جیسا بلاوا نہ سمجھو۔

Marfat.com

اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ جو تم میں ایسے ہیں۔ ایک دوسرے کی آڑ لیتے ہوئے چپکے سے لرک جاتے ہیں۔ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔ (سورہ نور 63)

رسول ہدایت:

وہ ایسا اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان (قرآن مجید) دیا اور سچا دین (اسلام) دے کر (دنیا) میں بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے اور اللہ کافی گواہ ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (سورہ فتح: 29)

وحی الٰہی:

اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں نہیں بناتے بلکہ ان کا ارشاد اول تا آخر وہی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ (النجم: 4)

مشفق عالم:

اے لوگو تمہارے پاس ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں۔ اس کو تماری تکلیف بڑی گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہارے فائدے کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں اور ایمانداروں کے لیے تو بہت بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔ (الاحزاب: 6)

عمدہ نمونہ:

تم لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (الاحزاب: 28)

Marfat.com

رحمتہ للعالمین:

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (الانبیاء:107)

اسوۂ حسنہ:

اور بے شک آپ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ (القلم:4)

یوم آخرت کی نعمتوں کے مالک:

اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) وہ نعمتیں دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔
(الضحیٰ:5)

حوض کوثر کے مالک:

بے شک ہم نے آپ کو (حوض) کوثر عطا کر دیا۔ (الکوثر:1)

صاحب علم و کتاب:

اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں۔ اور آپ کو وہ باتیں بتلائیں جو آپ نہ جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ (النساء:113)

اللہ اور اس کے فرشتوں کے درود کا سزاوار:

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی آپ پر صلواۃ و سلام بھیجتے رہا کرو۔
(الاحزاب:56)

Marfat.com

انبیائے کرام سے اطاعت محمدی کا عہد

"اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے پختہ وعدہ لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت سے سرفراز کروں' پھر تمہارے پاس میرا رسول آئے جو تمہیں دی گئی کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے پھر فرمایا کیا تم نے اس کا اقرار کیا اور اس بھاری ذمہ داری کو اٹھالیا۔ سب نے اقرار کیا اور گواہی دی کہ اے اللہ تو ہمارے اوپر گواہ رہنا اور میں (اللہ تعالیٰ) تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔"

(آل عمران-81)

جو کوئی اس عہد سے روگردانی کرے گا تو وہی فاسقوں (نافرمانوں) میں ہوگا۔

(آل عمران آیت 82)

ذات رسول سرچشمہ ہدایت

"اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم کفر کرنے لگو حالانکہ تم پر اللہ کی آیات تلاوت کی جا رہی ہوں اور اللہ کا رسول تمہارے درمیان موجود ہو۔ جو کوئی اللہ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑتا ہے پس اسے ضرور بالضرور صراط مستقیم تک ہدایت بخشی جائے گی۔"

Marfat.com

امت محمد خیر امت

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی ہدایت کے لیے نکالی گئی ہو' لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر بھرپور ایمان رکھتے ہو۔"

(آل عمران:110)

غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت

اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی جبکہ تم بہت کمزور تھے۔ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر کرنے والے بنو اور جب (اللہ کا رسول ﷺ) مومنین سے کہہ رہا تھا کہ کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تم پر تین ہزار فرشتوں کو بھیج کر تمہاری مدد کرے (تو سب نے کہا) ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کیے رکھو اور اگر آ دھمکیں کفار تیزی سے تو اسی وقت پانچ ہزار فرشتوں سے تمہارا رب تمہاری مدد کرے جو نشان والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تمہارے لیے بشارت اور اطمینان قلب کے سوا کچھ نہیں بنایا اور مدد سوائے اللہ کے کسی کے پاس نہیں جو غالب اور حکمت والا ہے۔

(آل عمران 126--125)

نرم دل نبی رحمت ﷺ

"پس اللہ کی رحمت سے آپ ﷺ (اپنی امت کے) لوگوں کے لیے نرم دل ہیں اور اگر آپ تند مزاج یا سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد اگرد گھیرا نہ ڈالے ہوتے۔ آپ ان لوگوں کی کوتاہیوں سے درگزر فرماتے رہیں اور ان کی مغفرت کے لیے بخشش طلب کرتے رہیں اور ان سے مشاورت امور رکھیں۔ پس جب آپ کسی کام کا ارادہ کرلیں تو پھر اللہ پر بھروسہ رکھیں بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔"

(آل عمران 159)

Marfat.com

بعثت محمدی ﷺ 'اللہ کا عظیم احسان

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں پر بہت بڑا احسان کیا کہ انہی میں سے اپنا رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے قبل صریح گمراہی میں تھے۔"

(آل عمران 164)

رسول اکرم ﷺ پر اللہ کا فضل خاص

اور اگر آپ پر اللہ کا خاص فضل نہ ہوتا اور اس کی خاص رحمت نہ ہوتی تو ان لوگوں میں ایک جماعت تمہیں راہ راست سے بھٹکانے کے لیے تہیہ کیے بیٹھی تھی۔ یہ اپنی جانوں کو ہی گمراہی میں ڈالے بیٹھے ہیں اور اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت نازل کی ہے اور آپ کو وہ علوم و معارف بتا دیئے ہیں جو پہلے تجھے معلوم نہ تھے اور یہ تجھ پر اللہ کا خاص فضل و کرم ہے۔

(النساء 113)

لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعہ جو اس نے آپ پر نازل کی اور یہ اللہ نے اپنے علم کے ساتھ نازل کی اور فرشتے بھی اس پر گواہ ہیں اور اللہ بطور گواہ ہی کافی ہے۔ "بے شک جو کفر کر رہے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ وہ گمراہ ہوئے اور گمراہی میں دور نکل گئے۔"

(النساء 67-166)

"اے لوگو تحقیق تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ اپنے رب کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ پس ان پر ایمان لے آؤ اور تمہاری بھلائی اسی میں ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو بے شک اللہ ہی کے لیے ہے کہ جو کچھ زمین اور آسمانوں کے اندر پوشیدہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

(النساء 170)

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ اللہ کی کھلی دلیل

"اے لوگو تمہارے پاس ایک کھلی دلیل اپنے رب کی طرف سے آ گئی اور اس نے تمہاری طرف ایک نور روشن نازل کر دیا۔ پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں گے اور اس کے ساتھ چمٹ جائیں گے پس وہی عنقریب اللہ کے فضل اور رحمت سے جنت میں داخل کیے جائیں گے اور اللہ انہیں سیدھی راہ پر گامزن رکھے گا۔" (النساء:175)

"اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور احتیاط کرو۔ اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول ﷺ پر تو صرف آپ کو کھلم کھلا پیغام پہنچا دینا تھا۔(المائدہ:92)

ہمارے رسول پر پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے پھرتے ہو۔ (المائدہ:99)

"اے اللہ کے رسول ان سے کہہ دیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا سوائے اس کے جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ آپ کہہ دیں کہ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں تو کیا تم لوگ غور و فکر نہیں کرتے۔"

(الانعام 50)

"آپ ان سے کہہ دیں کہ مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو۔ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا۔ ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں اور میں ہدایت پانے والوں میں سے نہ ہو سکوں۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ بے شک میں تو اپنے رب کی طرف سے دی گئی روشن دلیل پر ہوں اور تم اس کو جھٹلاتے ہو میرے پاس وہ کچھ نہیں ہے جس کی تمہیں اتنی جلدی ہے۔ حکم صرف اللہ کے پاس ہے وہی حق بیان کرتا ہے اور وہی ذات بہتر فیصلہ کرنے والی ہے۔"

(الانعام 57)

"یہ کتاب مبارک ہم نے نازل کر دی ہے یہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور اس لیے (نازل کیا) کہ تم مکہ والوں کو ڈراؤ اور ان لوگوں کو جو اس کے اطراف و اکناف میں ہیں اور جو لوگ آخرت میں ایمان لائے ہیں

Marfat.com

وہ اس پر بھی ایمان لائیں گے اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے۔" (الانعام:92)

بے شک اگر تمہارے پاس روشن دلیل اپنے رب کی طرف سے اور سراسر ہدایت اور رحمت تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جس نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور ان سے منہ پھیرا عنقریب ہم اپنی آیات سے منہ پھیرنے والوں کو کڑی سزا دیں گے اور منہ پھیرنے کی وجہ سے دردناک عذاب میں ڈالیں گے۔ (الانعام:157)

اہل کتاب کی طرف بشارتیں دینے والا اور ڈرانے والا

"اے اہل کتاب بے شک تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے جو تمہیں میرے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے جبکہ رسولوں کا آنا ایک عرصہ سے بند ہو چکا تھا۔ تاکہ تم لوگ یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس تو کوئی بشارتیں دینے والا یا اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ بے شک وہ بشیر اور نذیر آپ کے پاس پہنچ گیا ہے اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔" (المائدہ:19)

کتاب حق سے فیصلے کرنے کا حکم

اور (اے حبیب ﷺ) ہم نے آپ کی طرف کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے۔ یہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور یہ کتاب ان کی محافظ ہے۔ پس تو (اہل کتاب کے معاملات) اسی کتاب حق سے فیصلے کر دیا کرو جو تیرے اللہ نے نازل کی ہے اور ان کی خواہشات کی کوئی پرواہ نہ کرو جبکہ تمہارے پاس حق آچکا ہے۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور راہ عمل متعین کر دی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ لیکن وہ تمہیں تمہاری طرف نازل کیے گئے احکام میں تم سب کی آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ پس نیکی کرنے کی بابت آگے بڑھو اور تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم جس جس میں اختلاف کرتے تھے اور اللہ نے جو تیری طرف نازل کیا ہے اسی سے ان کے درمیان فیصلہ کر دو اور ان کی

Marfat.com

خواہشات کی ہرگز پرواہ نہ کرو۔ ان سے ہوشیار رہو کہ کہیں یہ تجھے تمہاری طرف نازل کیے گئے سے برگشتہ نہ کردیں اور اگر یہ اعراض کریں تو جان لے کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو ان کے گناہوں کی سزا دے۔ ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ (المائدہ:49-48)

"اے رسول تو وہ پہنچادے جو تیری طرف تیرے رب نے نازل کیا ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو حق رسالت ادا نہ ہوگا اور اللہ تجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ یقیناً اللہ کفار کو ہدایت نہیں بخشے گا۔" (المائدہ:67)

حق تبلیغ اور حق شہادت

اور جب انہوں نے وہ سب کچھ سن لیا جو اللہ کے رسول ﷺ پر نازل کیا گیا تو تو دیکھے گا ان کی آنکھیں آنسوؤں سے اشکبار ہوں گی۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ کہنے لگے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے اور ہمیں (اسلام کی صداقت کی) گواہی دینے والوں میں شمار کرلے۔" (المائدہ:83)

آپ کہہ دیں کہ بے شک میرے رب نے مجھے ہدایت بخشی ہے اور سیدھی راہ کی راہنمائی کی ہے یہی دین مستحکم ہے جو ملت ابراہیم کا دین ہے اور وہ لوگ مشرکین میں سے نہ تھے۔ (الانعام:161)

آپ ان سے کہہ دیں بے شک میری نماز' میری قربانیاں' میرا جینا' میرا مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کہ دنوں جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اس لیے مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں آپ کہہ دیں کہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی رب ہے جس کی میں تلاش کروں صرف وہی ہر چیز کا رب ہے۔ کوئی جان وہی کچھ کمائے گی جو اس کے لیے ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ پھر تمہیں اپنے رب کی ہی طرف لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ (الانعام:164-161)

بے شک مومن لوگ تو وہی ہیں کہ جب ان کے پاس اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور جب ان پر (قرآن کی) آیات

Marfat.com

تلاوت کی جائے تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور یہ لوگ صرف خدا پر بھروسہ کرتے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں خدا نے دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں بے شک یہی اصل میں ایمان لانے والے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے ہاں بڑے بڑے درجے اور مغفرت ہے اور باعث عزت رزق ہے۔" (الانفال:4)

وجہ انعامات خداوندی

جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہا حالانکہ انہیں ایک گہرا زخم بھی لگ چکا تھا۔ تو ان لوگوں کے لیے جنہوں نے احسان کیا اور ڈرتے رہے بہت بڑا اجر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں جب لوگوں نے کہا کہ بلاشبہ کافروں نے ان کے خلاف بہت بڑا سامان تیار کر رکھا ہے تو ان کے ایمان بڑھ گئے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے ہمارا اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے پس یہ لوگ جب واپس ہوئے تو ان کے ساتھ اللہ کا بہت بڑا انعام اور فضل شامل حال تھا اور انہیں کسی برائی نے چھوا تک نہ تھا۔ انہوں نے اللہ کی خوشنودی کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ (آل عمران:174-172)

مہاجرین امت کے لیے خوشخبری

پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور اللہ کی راہ میں ستائے گئے۔ دین کے لیے وہ لڑے اور جان نچھاور کر گئے بے شک ہم ان کے گناہ مٹا دیں گے اور انہیں ضرور بالضرور ایسی جنت میں ٹھکانہ دیں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور اللہ کے ہاں ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے اور اللہ کے ہاں ان کے لیے بہترین ثواب ہے۔ (آل عمران:195)

Marfat.com

اطاعت رسول پیمانہ اجر و ثواب

یہ اللہ کی حدود مقرر ہیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اس جنت میں داخل کیا جائے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے اور جو نافرمانی اللہ کی اور اس کے رسول کی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا۔ وہ ہمیشہ رہنے والی آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کے لیے دردناک اور ذلت آمیز عذاب ہو گا۔ (النساء:14-13)

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے اور یہ کتنے ہی اچھے ساتھی ہیں۔" (النساء:70)

"تمہیں جو کوئی بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو کوئی ضرر پہنچتا ہے تو وہ تیری اپنی وجہ سے ہے اور ہم نے آپ کو لوگوں کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ اس پر کافی گواہ ہے جس کسی نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس کسی نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو اس کا پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔" (النساء 80-70)

"جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا اسے اپنی پناہ کے لیے زمین میں بے حد جگہ اور کشادہ روزی ملے گی اور جو بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہجرت کرتا ہوا گھر چھوڑ دے گا اور اسے راستے میں ہی موت آ لے گی تو اس کا اجر اللہ پر لازم ہو گا اور اللہ مغفرت کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔" (النساء:100)

"اور جو شخص اللہ کے رسول کی مخالفت اس کے بعد بھی کرے کہ اس پر ہدایت واضح ہو چکی ہو اور ایمان لانے والوں کی راہ چھوڑ کر چلے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے اور اسے ضرور ہم جہنم پہنچائیں گے یہ بہت ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔" (النساء:115)

"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول میں فرق ڈال دیں اور کہتے ہیں کہ ہم کچھ باتوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان کی ایک

Marfat.com

راہ اختیار کریں۔ بے شک یہ لوگ پکے کافر ہیں اور ان کافروں کے لیے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر انہوں نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ تفریق نہیں ڈالی انہیں عنقریب ان کا اجر ملے گا اور اللہ مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ (النساء:152-151)

خاص نصرت ایزدی

(تو اے مسلمانو) پس تم نے انہیں قتل نہیں کیا لکہ اللہ نے انہیں قتل کیا ہے اور (اے اللہ کے رسول ﷺ) تو نے نہیں پھینکی تھیں جب تم نے (کنکریاں) پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں اور بے شک ایمان لانے والوں کی اچھی آزمائش سے دیکھ لیا گیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بڑا سننے والا اور بہت بڑا جاننے والا ہے۔ (الانفال:17)

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اپنی زمین پر بے بس تھے اور ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک نہ لیں۔ تو ہم نے تمہیں ٹھکانہ دیا اور اپنی مدد سے تمہیں قوت دی اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں روزی دی تاکہ تم شکر کرنے والے بن سکو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو کبھی اللہ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرنا اور کبھی اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی نہ کرنا اور تم بہتر طور پر جانتے ہو۔ جان لو تمہارے مال اور اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں اور اللہ کے ہاں تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ (الانفال:28-27)

اور یاد کریں جب لوگ تمہارے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے کہ وہ آپ کو قید کرلیں یا تجھے قتل کردیں یا تجھے تیرے وطن سے نکال دیں وہ اپنی تدبیروں میں لگے تھے مگر اللہ سب سے اچھی تدبیر کرنے والا ہے۔ (الانفال:30)

اور جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں لڑائی کے وقت ان کا لشکر تھوڑا کرکے دکھایا اور تمہیں بھی ان کے لیے تھوڑا کرکے دکھایا تاکہ اللہ اپنا حکم پورا کردے جس کو پورا ہونا تھا اور سارے کاموں کو لوٹنا تو اللہ کی طرف ہے۔ (الانفال:44)

اور مسلمانوں کے دلوں میں الفت پیدا کردی جبکہ اگر آپ زمین میں موجود سب کچھ

Marfat.com

بھی خرچ کردیتے تو ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کرسکتے۔ بے شک اللہ نے ان کے دلوں میں الفت پیدا کردی اور بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔ بے شک اے نبی تجھے تیرا اللہ ہی کافی ہے اور ایمان لانے والوں میں سے جو بھی تیری اتباع کرے گا۔

(الانفال 64)

محبت رسول ﷺ تمام پر مقدم

(اے محبوب ﷺ) کہہ دیں اگر تمہارے ماں باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی تمہاری ازدواج تمہارے کنبے، تمہارے مال جنہیں تم نے کمایا، تمہاری تجارت جس کے گھاٹے سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے زیادہ محبوب ہوں یا اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہو تو پھر اللہ کے حکم کے آنے کا انتظار کرو اور بے شک اللہ نافرمان لوگوں کو کبھی ہدایت نہیں بخشے گا۔

(التوبہ:24)

"اور ان میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے نبی کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کانوں کے کچے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ آپ ان سے بہتر سنتے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کی بات پر یقین رکھتے ہیں اور تم میں سے جو لوگ صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں ان کے لیے رحمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ جب کہ وہ لوگ جو اللہ کے رسول کا ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ لوگ تمہیں خوش کرنے کے لیے اللہ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ اور اس کے رسول اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ انہیں خوش کیا جائے مگر اس وقت جب وہ اصل میں ایمان لانے والے ہوں۔ کیا وہ جانتے نہیں کہ جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اس کے لیے ہمیشہ رہنے والی آگ کا عذاب ہے اور یہ بہت بڑی ذلت کی جگہ ہے۔

(التوبہ 63-62)

اطاعت کتاب

(اے محبوب) ایک کتاب آپ کی طرف اتاری گئی تمہارے دل میں کوئی الجھن

Marfat.com

نہ رہے تو اس سے لوگوں کو ڈرائے اور یہ (مسلمانوں) مومنین کے لیے نصیحت ہے اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور اسکے سوا کسی کو اپنا ساتھی نہ بناؤ۔ تم میں سے تھوڑے ہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں۔ (الاعراف:1-3)

وہ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور تکبر کیا ان کے لیے آسمان سے (رحمت کے) دروازے نہ کھلیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ داخل ہو جائے اور ہم مجرموں کو ایسا ہی بدلا دیتے ہیں ان کے لیے جہنم بچھونا ہوگی اور آگ ہی کا اوڑھنا ہوگا اور ظالموں کو ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں۔
(الاعراف 41-40)

علم غیب اور اختیار کل

(اے محبوب) آپ سے یہ لوگ قیامت کی گھڑی کے بارے سوال کرتے ہیں کہ وہ کب ٹھہرے گی آپ فرما دیجئے بے شک اس کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ اسے اس وقت پر وہ ذات خداوندی ہی ظاہر کرے گی جو کہ زمین آسمان پر بھاری پڑ رہی ہے تم پر نہ آئے گی مگر اچانک یہ تو ایسے سوال کرتے ہیں جیسے تم نے اس کو خوب جان رکھا ہے آپ انہیں فرمادیں کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور لوگوں کی اکثریت اس کا شعور تک نہیں رکھتی۔ آپ فرمادیں مجھے اپنی جان کے نفع یا نقصان کا بھی پتہ نہیں مگر وہی جو خدا چاہتا ہے۔ اگر میں غیب کو جان کر کہا کرتا تو میں بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف تک نہیں پہنچتی۔ میں تو صرف آپ لوگوں کو ڈرانے اور خوشیوں کی خبر دینے والا ہوں جو کہ ایمان لانے والی قوم ہو۔ (الاعراف:188-187)

عفو و درگزر کا حکم

(اے محبوب) معاف کرنا اور بھلائی کا حکم دینا اپنا شعار بنا لو اور جاہل لوگوں سے اعراض کرو اور اگر کوئی شیطانی قوت کوئی وسوسہ ڈالے تو اس میں اللہ کی پناہ مانگو بے شک وہ بہت بڑا سننے اور جاننے والا ہے۔ (الاعراف:200-199)

Marfat.com

غیب سے امداد خداوندی

جب تم اپنے رب سے مدد کی فریاد کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کر لیا بے شک میں (اللہ تعالیٰ) تمہاری (مدد کے لیے) ہزار فرشتوں کو قطار اندر قطار بھیج رہا ہوں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے تیری خوشی اور اطمینان کے لیے کیا ہے اور اللہ کی مدد کے سوا کوئی مدد نہیں ہوتی بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ (الانفال:10-9)

جب تمہارے رب نے فرشتوں کو وحی بھیجی کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم (فرشتے) ایمان لانے والوں کو ثابت قدم رکھو۔ عنقریب ہم اہل کفار کے دلوں پر خوف اور دہشت ڈال دیں گے۔ تو پھر تم ان کی گردنیں مارنا اور ان کے ہر ہر جوڑ پر ضربیں لگانا۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ ان لوگوں نے اللہ (جل جلالہ) اور اس کے رسول ﷺ کی دل آزاریاں کیں اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی دل آزاری کرے گا تو پھر اس کے لیے اللہ کی طرف سے شدید ترین عذاب ہوگا (اور کہا جائے گا) کہ یہ سب کچھ اب بھگتو اور بے شک کفر کرنے والوں کے لیے (دردناک) آگ کا عذاب ہوگا۔ (الانفال:14-12)

اور جب تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور ہوتے ہوئے خوفزدہ تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لیں۔ تو پھر ہم نے تمہیں جگہ دی اور اپنی مدد خاص سے نوازا اور پاکیزہ چیزوں میں سے کھانے کو دیا شاید کہ تم احسان کا شکر ادا کر سکو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول سے کبھی امانتوں میں دانستہ خیانت نہ کرنا اور تم جانتے ہو۔ جان لو کہ تمہارے اموال اور اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں اور اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو پھر اللہ تمہارے لیے حق اور باطل کو جدا جدا کر دے گا اور تمہاری کوتاہیوں کو مٹا دے گا اور تمہاری مغفرت کر دے گا اور بے شک اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ (الانفال:29-27)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ کام نہیں کہ وہ انہیں عذاب میں مبتلا کرے جب کہ آپ ان کے اندر موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب اس وقت تک نہیں دے گا جب تک کہ وہ اللہ سے مغفرت کی التجا کرتے رہیں گے۔ (الانفال:33)

Marfat.com

قتال فی سبیل اللہ

بے شک اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق وہ ہے جو کہ اس کا کفر کرتی ہے اور وہ ایمان نہیں لاتے۔ وہ لوگ جو تمہارے ساتھ عہد کریں اور پھر وہ اس عہد کو توڑ ڈالیں اور ہر بار ایسا کریں اور بالکل نہ ڈریں تو اگر تو انہیں لڑائی کے میدان میں پالے تو پھر ان سے ایسا قتال کرو کہ ان کے پیچھے آنے والے بھاگ جائیں اور شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں۔ ہاں اگر تمہیں کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو پھر ان کا عہد ان کی طرف لوٹا دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو بالکل پسند نہیں کرتا اور اہل کفر اس پر گھمنڈ نہ کریں کہ وہ آگے نکل گئے۔ بے شک وہ عاجز نہیں کرسکتے اور اپنی تیاری ہر ممکن رکھو قوت اور گھوڑے باندھ کر جس سے انہیں اور تیرے دشمنوں کو خوف محسوس ہو اور ان دوسروں پر بھی جو ان کے علاوہ ہیں۔ یہ لوگ انہیں جانتے اور اللہ انہیں جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا اور تم پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔ (الانفال:60-56)

اور اگر وہ صلح کے لیے جھکیں تو تم بھی جھکو۔ اللہ پر بھروسہ کرو بے شک وہ بہت بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اگر ان کا ارادہ ہو کہ وہ آپ کے ساتھ دھوکہ کریں گے تو پھر تیرا اللہ انہیں کافی ہوگا۔ وہ وہی ذات ہے جس نے تیری اور مومنین کی اپنی خاص نصرت سے مدد کی۔ تمہارے دلوں میں محبت ڈالی اگر تم لوگ زمین کے خزانوں جتنا بھی خرچ کرتے تو پھر بھی اپنے دلوں میں یہ محبت نہ پیدا کرسکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ محبت پیدا کرکے دل ملا دیئے۔ بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔ (الانفال:63-61)

اے نبی تیرا اللہ تجھے کافی ہے اور ایمان لانے والوں میں جو تمہاری اطاعت کریں گے اے نبی ایمان لانے والوں کو قتال کی ترغیب دو۔ بے شک تم میں سے اگر بیس بھی صبر کرنے والے ہوگئے تو یہ دو سو پر غالب رہیں گے۔ اگر تم میں سے سو ہوں گے تو ہزار پر جو کفر کرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ اس قوم کو کوئی سمجھ بوجھ نہیں ہے۔ اللہ نے تم پر تخفیف کردی ہے اور وہ جانتا ہے کہ تمہارے درمیان کمزور بھی ہیں۔ بے شک تم میں اگر ایک سو بھی صبر کرنے والے ہوں گے تو یہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم

Marfat.com

میں سے ایک ہزار ہوں گے تو یہ اللہ کی اجازت سے دو ہزار پر غالب ہوں گے۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (الانفال:66-64)

اور اگر مشرکین میں سے کوئی تمہاری پناہ کا خواہش مند ہو تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کی جگہ پر پہنچا دو یہ اس لیے ہے کہ یہ لوگ کچھ بھی نہیں جانتے۔ (سورۃ التوبہ:6)

اور اگر وہ توبہ کرلیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ دینے لگیں تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیات کو کھول کر بیان کردیتے ہیں تاکہ قوم کو سب کچھ معلوم ہوجائے۔

(التوبہ-11)

کیا تمہیں گمان ہے کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ جبکہ اللہ جانتا ہے کہ کون لوگ جہاد کرنے والے ہیں اور اللہ اس کے رسول اور ایمان لانے والوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں اور اللہ بہتر جانتا ہے جو کہ تم کرتے ہو۔ (التوبہ:16)

اے ایمان والو اپنے والدین اور بھائیوں کو (اس وقت تک) درست نہ سمجھو جبکہ وہ ایمان پر کفر کو زیادہ محبوب رکھتے ہوں اور تم میں سے جس کسی نے بھی اس سے روگردانی کی تو وہی ظالم ہوں گے۔ (اے نبی) آپ کہہ دیں کہ اگر تمہارے والدین، بیٹے، بھائی بہن، عورتیں، کنبہ اور مال جو تم نے کما رکھا ہے اور تجارت جس کے نقصان کا ڈر لگا رہتا ہے اور گھر جن سے تمہیں محبت ہے۔ تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبوب ہیں اور اللہ کی راہ میں جہاد میں نکلنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا امر آجائے اور اللہ کبھی بھی فاسقوں کو راہ ہدایت نہیں بخشتا۔ بے شک اللہ نے تمہاری کئی مواقع پر مدد کی۔ حنین کے دن بھی جب تم اپنی کثرت پر آگئے تھے اور تمہارے وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول اور اہل ایمان پر سکینت اتاری اور وہ لشکر اُتارے جو تم نہیں دیکھ سکتے تھے اور اہل کفر کو عذاب سے دوچار کیا اور یہی اہل کفر کی بہترین جزا تھی۔ (التوبہ:26-21)

"اے نبی کافروں، منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم

Marfat.com

ہے اور یہ کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔" (التوبہ:73)

غلبہ مشن رسالت کی خوشخبری

"وہ ذات جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے چاہے مشرکین کو یہ انتہائی ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔" (التوبہ:23)

لیکن رسول خدا ﷺ اس کے ساتھ اور وہ لوگ جو ایمان لائے انہوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا اور ایسے ہی لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت تیار کر رکھی ہے جس میں بہتی نہریں ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ:89)

کمال مہربان رسول

بے شک تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے جو تم میں سے ہیں اور جس پر تمہاری مشقت بڑی گراں ہوتی ہے تمہاری بھلائی کے انتہائی چاہنے والے ہیں اور اہل ایمان پر کمال مہربان اور بہت رحم کرنے والے ہیں۔ (التوبہ:128)

قرآن' پیغام شفا و رحمت

اے لوگو تمہارے پاس بے شک تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ پہنچی اور یہ تمہارے دلوں کے لیے شفا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔

(یونس۔ 57)

"اور تم کسی بھی کام میں ہو اور تم جو بھی قرآن پڑھو اور تم جو جو عمل کرو بے شک ہم ان پر گواہ ہوتے ہیں۔ جب سے تم انہیں شروع کرتے ہو اور تمہارے رب سے کوئی ذرہ برابر چیز بھی پوشیدہ نہیں ہوتی چاہے وہ زمین میں ہو یا آسمان میں اور چھوٹی سے چھوٹی چیز یا بڑی سے بڑی چیز بھی کتاب روشن میں موجود ہے۔" (یونس:61)

Marfat.com

بے شک ان قصص میں اہل عقل کے لیے عبرت ہے۔ یہ باتیں کوئی جھٹلا نہیں سکتا لیکن یہ تمہارے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرتی ہیں اور ہر چیز کو کھول کر بیان کرتی ہیں یہ ایمان لانے والی جماعت کے لیے ہدایت اور رحمت ہیں۔ (یوسف:111)

"آلر ٓ" یہ کتاب کی آیات میں جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نازل کی گئیں یہ سراسر حق ہیں لیکن لوگوں کی اکثریت اس پر ایمان نہیں لائی۔ (الرعد' آیت:1)

"تو کیا جانتا ہے کہ جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے سراسر حق ہے اور وہ تو ایسا جیسے اندھا ہے۔ بے شک نصیحت اسے ہی ملتی ہے جو کہ عقل و خرد رکھتا ہو۔" (رعد:19)

آلرا۔ یہ کتاب ہے جو ہم نے تجھ پر نازل کی تاکہ تو لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لے آئے اور اپنے رب کے حکم سے اس عزت والے اور خوبیوں والے راستے پر لے آئے۔ اللہ وہی تو ہے جو زمین اور آسمان میں موجود سب کچھ کا مالک ہے اور اس کا کفر کرنے والوں کے لیے ہی خرابی اور دردناک عذاب ہے (ابراہیم:2)

"اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ یہ مسلمانوں کے لیے سراپا ہدایت' رحمت اور بشارت ہے۔" (النحل:89)

شہید امت مسلمہ

(اے نبی) اس دن سے خبردار کرو جب کہ ہر امت میں سے ہی ایک گواہ کھڑا کیا جائے گا جو ان کے مقابلہ میں شہادت دے گا اور اس قوم کے لیے ہم بے شک ہم تمہیں لائیں گے اور ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کر دی جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ (النحل:89)

Marfat.com

ملت ابراہیم کا پیروکار

پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یک سو ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ (النحل :123)

دین نصیحت کی تعلیم

اے نبی اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔ (النحل :125)

عنایات خداوندی

اے نبی صبر سے کام کیے جاؤ اور تمہارا یہ صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ ان لوگوں کی حرکات پر رنج نہ کرو اور نہ ان کی چال بازیوں پر دل تنگ ہو۔ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں۔ (النحل :128)

سفر اسراء۔ معراج النبی

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرداگرد کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ بہت بڑا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔" (بنی اسرائیل :1)

Marfat.com

در حدیث دیگراں

ابر رحمت

حضرت محمد ﷺ اپنی ذات اور قوم کے لیے نہیں بلکہ دنیائے ارض کے لیے ابر رحمت تھے۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس مستحسن طریقہ سے انجام دیا ہو۔"

(ڈاکٹر ڈی رائٹ بحوالہ اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا فروری 1920ء)

عظیم المرتبت انسان

"حضرت محمد ﷺ نہایت عظیم المرتبت انسان تھے آپ ایک مفکر اور معمار تھے جنہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے مقابلہ کی فکر نہ کی اور جو تعمیر کی وہ صرف اپنے ہی زمانہ کے لیے نہیں بلکہ رہتی دنیا تک کے مسائل کو سوچا اور تعمیر ہمیشہ کے لیے کی۔"

(میجر آرتھر گلن لیونارڈ)

لامحدود خوش اخلاقی

"حضرت محمد ﷺ کی خوش اخلاقی، فیاضی اور رحمدلی محدود نہ تھی۔"

(ڈاکٹر جی ویل)

بلاشبہ خدا کا رسول

"ایسا شخص جہاں پیدا ہوا اس کے لوگ انتہائی ناگفتہ بہ حالات سے دوچار تھے اس

Marfat.com

نے ان کو دنیا کا مہذب ترین اور متقی بنا دیا ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا کا رسول نہ ہو۔"
(مسز اینی بسنٹ (بحوالہ مدینہ جولائی 1933)

انسانیت کے محسن اول

حضرت محمد ﷺ نے معاشرے کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کے لیے جو اسوۂ حسنہ پیش کیا وہ آپ کو انسانیت کا محسن اول ثابت کرتا ہے۔" (مسٹر ایڈورڈ موئے)

عظیم المرتبت مصلح

"اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں کہ حضرت محمد ﷺ ایک عظیم المرتبت مصلح تھے جنھوں نے انسانوں کی خدمت کی آپ کے لیے یہ فخر کیا کم ہے کہ آپ امت کو نور حق کی طرف لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن و سلامتی کی دلدادہ ہو جائے۔ زہد و تقویٰ کی زندگی کو ترجیح دینے لگے۔ آپ نے اسے انسانی خونریزی سے منع فرمایا۔ اس کے لیے حقیقی ترقی و تمدن کی راہیں کھول دیں اور یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جو اس شخص سے انجام پا سکتا ہے جس کے ساتھ کوئی مخفی قوت ہو اور ایسا شخص یقیناً عام اکرام و احترام کا مستحق ہے۔ (کونٹ ٹالسٹائی بحوالہ حمایت اسلام لاہور 1935)

بے انتہا دردمند

"حضرت محمد ﷺ کی دردمندی کا دائرہ انسانوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ جانوروں پر بھی ظلم و ستم توڑنے کو بہت برا کہتے تھے۔" (ایسا مارگولیتھ)

خلوص نیت

کوئی شخص آنحضرت محمد ﷺ کے خلوص نیت سادگی' اور رحم و کرم کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔" (کرنل سائیکس)

Marfat.com

سچے راست باز مصلح

"اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ بڑے پکے اور سچے راست باز مصلح تھے۔"

(ڈاکٹر ای اے فریمن)

علم و حکمت نیر تاباں

قرون وسطیٰ میں جب کہ تمام یورپ پر جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھائے تھے تو اس وقت خطہ عرب سے ایک علم و حکمت کا نیر تاباں ظہور پذیر ہوا جس نے اپنی ضیا پاشیوں سے علم و ہنر اور ہدایت کے چھلکتے ہوئے نوری دریا بہا دیئے یہ اسی کا صدقہ ہے کہ یورپ کو عرب کے توسط سے یونانیوں کے علوم اور فلسفے نصیب ہو سکے۔

(مسٹر سار مستشرق)

نبی برحق

اگر حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی نہ تھے تو پھر یقیناً دنیا میں کوئی نبی برحق آیا ہی نہیں۔

(ڈاکٹر لین پول)

سادہ شجاع اور شریف نبی

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے۔ تاریخ روزگار شاہد ہے کہ آنحضور ﷺ پر طعن کرنے والے جہل مرکب میں مبتلا ہیں جبکہ آپ کی زندگی سادگی، شجاعت اور شرافت کی عدیم النظیر تصویر تھی۔

(مسز اینی بسنٹ)

روشن فکر

حضرت محمد ﷺ متواضع، خلیق، روشن فکر اور صاحب بصیرت نبی تھے۔ لوگوں

Marfat.com

سے عمدہ معاملہ رکھتے اور ساری عمر پاکیزہ خصائل کے مالک رہے۔ (کونٹ ٹالسٹائی)

معصوم چال چلن اور پاکیزگی اطوار

دنیا کے نامور اہل قلم اور اہل فکر حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر متفق ہیں۔ (سر ولیم میور)

اشاعت اسلام

مجھ کو کبھی یہ خیال تک نہیں ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت ہے۔ اسلام کی کامیابی آنحضرت ﷺ کی سادہ' بے لوث' وعدے کی سچائی' اصحاب و پیروکاروں کی غیر معمولی حمایت' توکل بخدا اور ذاتی جرات و استقلال سے وابستہ ہے۔ نبی کا کام کبھی آسان نہیں ہوتا۔ اچھے اور دور رس طریقوں کا وضع کرنا نسبتاً آسان ہے لیکن ان پر عمل کرنا ہر ایک کا کام نہیں آنحضرت ﷺ نے یہ کام اپنے ہی خاندان اور قبیلے سے شروع کیا۔ جو اس کی کمزوریوں سے پوری طرف واقف ہوسکتے تھے اور ایک نبی امی جس نے ایک اجڈ اور اکھڑ قوم کا مزاج بدل کر دنیائے انسانیت کا امام بنا دیا۔

(ڈاکٹر اینڈ برنگھم)

ارواح طیبہ میں سے ممتاز نبی

حضرت محمد ﷺ بلاشبہ اپنے عصر مقدس میں ارواح طیبہ میں سے تھے وہ صرف مقتدر راہنما ہی نہ تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے ان سب سے ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔ (میجر آرتھر گلن مورنڈ)

دنیائے انسانیت کے محسن پیغمبر

"حضرت محمد ﷺ کی زندگی اور تعلیم کی بنیادی چیزوں کو دیکھ کر ہر شخص باآسانی

Marfat.com

اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے دنیا پر بہت کچھ احسانات کیے ہیں اور دنیا نے بہت کچھ آپ کی تعلیمات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ صرف ملک عرب پر ہی حضرت محمد ﷺ کے احسانات نہیں بلکہ آپ کا فیض تعلیم و ہدایت دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا ہے۔ غلامی کے خلاف سب سے پہلی آواز آپ نے ہی اٹھائی تھی اور غلاموں کے بارے میں ایسے احکام جاری کیے کہ ان کے حقوق بھائیوں کے برابر کر دیئے۔ عورتوں کے درجہ کو بلند کیا' سود کو قطعاً حرام کر کے سرمایہ داری کی جڑ کاٹ دی۔ مساوات کے ایسے دیرپا اقدامات کیے کہ اس سے قبل دنیا بالکل ناآشنا تھی۔

آنحضرت ﷺ نے جس پر زور طریقہ سے توہمات کے خلاف جہاد کیا کہ اس کے تناور شجر اپنی بیخ و بن سے اکھڑ گئے اور دنیا کو ایسا نور دیا جس سے توہمات کے بھیانک چہرے اور اس کی ہیت کے خدوخال باآسانی سب کو نظر آنے لگ گئے۔

(بابو جنگل کشور کفہ)

نور ہدایت کا درخشاں ستارہ

"جب مغرب قعر جہالت میں پڑا تھا تو اس وقت حضرت محمد ﷺ کی ولادت کا درخشاں ستارہ آسمان مشرق سے طلوع ہوا اور تمام مضطرب اور بھٹکتی دنیائے انسانیت کو راحت اور نور ہدایت سے فیضیاب کر گیا۔" (مہاتما گاندھی)

کامل توحید

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے کامل توحید کی ایسی تعلیم دی ہے کہ اس سے ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ (موتی لال ماتھر)

آفتاب حقانیت

مفسر راز حیات سرور عالم ﷺ کے سوا تاریخ عالم کے تمام صفحات زندگی اس قدر صحیح تفسیر کرنے والی دوسری کسی شخصیت عظمی کے بیان سے خالی ہے۔ کفرستان

Marfat.com

عرب میں آپ کو کون سی اذیت نہ دی گئی' عقائد باطلہ کی حفاظت میں بہت بت پرستوں کی طرف سے کون سے ظلم روا نہ رکھے گئے۔

جہالت میں گمراہ قوم نے کون سا زہرہ گداز ستم آپ پر نہ ڈھایا مگر انسانیت کے اس محسن اعظم کی زبان سے کبھی بد دعا تک نہ نکلی۔ نفس کش پیغمبر نے جس شان استقا سے دولت' عزت' شہرت اور حسن کی طلسمی قوتوں کو دھتکار دیا وہ ہر کس و ناکس کا کام نہ تھا۔ اس آفتاب حقانیت کے سامنے اہل کفر کے تمام حربے الٹ گئے۔ قتل کی دھمکیاں ملیں' راستے پر کانٹے بچھائے گئے' نجاستیں پھینکی گئیں آوازیں کسی گئیں اور دل آزاری کا ہر حربہ روا رکھا گیا مگر تاریخ شاہد ہے کہ آپ کے تزکیہ نفس کی جو شاندار مثالیں سامنے آئیں وہ بلاشبہ آپ کی رسالت اور شان پیغمبر کا ناقابل بطلان ثبوت ہیں۔

(سوامی لکشمن رائے)

مذہب کامل کے داعی

حضرت محمد ﷺ کی فضیلت اظہر من الشمس ہے۔ آپ کا لایا ہوا دین ایک کامل مذہب ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلامی تعلیم بالکل خالص ہے۔ قوانین اور آئین احسان مندی کی رو سے دنیائے انسانیت پر واجب ہے کہ وہ آپ کے ان احسانات کو کبھی فراموش نہ کرے جو آپ نے تہذیب و تمدن کے حیرت انگیز انقلاب کی صورت میں دنیائے ارضی کو بخشا ہے۔

(جوائیکم بولف)

دین فطرت کے داعی

حضرت محمد ﷺ نے جس قرآن کی اشاعت کی وہ ایک آسان' عام فہم مذہبی قانون ہے۔ جس میں انسانی زندگی کی اصلاح کے لیے سب کچھ موجود ہے۔ اس کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اس کی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ اس کے مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کے لیے ہدایت کی ہے اور دوسری طرف دنیوی ترقی کے لیے بیش بہا اصول تعلیم کیے ہیں۔

(جان ڈیون پورٹ)

Marfat.com

داعی قرآن

قرآن کو حضرت محمد ﷺ نے ایسے نازک وقت میں دنیا کے سامنے پیش کیا جبکہ ہر طرف تاریکی اور جہالت کی حکمرانی تھی اخلاقِ انسانی کا جنازہ نکل چکا تھا۔ بت پرستی کا ہر طرف زور تھا۔ قرآن نے تمام گمراہیوں کو مٹایا جن کو دنیا پر چھائے ہوئے مسلسل چھ صدیاں گزر چکی تھیں۔ قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی علوم حقائق سکھائے ظالموں کو رحمدل اور وحشیوں کو پرہیزگار بنادیا اگر یہ کتاب شائع نہ ہوتی تو انسانی اخلاق تباہ ہوجاتے اور دنیا کے باشندے برائے نام رہ جاتے۔ (مسٹر آسٹین لی لین پول)

سب سے زیادہ پیغمبر

تمام پیغمبروں اور مذہبی شخصیات میں حضرت محمد ﷺ سب سے زیادہ کامیاب ہیں۔ (مقالہ نگار انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا)

شعاع رنگ و نور

حضرت محمد ﷺ جمال کبریائی کی وہ شعاع رنگ و نور ہے جو ایک پیکر انسانی میں ہو کر ظلمت کدہ جہاں رشک صد جہاں بنانے آئی تھی اور بنا گئی۔

انسانیت کا وہ مظہراتم جس کی انسانیت کے سامنے فرشتوں کی گردنیں جھک گئیں۔ وہ نادر روزگار ہستی جس کے مافوق الفطرت کمالات کو سمجھنے سے عقل انسانی باوجود اپنی بلند پروازیوں کے یک سر قاصر رہے گی۔

وہ جلیل القدر پیغمبر جس کا اسوۂ حسنہ کائنات کے لیے ہر شعبہ عمل میں تقلید کا ایک بہترین اور افضل ترین نمونہ بن گیا۔ وہ منارہ نور رشد و ہدایت' وہ سراج صداقت و حقانیت جس کی ضیا باریاں ہر زمانہ میں گم گشتگان بادیۂ ضلالت کے لیے صراط مستقیم کا پیام ثابت ہوئیں اور ہوتی رہیں گی۔ (حکیم پنڈت کرشن کنوردت شرما)

Marfat.com

معلم خلق خدا

میں نے حضرت محمد ﷺ کی اس تعلیم کو بغور پڑھا ہے جو انہوں نے خلق خدا کی خدمت اور اصلاح اخلاق کے لیے دی ہے۔ میری رائے ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی اسلام کی ہدایتوں پر عمل کرے تو وہ بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں موجودہ زمانے میں معاشرے کی اصلاح کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم کو رائج کیا جائے۔ (پروفیسر ہوگ' جرمن)

مصلح اعظم

آپ ﷺ ہر شخص سے ہر وقت ملنے کے لیے تیار رہتے تھے آپ کی فیاضی و سیر چشمی غیر محدود تھی اصلاح قوم کی فکر میں ہمہ وقت مصروف و منہمک رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے قوم کے لیے بہترین مثال پیش کی۔ مزاج میں تمکنت اور نخوت نام کو نہ تھی جہاں تک آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعظیم و تکریم کے رسمی آداب سے بھی منع فرما دیتے تھے۔ (ڈاکٹر گلیوڈیا)

قابل عزت و تکریم ہستی

آنحضرت ﷺ کے اخلاق وہی تھے جو ایک شریف عرب کے ہو سکتے تھے۔ مگر آپ امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے اور اپنے گرد و پیش کے لوگوں کی خدمت' اعانت اور عزت و تکریم کا بہت خیال رکھتے تھے۔ (مارکس ڈاڈ)

دنیا کے بہترین استاد

حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ سے دنیائے انسانیت کو بے شمار قیمتی سبق ملتے ہیں۔ آپ کی ہر حیثیت اور ہر پہلو سے دنیا کے لیے ایک بہترین سبق ہے۔ بشرطیکہ کوئی

Marfat.com

دیکھنے والی آنکھ' سوچنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو۔
(مہاتما تیہ دھاری)

سچی اور کھری زندگی

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مصنفین اور فاتحین میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی سوانح حیات حضرت محمد ﷺ کی سوانح حیات سے زیادہ مفصل اور سچی ہو۔

(جان ڈیون پورٹ)

اعلیٰ اخلاق کے پاکیزہ معلم

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ ایک روشن چراغ تھے۔ رحمتہ اللعالمین اور صاحب خلق عظیم تھے ان کے اوصاف حمیدہ سے ہی آخر ان کی کوششیں بار آور اور سعی مشکور ہوئیں۔

آنحضرت ﷺ کی صفات حمیدہ' فضائل حسنہ خلق عظیم' شرافت و نجابت بلکہ منصب رسالت کا انکار بھی محال ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ وہ ایک عظیم الشان' ذی قدر اور بلند مرتبہ انسان تھے۔ مرسل اور مامور من اللہ تھے۔ ان میں وہی الوہی روشنی اور حقیقی نور پر تو فگن تھا جو دنیا میں آکر ہر شخص کو منور کرتا ہے اور یہ کچھ ہم پر موقوف نہیں بلکہ بیشتر غیر مسلم محققین باوجود مخالفت و دشمنی کے آپ کی خوبیوں کا اقرار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض نے صاف الفاظ میں ان کو مامور من اللہ اور اللہ کا رسول تسلیم کیا ہے۔

(قرآن السعید بن مصنفہ مسیحی عالم)

مصائب کے نجات دہندہ

موجودہ انسانی تہذیب کو درپیش مصائب سے نجات ملنے کی واحد صورت یہی ہے کہ حضرت محمدؐ کو اس دنیا کے واحد اور مکمل راہنما (ڈکٹیٹر) مان لیا جائے۔
(جارج برنارڈ شا)

Marfat.com

بین الاقوامی انقلاب کے بانی

نبی عربی حضرت محمد ﷺ اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ انسانی میں نہیں ملتا۔ انہوں نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے تمام کرہ ارضی پر پھیلنا تھا اور جس میں سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو رائج نہ ہونا تھا۔ ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات' باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت پر مبنی تھی۔ (ری منڈ یرڈ وگ)

عظیم شخصیت اور مجسمہ استقلال

حضرت محمد ﷺ دنیا کی وہ بڑی شخصیت ہیں کہ جس پر دنیا کی طاقت' رعب اور ہمت جس قدر فخر کرے تھوڑا ہے۔ وہ ایسے انسان تھے جن کو استقلال کا پتلا کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ حضرت محمد ﷺ کی طرح دعوی نبوت تو کئی آدمیوں نے کیا۔ مگر اس میں کامیابی صرف آپ کو حاصل ہوئی۔ آج ان کے ہم عصر دعویداران رسالت کا کوئی نام لیوا نہیں مگر ان کے نام پر کٹ مرنے والے لوگوں کی تعداد کروڑھا ہے اور جب تک دنیا قائم رہے گی ان کا نام بھی قائم رہے گا۔ (لالہ شام لال کپور)

یتیموں کے مربی

حضرت محمد ﷺ نے یتیموں کی حالت درست کرنے کے لیے جو توجہ کی اور ان کی بہتری کی جو فکر رکھی وہ قابل تعریف ہے۔ یتیموں کو ستانے والوں سے آپ کو شدید نفرت تھی اور آپ ہمیشہ ایک یتیم کی خوشحالی اور معاشرے میں ان کی عزت و تکریم کے لیے تڑپتے رہتے تھے۔ (مسیحی فاضل ویری)

Marfat.com

خوش شکل فہیم اور غریب پرور

میں نیک اور فاضل "سپین ہیمس" کی جرات کی تحسین کیے بغیر نہیں رہ سکتا جس نے تسلیم کیا کہ حضرت محمد ﷺ کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے۔ شکل میں نہایت خوبصورت، فہیم اور دوررس عقل والے، پسندیدہ خوش اطوار، غریب پرور، ہر ایک سے متواضع، دشمنوں کے مقابلے میں صاحب استقلال و شجاعت، سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ کے نام کے نہایت ادب و احترام کرنے والے تھے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والوں، زانیوں، سفاکوں، جھوٹی تہمت لگانے والوں، فضول خرچی کرنے والوں لالچیوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے نہایت سخت خلاف تھے بردباری، صدقہ و خیرات، رحم و کرم، شکرگزاری، والدین اور بزرگوں کی تعظیم کی نہایت تاکید کرنے والے اور خدا کی حمد و تعریف میں نہایت کثرت سے مشغول رہنے والے تھے۔

(جارج سیل)

سچے اور پکے رسول

میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے حضرت محمد ﷺ کے دعویٰ رسالت میں کسی قسم کا کوئی ادنیٰ سا بھی شبہ ہو سکے یا ان کی مقدس ذات پر مکرو فریب کا الزام لگایا جا سکے۔

(جارج سیل)

راست باز مصلح

حضرت محمد ﷺ پکے راست باز اور سچے مصلح تھے۔ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو بھی اپنے مقدس مشن میں آخر تک مستقل اور ثابت قدم نہ رہ سکتے تھے۔ وہ ڈگمگا جاتے اور ان کے پاؤں میں لغزش آجاتی مگر ایسا کبھی نہ ہوا۔

(مسٹر اے۔ فری مین)

Marfat.com

جانوروں کے لیے باعث رحمت

حضرت محمد ﷺ کی دردمندی کا دائرہ انسانوں تک محدود نہ تھا بلکہ جانوروں پر بھی آپ کی شفقت بہت زیادہ تھی۔ جانوروں پر کبھی ظلم و ستم کرنے کی اجازت نہ دیتے۔ (ڈی۔ایس مارگولیتھ)

اولوالعزم، خلیق اور معاملہ فہم

حضرت محمد ﷺ کے حالات زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص ان کی اولوالعزمی، اخلاقی جرات، نہایت خلوص نیت، سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پھر آپ کی صفات کے ساتھ استقلال عزم، حق پسندی اور معاملہ فہمی کی صلاحیتوں کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ یقینی بات یہ ہے کہ آپ نے اپنی سادگی، لطف و کرم اور اعلیٰ اخلاق کو ہمیشہ قائم رکھا اور شروع سے آخر تک اپنے آپ کو ایک معمولی پیغمبر کے طور پر بتاتے رہے حالانکہ وہ اس سے کہیں زیادہ بڑا دعویٰ کرنے کے سزاوار تھے۔ (لیفٹیننٹ کرنل سائکس)

مجسمہ اوصاف حسنہ

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ تمام اوصاف حسنہ کے مجسم تھے مسلمان فطرتاً روحانیت پسند واقع ہوتے ہیں۔ انہیں تہذیب و اخلاق سے خاص لگاؤ ہے۔ بخلاف اس کے ہندو ترقی کو اپنا نصب العین بناتے ہیں اور ان کے تمام فضائل نمائشی ہوتے ہیں۔ میری پیش گوئی یہ ہے کہ اگر ہندو معاشرے کا طرز عمل یہی رہا تو ہندو قوم دو صدیوں کے اندر صفحہ ہستی سے محو ہو جائے گی اور بنی نوع انسان کا بیشتر حصہ دین فطرت یعنی اسلام کا پیروکار ہو جائے گا۔ (شری راج وید پنڈت گدا ھر پرشاد شرما)

Marfat.com

گمراہوں کے بہترین ہادی

بے شک حضرت محمد ﷺ نے گمراہوں کے لیے ایک بہترین راہ ہدایت قائم کی آپ نے ہمیشہ سادا غذا کھائی' مزاج میں تمکنت نام کو بھی نہ تھی- یہاں تک اپنے پیروکاروں کو بھی تعظیم و تکریم کے رسمی آداب کرنے سے بھی منع فرما دیتے- اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگاتے' بکریوں کا دودھ خود دوہتے- بیماروں کی عیادت کرتے اور ہر شخص سے لطف و مہربانی کا برتاؤ کرتے- بے شمار تحائف ملتے لیکن صدقہ کر دیتے اور اس وجہ سے آپ کے وصال کے وقت صرف چند معمولی چیزیں آپ کے گھر میں باقی بچیں تھیں-

(ڈاکٹر جی ویل)

فصیح و بلیغ پیغمبر

عالم الٰہیات' فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار' بانی اسلام' آئین ساز' سپہ سالار عبادت الٰہی میں لاثانی اور دینی حکومت کے بانی حضرت محمد ﷺ جن کے سامنے پوری انسانیت ہیچ ہے-

(ڈی لمرٹائن)

سرور اعظم و حیرت انگیز معلم

حضرت محمد ﷺ سرور اعظم تھے- جنہوں نے اہل عرب کے مناقشات' تنازعات ختم کر کے ایک امت بنا دیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں آدھی دنیا کو فتح کر لیا- لوگوں کو توہمات اور جھوٹے دیوی دیوتاؤں کی پرستش سے نکال کر خدائے واحد کی عبودیت میں لا کھڑا کیا- یہ حیرت انگیز کارنامہ جو صرف اور صرف آپ کی تعلیم اور کردار کا پرتو تھا-

(نپولین بوناپارٹ)

پُرنور واحدانیت کے بشیر

حضرت محمد ﷺ ایک نبی تھے جو دنیائے جہاں کو دعوت حق دینے کے لیے

Marfat.com

مبعوث ہوئے اور نبی بھی ایسے تھے کہ ہستی باری تعالیٰ کو پرنور واحدانیت کی ایک واضح بشارت تھے۔ (جے ایچ لیکی)

عظیم شعلہ نور

بس ایک شعلہ گرا محض ایک شعلہ نور اور وہ بھی ایک ایسی سرزمین پر جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اس پر انسانی آزادی پنپ نہیں سکتی لیکن اس زمین کی ریت بار آور ثابت ہوئی۔ جس نے دلی سے لے کر غرناطہ تک کے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میں حضرت محمد ﷺ سے محبت کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی طبیعت میں نام و نمود اور ریا کا شائبہ تک نہ تھا۔ ہم ان صفات کے بدلے میں آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ اخلاص ہی پیش کرسکتے ہیں۔ (طامس کارلائل)

پیغمبر مساوات واخوت

دنیا میں حضرت محمد ﷺ ہی ایک ایسے پیغمبر تھے جنہوں نے بنی نوع انسان کو مساوات اور اخوت کا درس دیا اور ان کا یہی مذہب تھا۔ اگر ان کا مذہب اچھا نہ ہوتا تو پھر آج تک اسلام کی حقانیت اس طرح کیوں کر چھائی رہتی۔ صرف اچھے اور نیک انسان کو ہی حیات دوام نصیب ہوتی ہے۔ (سوامی وی ویکانند)

عظیم سیاسی مدبر

حضرت محمد ﷺ ایک صحیح دماغ رکھنے والے انسان اور بلند مرتبہ سیاسی مدبر تھے۔ انہوں نے جو سیاسی نظام قائم کیا وہ نہایت شاندار تھا۔ (روسو بانی انقلاب فرانس)

Marfat.com

صادق عظیم

پیغمبر اسلام کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کہ جو آپ کو سب سے زیادہ جانتے تھے وہی آپ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ حضرت محمد ﷺ ہرگز جھوٹے مدعی نہ تھے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور باعظمت صفات موجود ہیں۔ پیغمبر اسلام نے ایک ایسے معاشرہ کی بنیاد رکھی جس میں ظلم اور سفاکی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

(ایچ جی ویلز)

پاکیزہ فاتح

حضرت محمد ﷺ اپنے آبائی شہر مکہ میں جب فاتحانہ داخل ہوئے اور وہ اہل مکہ جو کہ آپ کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے تھے' ان سب کو معاف کر دیا۔ یہ ایک ایسی فتح تھی اور ایسا پاکیزہ فاتحانہ داخلہ تھا جس کی مثال ساری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔

(سٹینلے لین پول)

محبوب ترین شخصیت

"پیغمبر اسلام بڑی ہی دل آویز شخصیت کے مالک تھے آپ کے تبسم میں ایک ایسی حلاوت تھی جو دل کو موہ لیتی تھی۔ تمام عربوں سے زیادہ خوش شکل اور خوبصورت تھے۔ معاملات میں سچے اور انصاف پسند تھے۔"

(واشنگٹن ارونگ)

بہت بڑے کردار کے مالک

"حضرت محمد ﷺ فطرۃ امی اور سچے تھے۔ آپ کو حق کے علاوہ کچھ پسند نہ تھا۔ آپ نہ تو مریض تھے نہ منکر۔ نہ متعصب اور نہ ہوائے نفس کے پیرو بلکہ نہایت بردبار' نرم دل اور بہت ہی بڑے کردار کے مالک تھے۔ عرب جو بد نظمی اور پراگندگی کے عادی تھے ان سب کو ایک دائرہ میں لا کر ایک سلسلہ میں منضبط کر دیا یہ آپ ﷺ کا بہت بڑا

Marfat.com

معجزہ تھا۔" (مسٹر امبڈ ور ننگھم)

شیریں گفتار، محسن انسانیت

حضرت محمد ﷺ کے اخلاق بہت ہی کریمانہ اور شریفانہ تھے۔ معاشرت بہت ہی اچھی تھی۔ آپ کی دینی فطرت وجبلت ہر محقق اور پاکیزہ مقاصد والے کے لیے جاذب توجہ ہے۔ اس لیے کہ اس کے اندر خلوص و سچائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ کا انسانیت کے محسنین میں شمار کیا جائے۔ (پروفیسر ماؤنٹ)

فخر عالم

اے شہر مکہ کے رہنے والے! اور بزرگوں کی نسل سے پیدا ہونے والے! اے آباؤ اجداد کے مجد و فخر کو زندہ کرنے والے۔ اے سارے جہاں کو غلامی کی ذلت سے نجات دلانے والے! دنیا آپ پر فخر کر رہی ہے اور خدا کی اس نعمت پر شکر ادا کر رہی ہے۔ اے ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے! اے وہ کہ جس نے عالم کے لیے اسلام کی نعمت بخشی! تمام لوگوں کے قلوب کو متحد کر دیا اور خلوص کو اپنا شعار بنایا اے وہ کہ جس نے اپنے دین میں "انما الاعمال بالنیات" کی تعلیم دی! ہم آپ کا بہت ہی شکریہ ادا کرتے ہیں اور بہت ہی مرہون منت ہیں۔ (ڈاکٹر ایسٹن)

تاریخ عالم کے انقلابی ہیرو

کولمبس نے جب نئی دریافت کی اس سے ایک ہزار سال قبل مکہ میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے تاریخ عالم میں انقلاب برپا کرنے کیلئے چن لیا تھا۔ حضرت محمدؐ وہ اول شخص ہیں جنھوں نے جزیرہ عرب کے تمام قبائل کو ایک کر دیا۔ آپ ایسے مناسب وقت میں تشریف لائے جبکہ عرب کو اجنبیوں کے ہاتھوں سے خلاصی کی سخت ضرورت تھی۔ آپ اپنی محنتوں، کوششوں اور بشارتوں کی وجہ سے کامیاب ہوئے (مسٹر لائل ٹامس)

Marfat.com

لائق قدر و منزلت

"انسان جس قدر زیادہ حضرت محمد ﷺ کی سیرت پاک سے مطلع ہوگا وہ آپ کے ساتھ گزشتہ اور موجودہ انسانوں کی عقیدت مندی کے اسباب کو بھی پورے طور پر محسوس کرلے گا لوگوں کی آپ کے ساتھ وجہ الفت و محبت جان جائے گا اور آپ کی عظمت اور قدر و منزلت سے بھی واقف ہو جائے گا۔"

(میوجان)

عظیم مذہبی قائد اور غیرت مند جنرل

"اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے نبی حضرت محمد ﷺ مذہبی لوگوں کے سب سے بڑے قائد تھے اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ مصلح تھے فصیح و بلیغ اور خوش گفتار خطیب تھے اور نہایت ہی غیرت مند جنرل تھے۔"

(ڈاکٹر سوئمل زوئمر)

عظیم ترین عاقل و عادل

حضرت محمد ﷺ کی عقل ان عظیم ترین عقلوں میں سے تھی جن کا وجود دنیا میں عنقا ہے۔ وہ پہلی ہی نظر میں معاملہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے۔ اپنے تمام معاملات میں ایثار اور انصاف سے کام لیتے دوست و دشمن، امیر و غریب، قوی و ضعیف غرض ہر ایک کے ساتھ عدل و مساوات کا سلوک کرتے۔

(سرفلیکٹ)

بت شکن نبی

حضرت محمد ﷺ بت شکن نبی تھے۔ آپ بت پرستی کو بالکل غلط اور لغو جانتے تھے آپ نے اپنی قوم کو وحشیانہ مذہب اور پست اخلاق سے نجات دلائی۔ ہمارے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ ہم ان کے قلبی خلوص اور دینی حمیت کا سب کچھ جانتے ہوئے انکار کریں۔

(پرنسپل ایڈورڈ ساؤتھ)

Marfat.com

اکمل و افضل

حضرت محمد ﷺ گزشتہ اور موجودہ لوگوں میں سب سے اکمل اور افضل تھے اور آئندہ ان کی مثال پیدا ہونا محال اور قطعاً غیر ممکن ہے۔ (ڈاکٹر شیلے)

نور ہدایت

جس نے حضرت محمد ﷺ کی صداقت و سچائی کا انکار کیا حقیقتاً وہ جاہل اور آپ کی ذات گرامی اور سیرت پاک سے نا آشنا ہے جبکہ لوگ ضلالت کی تنگ و تاریک گھاٹیوں سے گزر رہے تھے خالق و مخلوق کے تعلقات کو بھلا بیٹھے تھے تو محمد ﷺ نے ان کو ہدایت کے نور سے منور فرمایا فطری و طبعی اصول و قوانین بنائے اور بجائے تثلیث کے لغو عقیدہ کے وحدانیت کے پاک عقیدہ کا اعلان فرمایا یہی چیز اسلام کی اصل اصول ہے اور آپ کی کامیابی کی کنجی۔ (مسٹر سیمیر فرانسیسی)

طبیب حاذق اور اعلیٰ مقنن

حضرت محمد ﷺ طبیب حاذق، اعلیٰ مقنن اور عظیم الشان جنرل تھے۔ ان دعووں کی تصدیق آپ کے اقوال و احادیث کی چھان بین کرنے والے پر مخفی نہیں۔ آپ نے ربع صدی سے بھی قلیل عرصہ میں دنیا کی تاریخ کو الٹ دیا۔ وحشی اور بالکل غیر مہذب قوم کو تہذیب و تمدن کے اوج فلک پر آفتاب بن کر چمکا دیا کیا اب بھی کوئی آپ کے معجزات کا انکار کر سکتا ہے کہ وہ خداوند کریم کے عطا کردہ نہیں تھے۔

(مسٹر ڈیلز، مغربی مورخ)

جلیل القدر اور عظیم الشان رسول

یہ بلا کسی شک اور شبہ کے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور برگزیدہ رسول تھے اور ایک عظیم الشان و جلیل القدر رسول تھے جنہوں نے

Marfat.com

ایک ملت اسلامیہ کی بنیاد رکھی۔
(مسٹر کساد زان)

ذلت و ہلاکت کے گڑھے سے نکالنے والے

"بعض لوگ غربت کی ناواقفیت اور جہالت کی بنا پر قرآن کو پڑھ کر ہنستے ہیں۔ اگر وہ محمد ﷺ کو اس فصیح و بلیغ اور دل ہلا دینے والی زبان و عبادت سے لوگوں کو تبلیغ و ہدایت کے درس دیتے ہوئے سنتے تو ان کی طرح سر بسجود ہو کر بے اختیار چیخ اٹھتے کہ اے اسلام کے سچے نبی! ہم کو ذلت و ہلاکت کے گڑھے سے نکال کر عزت و نجات کی بلندیوں پر پہنچا دے۔
(جان جیک روپو)

مشیت الٰہی کے مبلغ

حضرت محمد ﷺ نے دین اسلام کی بنیاد عبادت اور تہذیب نفس پر رکھی کل تعلیمات کا قدر مشترک یہی ہے کہ نفس کو مغلوب اور مہذب بنایا جائے۔ پیغمبر اسلام نے لوگوں کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ اپنے کل ارادوں کو خدائے قدوس کی مشیت پر چھوڑ دیں۔
(فالیسٹر مشہور فرانسیسی فلاسفر)

تہذیب و سیاست کے درخشاں ستارے روشن کرنے والا

حضرت محمد ﷺ نے توحید و جہاد کی صدا بلند کی۔ عرب کے پامال زروں کو ایک قلیل عرصہ میں درخشاں ستارے بنا کر تہذیب و تمدن اور سیاست کے فلک پر چمکا دیا۔ اس حیرت انگیز انقلاب و ترقی کی شان کسی لیڈر، مصلح، یا نبی کی زندگی میں تلاش کرنا بے کار اور بے سود ہے۔
(عبدالمسیح)

Marfat.com

سچے ' امین اور پاکباز

حضرت محمد ﷺ سچے اور امین تھے۔ پاکباز اور غمگسار تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ واقعی نبی ہیں اور دشمنوں کے ہر اہتمام سے بری اور کوسوں دور ہیں رعونت اور تکبر تو آپ میں نام تک نہ تھا۔ آپ باوجود برگزیدہ نبی ہونے کے ہر وقت مغفرت کی دعا مانگتے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور ڈراتے رہتے۔ (کاؤنٹ ہنری)

عالم انسانیت کے استاد

عرب بت پرست تھے محمد ﷺ نے ان کو خدا پرست بنا دیا وہ لڑتے جھگڑتے اور جنگ و جدال کیا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ایک اعلیٰ سیاسی نظام کے ماتحت متفق کر دیا وحشت و بربریت کا یہ عالم تھا کہ انسانیت شرمائی تھی۔ مگر آپ نے ان کو اخلاق حسنہ اور بہترین تہذیب و تمدن کے وہ درس دیئے جس سے نہ صرف ان کو بلکہ تمام عالم کو انسان بنا دیا۔ (مسٹر گارس)

مردہ عربوں کو اشرف ترین بنانے والا

عرب بالکل مردہ ہو چکے تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے ان میں نئے سرے سے تازہ روح پھونک کر ان کو اشرف ترین قوم بنا دیا۔ جس کے ذریعہ سے وہ بلند سے بلند مراتب پر جاگزیں ہو گئے۔ ایسے بلند کارنامے ان کے ساتھ ہی ظاہر ہوئے جن کا آج تک دنیائے انسانیت کو اعتراف ہے۔ بے شک ان تمام ترقیوں اور کامرانیوں کا سہرا حضرت ﷺ کی ذات گرامی کے سر ہے۔ (نیل)

عظیم الشان موحد و حکیم

حضرت محمد ﷺ بہت بڑے حکیم تھے۔ انہوں نے واحدانیت پر زور دیا اور

Marfat.com

انسانوں کو بت پرستی' انسان پرستی اور توہم پرستی سے علمی و عقلی قاعدہ کے ذریعہ سے نجات دلائی۔ جس سے دنیا کا ذرہ ذرہ ہلاک ہونے سے محفوظ ہو گیا۔ (مسٹر صیبان)

ضعیف و محتاج کے لیے رحمت

حضرت محمد ﷺ کی تاریخی زندگی کی تعریف ان معجزانہ الفاظ سے بہتر ہو سکتی ہے کہ آپ ہر ضعیف اور ہر محتاج کے لیے سب سے بڑی رحمت تھے یتیموں' مسافروں' ضعیفوں' فقیروں' بے کسوں اور مجبوروں کے لیے واقعی اور حقیقی رحمت اور نعمت تھے عورت جو دنیا میں انتہائی ذلیل ہو رہی تھی اس کو آپ نے جو عزت و شرف بخشا دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ (پروفیسر لیک)

صائب الرائے اور بے مثال مفکر

نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ بلند ترین اخلاق کے حامل' بے مثال اور بہت ہی صائب الرائے مفکر تھے۔ آپ کی گفتگو معجزانہ ہوا کرتی تھی۔ آپ بہت بڑے بزرگ اور مقدس ترین نبی تھے۔ (آرونیگ)

عقل میں یگانہ روزگار

حضرت محمد ﷺ یوں تو محض آدمی تھے مگر عقل و رائے میں یگانہ روزگار تھے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اکثر خاموش رہتے۔ طبیعت کے حلیم' خلق کے نیک۔ اکثر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کیا کرتے۔ لغویات کبھی زبان سے نہ نکالتے۔ مساکین کو دوست رکھتے۔ کبھی فقیر کو فقر کے سبب سے حقیر نہ جانتے۔ اور نہ کسی بادشاہ سے اس کی بادشاہی کے سبب سے خوف کرتے تھے۔ (فرانسیسی مورخ موسیو سیدیو)

Marfat.com

نہایت خوش طینت وفیاض

ہم جانتے ہیں کہ اوہام باطلہ کی دنیا میں حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پھیلائی' تعدد ازدواج اور طلاق کو محدود کر دیا۔ غلاموں کے آزاد کیے جانے پر نہ صرف زور دیا بلکہ از خود مثالیں قائم کیں اور مسلمانوں میں مساوات کی تعلیم کو اول اصول اسلام قرار دیا۔ نہایت خوش طینت' عادل' فیاض اور بردبار تھے۔

(مسٹر گورہم)

مذہب اور حکومت کے راہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمدؐ کے ایک وجود میں جمع تھیں۔ آپ پوپ کی طرح مذہبی راہنما تھے مگر پوپ کی ظاہرداریوں سے مکمل پاک تھے۔ آپ قیصر کی طرح حکومت اسلامی کے سربراہ تھے۔ مگر قیصر کیلئے جاہ و حشم سے مکمل بے نیاز تھے۔ اگر دنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اس نے باقاعدہ فوج کے بغیر محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف خدا کے نام پر دنیا میں امن و انتظام قائم رکھا تو وہ صرف حضرت محمدؐ ہیں۔ آپ کو اس ساز و سامان کے بغیر سب طاقتیں حاصل تھیں۔ (ریورنڈ باسورتھ سمتھ)

پیکر شرم وحیا اور مجموعہ محامد و محاسن

ہادی عالم کا ہر قول و فعل استقامت اور امتی کے سانچہ میں ڈھلا ہوا ہے اور آپ کا کوئی قدم بھی اخلاق حسنہ کے جادۂ مستقیم سے منحرف نہ تھا۔ ہادی برحق اور پیکر شرم و حیاء کے جس واقعہ پر بھی نظر ڈالیے وہ حکمتوں کا مجموعہ نظر آتی ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک کسی نے بھی آپ کی طرح اخلاق و مروت' تہذیب و شائستگی' متانت و سنجیدگی' شرم و حیا' تحمل و برداشت' صبر و شکیب' ایفائے وعدہ' پابندی عہد' ہمدردی و موانست کا ایسا زبردست اور موثر ثبوت بہم نہیں پہنچایا۔ مذہبی تاثرات سے قطع نظر جب ہم غور کرتے ہیں تو وہ ہمیں محامد و محاسن کا مکمل مجموعہ نظر آتی ہے۔

(راجہ رادھا پڑاد سنہا)

Marfat.com

زندۂ جاوید تعلیمات کے معلم

حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کی طرح ان کے اخلاق بھی بہت زیادہ بلند پایہ تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا آپ کو سن کر تعجب ہو گا کہ میرا بھی یہی خیال تھا لیکن یہ کونسی تلوار تھی کیا وہ آہنی تلوار تھی؟ نہیں' وہ حضرت محمد ﷺ کی اپنی گراں بہا اخلاق و عفو کی تلوار تھی اور ان کے بے بہا اوصاف حمیدہ اور ان کی قیامت تک نہ مٹنے والی اور سبق آموز تعلیمات کی چمکتی دمکتی تلوار تھی جس نے گردنیں کاٹنے کی جگہ دلوں کو ایک رشتہ میں جوڑ دیا۔ (بابو مکٹ وہاری پرشاد)

غیرفانی فلسفی

حضرت محمد ﷺ بلاشبہ خدا کے ہاں سے غیر معمولی دل و دماغ لے کر آئے تھے۔ انہوں نے رزم بزم تجارت' صنعت' معاشرت' تمدن غرضیکہ بنی نوع انسان کو جن چیزوں کی ضرورت تھی سب ہی کچھ سکھا دیا ہے۔ انہوں نے جو غیرفانی فلسفہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اس سے اس وقت ساری دنیا فائدہ حاصل کر رہی ہے۔ یورپ میں ان کا فلسفہ مسلمان فاتحین کے ساتھ آیا اور اس فلسفہ نے اس یورپ کی کایا پلٹ دی جو بے شرمی' بے حیائی اور گناہ کی رسوائی گزار رہا تھا۔ (رابرٹ ساغور)

Marfat.com

نقوشِ سیرت
سرورِ انبیاء ﷺ

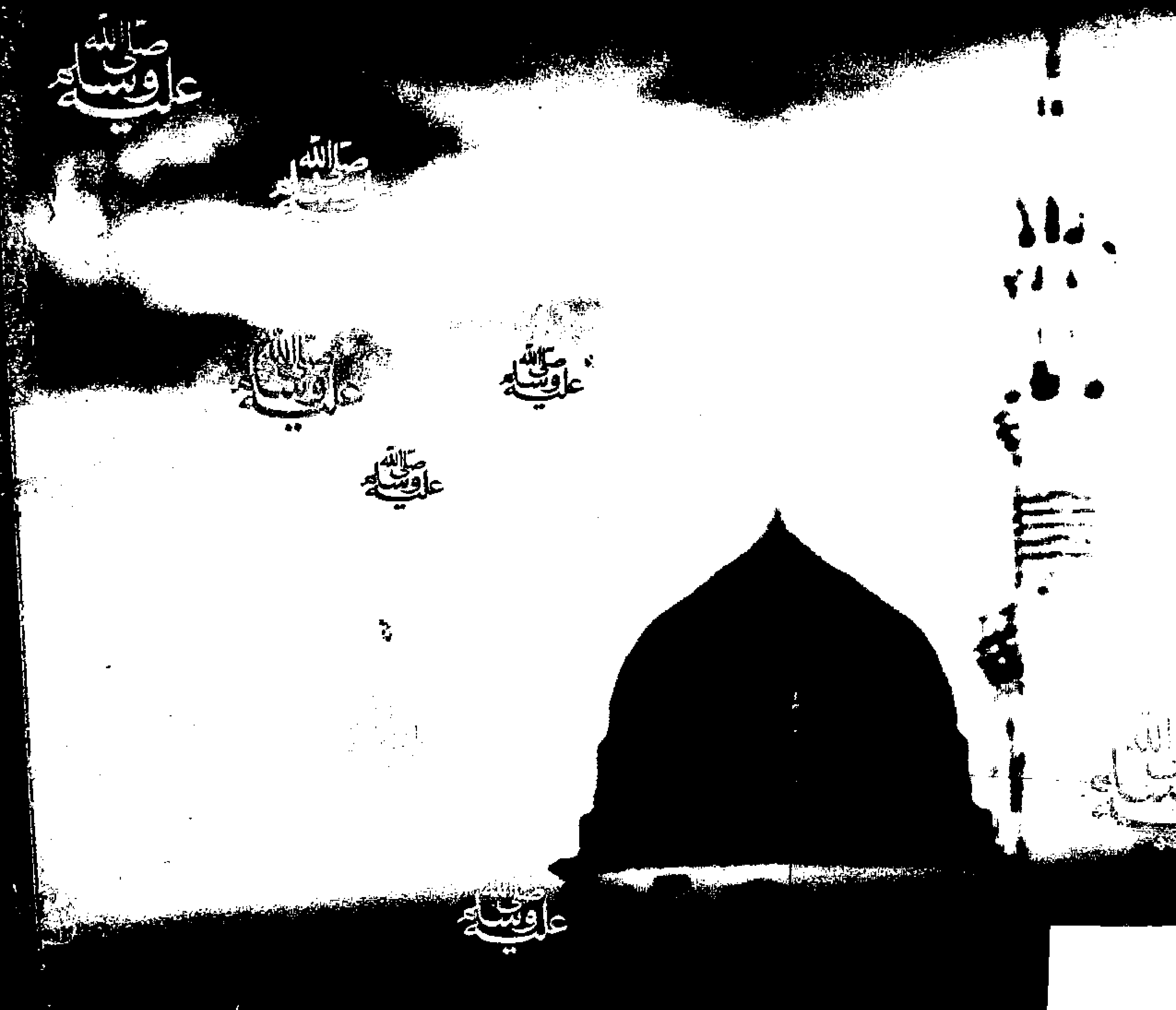

مؤلف: نصرت علی اثیر

ترتیب و تزئین: محمد اشرف چوہدری

Marfat.com